

کتاب الصلوة

اِقْبَلُوا الصَّلَاةَ لِذِكْرِهَا

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

# کتاب الصلوة

مؤلف

امام ابن تیم جوزی رحمہ اللہ علیہ

ترجمہ حواشی و تخریج

عبدالرشید حنیف



دار الفکر بیروت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

### ☆ تنبیہ ☆

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

[kitabosunnat@gmail.com](mailto:kitabosunnat@gmail.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

اَفْزَلُ الصَّلَاةِ لَزِيْرَعَيْنِ: الرَّكْعَةُ

# کتاب الصلوة

مؤلف

امام ابن تیم جوزی

ترجمہ حواشی و تخریج

عبدالرشید حنیف

www.KitaboSunnat.com

دار الفکر بیروت

اشاعت فنڈ

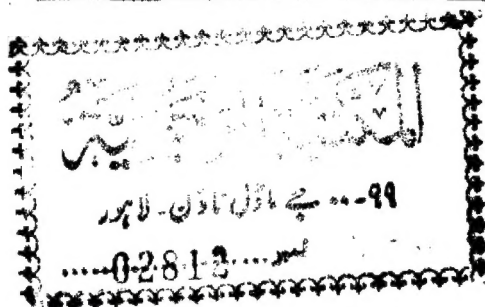
کتاب الصلوة  
جلد اول  
ج ۱۰۰

نام کتاب	کتاب الصلوة
نام مؤلف	ابن قیم رحم
ترجمہ اردو	از- عبدالرشید حلیف
صفحات	۲۸۰
تعداد	۱۰۰۰
حسب فرمائش	طاهر نظامی فیصل آباد
اشاعت فنڈ	۰۰ / روپے

489

فرہارا لیکچرک پریس ملتان

اداره علوم اسلامی جہنگ صدر





نمبر شمار	مسائل و احکام	عنوان	نمبر شمار	مسائل و احکام	عنوان
۱۲	والوں کے دلائل	۱	۵	تعارف مؤلف	۱
۱۴	قرآن سے تارک نماز کیلئے سزا	۲	۱۵	تعارف مترجم	۲
۴۲	کے دس دلائل	۳	۱۵	سوال	۳
	تارک نماز کے متعلق سنت	۴		جواب	۴
۵۴	نبوتی سے دلائل	۵	۱۷	تارک نماز کے قتل میں اختلاف	۵
۶۵	اجماع صحابہ: تارک نماز کا فرہے	۶	۱۸	کیفیت قتل	۶
۶۷	تارک نماز کو کافر نہ کہنے والوں	۷	۱۸	بے نماز کو سزا: قید	۷
	کے دلائل	۸	۱۹	قاتلین تارک نماز کے دلائل	۸
	فصل ۱	۹	۱۷	تارک نماز کے قتل میں اختلاف	۹
۶۳	فریقین کے دلائل میں فیصلہ کن بات	۱۰		فصل ۲	
	فصل ۱۵	۱۱	۲۵	ارباب توبہ والوں کی دلیل	۱۰
	کفر کی دو اقسام	۱۲	۲۶	بے نماز کو قتل نہ کیا جائے	۱۱
۶۶	کفر اور ایمان کا اجماع	۱۳		فصل ۳	
	فصل ۱۶	۱۴	۲۷	کس بنا پر اسے قتل کیا جائے	۱۲
۷۰	مبارک کے اقوال دربارہ تارک نماز	۱۵	۳۵	وضو، غسل جنابت، استقبال قبلہ اور سرسختی کے تارک کا حکم	۱۳
	کیا ترک نماز کے ساتھ دیگر اعمال پر باد ہو جاتے ہیں	۱۶		فصل ۴	
۸۱	فصل ۱۷	۱۷	۳۱	تارک جہد کے متعلق حکم	۱۴
	برباد اعمال کی دو اقسام	۱۸	۳۷	تارک نماز کو محارب و سزائی کی حد	۱۵
۸۵	عام و خاص	۱۹		فصل ۵	
				تارک نماز کو کافر قرار دینے	۱۶

نمبر شمار	مسائل و احکام	نمبر شمار	مسائل و احکام	عنوان
188	چھ خصائل نفاق نمازیں	۳۸	کیارات کی نماز دن کے ساتھ	۲۷
191	در کیفیت و مقدار نماز نبوی	۳۹	اور اسکے برعکس قبول ہوتی ہے یا کر نہ	۲۸
197	مقدار قیام و رقرأت	۴۰	کیا فوراً بیداری یا یاد آتے وقت	۲۹
203	غفغفون اور مکملوں کے دلائل	۴۱	نماز ادا کرے یا اس کو تاخیر ادا کرے	۳۰
210	حقیقت نماز نبوی	۴۲	نماز سے متعلق ابو بکر رضی اللہ عنہ	۳۱
227	انین زینت نماز رفع الیدین	۴۳	برائے عمرہ	۳۲
239	کی طرح	۴۴	جو لوگ بے وقتی نماز کو شمار	۳۳
247	فلسفہ سجدہ	۴۵	کرتے ہیں اور اسے بڑی ذمہ داری	۳۴
251	فلسفہ التیمات یتد	۴۶	قرار دیتے ہیں	۳۵
249	نماز کو مکمل کرنے والے مقاصد	۴۷	مذہب و افاد و ظاہری کا	۳۶
257	طریق متوسط (راہ اعتدال)	۴۸	مانعین گروہ کے دلائل نماز	۳۷
264	نماز نبوی اللہ اکبر سے تا	۴۹	نہ صحیح اور نہ ہی قبول ہوگی	۳۸
271	السلام علیکم	۵۰	جو شخص نماز باجماعت پڑھنے	۳۹
274	دُعائے قنوت	۵۱	کی طاقت کے باوجود اکیلا پڑھ لیتا	۴۰
276	استجاب قنوت بعد رکوع	۵۲	ہے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے	۴۱
279	آخری تشهد میں درود شریف	۵۳	نماز باجماعت کو واجب اور	۴۲
280	اور سلام	۵۴	غیر واجب کہنے والوں کے دلائل	۴۳
281	فرص نماز کی تعداد	۵۵	کی نماز باجماعت ادا کرنا نماز	۴۴
282	نماز تہجد	۵۶	کی صحت کیلئے شرط ہے یا کہ نہ	۴۵
		۵۷	کی نماز باجماعت کی اجازت	۴۶
		۵۸	گھر یا مسجد میں ہے	۴۷
		۵۹	نماز میں کوسے کی طرح ٹھونکنے مانا	۴۸

## تعارف مؤلف — از — عبدالرشید حنیف

**نام و نسب** | محمد بن ابوبکر بن ابوبن سعد بن حمید بن حریر بن زرعی - دمشق - حنبلی -

**کنیت** | ابو عبد اللہ - لقب :- شمس الدین - معروف :- جو زریہ -

**جو زری** | دمشق کی غلہ منڈی میں ابو الفرج عبدالرحمن الجوزی نے ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا۔ اس مدرسہ کے مہتمم ابن قیمؒ کے والد محترم تھے۔ موصوف اس مدرسہ میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے تھے جس کی وجہ سے آپ جو زریہ کہلاتے تھے۔

**ولادت** | ۶۹۱ھ - ۱۲۹۲ھ

**تعلیم و تربیت** | آپ نے ایک سازگار اور پاکیزہ ماحول میں اپنے عہد کے عمدہ ترین فاضل اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، علوم عربیہ کی تعلیم ابن ابوالفتح اور مجد تونس، اور فقہ کی تعلیم بغداد عراقی اور ابن تیمیہؒ سے حاصل کی۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ کے ہاں ۷۱۲ھ تا ۷۲۸ھ صرف تعلیم رہے۔ یعنی پورے ۱۶ سال۔

**وجدانی تعلق** | تمام اساتذہ سے زیادہ اثرات ابن تیمیہؒ کے آپ پر تھے موصوف سے قلبی اور وجدانی تعلق سے انتہائی متاثر تھے۔ امام ابن تیمیہؒ سے موصوف نے آزادی فکر، طرز استدلال، تدبر اور تفکر، بحث، تحقیق، عالی افلاق کا سبق حاصل کیا، جس کا ہمیشہ آپ کی زبان پر تذکرہ رہتا تھا۔

**اساتذہ** | ۱۔ ابوبکر بن وائلم۔ ۲۔ ابن شیرازی۔ ۳۔ اسماعیل بن مکتوم۔ ۴۔ شہاب نابلس۔ ۵۔ فاطمہ بنت جوہر۔ ۶۔ امام ابن تیمیہؒ عراقی۔

**مسند تدریس** | مدرسہ مدینہ، میں عرصہ تک مسند تدریس پر فائز رہے۔

**تلامذہ** | ۱۔ ممتاز شاگرد — ابو الفرج عبدالرحمن بن جرجنبلی، مؤلف طبقات جلد

۲۔ عبد اللہ بن القیّم :- جو کہ اپنے والد کی وفات کے بعد درسمہ صدریہ میں مسند تدریس پر فائز ہوئے۔

۳۔ ابن الہادی۔

غرضیکہ آپ سے تعلق کثیر نے علم اخذ کیا۔

علماء اور فقہار کا تخریج تحسین | علامہ ابن کثیرؒ — تحریر کرتے ہیں کہ موصوف بہت فاضلانہ اخلاق رکھتے تھے اور تعلیم میں مشغول رہتے تھے۔

۲۔ ابن رجب — تحریر کرتے ہیں کہ اُستاذِ فخرم بڑے عابد اور تہجد گزار تھے اور بہت طویل نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ میری نظر میں آپ جیسا کوئی انسان نہ تھا۔ غرضیکہ آپ قرآن اور سنت اور دینی حقائق میں ممتاز ترین عالم تھے، تفسیر کے غوامض اور رموز میں دسترس رکھتے تھے۔

۳۔ قاضی برہان الدین زرعی — ماتحت ادریم السماء ووسع علما منہ۔ روئے زمین پر آسمان کے نیچے آپ جیسا کوئی مہارت نامہ رکھنے والا عالم نہیں تھا۔

۴۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں — آپ نے اپنے اُستاذ ابن تیمیہ کی کتب کو ترتیب دیکر عوام کے سامنے پیش کیا۔ موصوف بے باک اور دلیر تھے۔ اختلافی مسائل اور اسلاف کے مسلک سے خوب آگاہ تھے۔

۵۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔ آپ علم حدیث، اور فنون حدیث اور رجال کے بہت بڑے عالم تھے۔

عبادات | آپ عرصہ دراز تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے۔ اہل مکہ آپ کی کثرتِ طواف اور عبادت پر متعجب تھے۔ آپ نے فرمائی حج کے علاوہ کئی نقلی حج کئے۔

ذکر و اذکار | سنت نبویؐ کے مطابق فجر کی نماز پڑھنے کے بعد طلوع آفتاب تک اپنی جگہ پر بیٹھے ہونے ذکر و اذکار میں مشغول رہنے اور فرمایا کرتے

تھے۔ یہ اذکار میری صبح کی سیر کی حیثیت رکھتے ہیں اگر میں ایسا نہ کروں تو میری طاقت ختم ہو جائے۔

**کلمہ حق** | کتاب دسنت کی روشنی میں آپ مسائل کو پیش کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے ”منزل غلیل“ کی زیارت کو اہتمام کے ساتھ جانے پر فرمایا کہ ایسا سفر بلا ضرورت ہے۔ اس فتویٰ کی بنیاد علماء رسوئے مخالفین کی جس کی بنیاد آپ کو قید کر دیا گیا۔

**دور امتحان** | آپ نے حکام اور عوام اور علماء سورہ کی تمام تر تکالیف کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ ایسا وقت بھی آیا کہ آپ کو اونٹ پر بٹھا کر کوڑے مار گئے اور ایک قلعہ میں امام ابن تیمیہ کے ساتھ مقید کر دیا گیا، مختلف مسائل کی بنیاد جو منزلیں حکام کی طرف آپ کو دی گئیں تھیں۔ ان میں سے اکثر منزلیں اپنے استاذ کے ساتھ رہے۔ ایک دفعہ آپ کو الگ مقید کر دیا گیا اس منزل سے اس وقت رہائی ملی جب کہ استاذ محترم فوت ہو گئے تھے۔

**جیل میں مشغلہ** | وكان في هذه جسد مشغلاً بتلاوة القرآن والتفكير ففقه عليه من ذلك خير كثير

آپ جب تک جیل میں محبوس رہے قرآن کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے کثرت تلاوت کے باعث آپ پر قرآنی رموز اور اسرار کا باب کھول دیا گیا۔

**ادبی ذوق** | ابن قیمؒ بہت ہی باذوق تھے۔ ادبی۔ نحوی۔ مسائل میں مہارت نامہ رکھتے تھے۔ اور عربی اشعار کو موضوع کے ساتھ سلیقہ سے مرصع کرتے تھے۔

**شاعری** | آپ شاعری سے خاصا ذوق رکھتے تھے، آپ کی تمام تصانیف اس پر شاہد ہیں۔ چنانچہ آپ کی ایک کتاب قصیدہ نونیر کے نام سے مشہور ہے اس میں ایک ہزار اشعار ہیں، ہر شعر کے آخر میں نون ہے عربی میں اس کا نام الکافیہ الشافیہ



فی الانتصار للفرقة الناجية، یہ منظوم علمی تصنیف باطل فرقوں کے عقائد کی تردید پر مشتمل ہے۔

**اشعار فضیلت ابی بکرؓ** من بی بمثل سیرک المدالی  
تمشی رویداً وتجئ فی الاول۔

کون مجھے تیرے جیسی ناز و انداز کی رفتار عطا کرے۔ تم بٹھر بٹھر کر چلتے ہو  
مگر سب سے اول آئے ہو۔

**ابن مبارک کے اشعار** آپ ابن مبارک کے ان اشعار کو بڑے انداز  
سے علماء اور حکام کے سامنے پیش کیا کرتے تھے۔

رایت الذنوب تمیت القلوب و قد یورث الذل و هانها  
و شرک الذنوب حیات القلوب و خیر لذفسک عصیانها  
و صل افئد الذین الالمولک و احبار سموع و رهبا نھا

**تصانیف** آپ کی علمی، ادبی، تاریخی، اصلاحی اور اخلاقی موضوع پر کل تصانیف  
کی تعداد تقریباً اٹھاسٹھ ہیں۔

علم قرآن کے موضوع پر :- ۱۔ کتاب الایجاز فی الجواز، ۲۔ تفسیر الفاتحہ،  
۳۔ شرح اسماء الحسنی، ۴۔ شرح اسماء الکتاب العزیز، ۵۔ التبیان فی اقام  
القرآن، ۶۔ امثال القرآن، ۷۔ تفسیر المعوذتین، ۸۔ منہاج السنۃ

**مشہور تصانیف** زاد المعاد فی ہدی خیر العباد (سیرت نبویؐ)، ۲۔ مدارج  
الساکنین (تصوف)، ۳۔ اعلام الموقعین (فقہی مسائل)

**مشغلہ کتب** ہر موضوع کی کتب جمع کرنے بہت دل دادہ تھے۔ آپ کی  
عظیم الشان ذاتی لائبریری تھی۔

**ارشادات** دین کی امامت صبر اور فقر سے حاصل کی جاسکتی ہے۔  
سالک کو علم کی شدید ضرورت ہے۔ جس سے اسے بصیرت و  
ہدایت ملے۔

۷۔ عربی میں سیرۃ النبیؐ کے موضوع پر یہ کتاب لاثانی اور اردو زبان میں رحمۃ اللعالمین  
از قاضی سلیمان منصور پوری لاثانی کتاب ہے۔

**وفات** | علم اور عمل کا یہ آفتاب و ماہتاب ابن تیمیہ صغیر ۱۳ رجب ۷۵۰ھ  
 ۷۵۰ھ کو ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون  
**مدفن** | دمشق کے ”باب صغیر“ کے نزدیک واقع ہے۔  
 عبدالرشید حنفی - جھنگ صدر  
 ۵ فروری ۱۹۵۰ء دیکر ۵ منٹ شام۔

---

سہ ماہیات ابن القیم عربی مولدہ عبدالعظیم شرف الدین مترجم - رشید احمد رشید ایم۔ اے۔

## مقدمہ و تعارف مولف — از مولانا عبد الرشید صدیقی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - مُحَمَّدٌ لَا وَفَّلٰی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ  
 اسلام میں توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمدؐ پر علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و  
 فداء بنی و اُمتی پر ایمان و ایقان کے بعد جس فریضہ عظیم کو اہمیت و افادیت حاصل  
 ہے وہ نماز پنجگانہ کی ادائیگی ہے۔ جس کو روزِ عشرِ اولِ قاسبہ میں باز پرس کی صورت میں  
 ہر مسلم فرد کے سامنے پیش کیا جائے گا اور جس کے بغیر نجات غیر ممکن ہوگی۔ کیونکہ اسکی  
 عدم ادائیگی کی وجہ سے جہنم کا واروئے بھی سوال کرے گا کہ هَا سَلَكْتُكُمْ فِی سَفَرٍ - قَالُوْا  
 لَوْ نَدِیْنُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ - ترجمہ :- (تمکو یعنی جہنم میں لائے جانے والوں کو کیوں  
 داخل کیا گیا) جبکہ تم دنیا میں مسلم کہلاتے تھے تو نہایت عنان کی سہ و جواب دیں گے  
 کہ ہم نمازی نہیں تھے۔ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے قرآن کریم سارا ان احکام  
 سے بھرا پڑا ہے جس میں فریضہ نماز کیلئے بار بار تاکید کی گئی ہے۔ کوئی پارہ ایسا نہیں  
 جس میں اَقِمْوُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوْا الزَّکٰوۃَ کا ذکر نہ آیا ہو۔ پھر اس کی حفاظت و نگہداشت  
 کے لئے اس قدر زور دیا گیا ہے جس سے انکار آمدید عملی بُرے سے بُرے و عید اور نازِ جہنم  
 سے بچاؤ کے لئے کوئی تدبیر کارگر نہیں کہلا سکتی۔ اور اس میں بد عملی اور بے فکری، اور  
 اس سے بے پرواہی آخرت میں بڑی تباہی و ہلاکت کا موجب ہوگی۔ افسوس! کہ  
 آج بعض تہقہبی اقوال کی روشنی میں اس کی افادیت سے محرومی کی صورت اس انداز  
 میں پیش کی جا رہی ہے کہ اس کیلئے دو متمدد آدمی اور امیر کبیر ساری زندگی نماز ادا  
 نہ کرے۔ اور مرتے وقت اپنی نمازوں کے فدیہ میں زرِ کثیر مدارس یا مساجد کی تعمیر  
 میں صرف کر کے اپنی آخرت کی نجات کا حیلہ کر لے مجھے بے حد رنج سے یہ ظاہر کرنا پڑتا  
 ہے کہ مسلمانوں کے بعض طبقات نے مرنے والوں کی قبر پر قرآن کریم کو مولوی صاحب  
 کے ذریعہ سے پھیرے دیکر اسقاط کا طریقہ اختیار کر کے مولوی صاحب کا پیٹ بھرنے  
 لگا۔ اصحابِ جنت سوال کریں گے حقیقت

کو اختیار کر لیا ہے اور بعض زر پرست علماء نے فقہ کے فیصلہ مدارِ نجات سمجھ کر اپنے مدارس میں زکوٰۃ عشر کی مدت کے علاوہ اپنی دنیوی کمائی کا ذریعہ بنالیا ہے چنانچہ آج کل بعض مدارس کے سالانہ رپورٹوں میں خذیہ و ہدیہ نماز کی رقوم بطور آمد دکھائی دی جا رہی ہے جس سے صریح واضح ہوتا ہے کہ ”ایقوا الصلوٰۃ کے بار بار تاکید فرمیں قرآنی بھی معاذ اللہ بے اثر ہو گئے ہیں اور اگر کوئی شخص ساری عمر نماز نہ پڑھے تو اسے مرنے سے قبل اپنی دولت کا کچھ حصہ دیکر آخرت میں جان چھڑانا آسان ہوگی۔ اور حضرت امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی معاذ اللہ کوئی وقعت نہیں ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ”اول ما یحاسب یومہ القیامہ“ دن قیامت سب سے پہلے نماز کا محاسبہ ہوگا۔

اسلام میں مالی عبادات میں جہاں زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری قرار دی گئی ہے اور اسے غریب و مفلسوں سے ہمدردی میں صرف کرنے کو بطور احسان ”ٹھہرا لیا گیا ہے۔ وہاں نماز پنجگانہ کی ادائیگی کو زکوٰۃ سے بدنی عبادت ٹھہرا کر اس کے دیدہ و دانستہ ترک کرنے کو منکر اسلام اور مشرک و مسلمان کے مابین امتیازی فرق بتایا گیا ہے اس لئے جس شخص کے دل میں کچھ بھی خوفِ خدا ہے وہ اس کی ذمہ داری سے کبھی ہندہ برداشت نہیں ہو سکتا۔ اور آخرت میں جہنم کے داخلہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس سے بچاؤ کرتے ہوئے ادائیگی نماز سے کبھی بھی بے پرواہ نہیں ہو سکتا۔

## حضرت حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کے نقطہ نگاہ سے ایسی مالی و بدنی عبادات اس قدر اہمیت رکھتی ہیں کہ وہ ان کو ان میں ذرا سی کوتاہی اور کمی کو ہرگز برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں اگرچہ ان کے نزدیک فضائل اعمال میں نفعی عبادات اور نوافل کی ادائیگی بھی آخرت میں بڑے ثواب کا درجہ رکھتی ہیں مگر فرضی نمازوں اور سنت کے مطابق نمازوں کی ادائیگی کو صمیم

لہ بہ العتبۃ ۱۲

معنی میں امام الانبیاء تاجدارِ دو عالم شیخ المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفعت و عزت و تکریم کی عین عملی حفاظت سمجھتے ہوئے اس سے بے اعتنائی کو مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عین ایمان اور شفقت دینی ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن عبادات کی صریح قبولیت یقین کرتے ہیں انہی حضرت امام المجاہدین ابو امام اہل سنت حضرت شیخ المحدثین امام ابن تیمیہ کے شاگردان رشید میں حضرت حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کو نمایاں شرف تلمذ حاصل ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت و رفاقت اور ان کے فیض علوم نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (التسلیم) کتاب - علم تدبر و تفقہ فی الدین میں وہ فراغت اور غنائم نصیب فرمائی ہے جس میں بسا اوقات شاگرد استاذوں سے بڑھ جاتے ہیں۔

چنانچہ آپ کی تصنیفات سے سنن نبویہ کی رفعت و بلندی پائے گی اور خصوصیت سے عبادات اور بہاؤ قلمی میں ان کو بہت بڑا مقام حاصل ہونے کا پتہ چلتا ہے پھر روحانی کوائف اس انداز میں واضح ہوئے ہیں کہ عربی تصوف اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں اور سلف صالحین کی روایات ان کے پڑھنے سے تازہ ہو جاتی ہیں۔

حضرت حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب الصلوٰۃ ان تصانیف میں امتیازی درجہ رکھتی ہے جس میں انہوں نے پنجگانہ نمازوں کی ادائیگی کے لئے ابتدائی لوازم و ضرور - طہارت - نمازوں کے ارکان کی باقاعدگی - اور ان کی برکات کو کھول کھولی کو بیان کیا گیا ہے جس سے ان کی ولایت کاملہ اور متصوفین سابقہ کی روحانی کامیابیوں کا راز آشکارا ہوتا ہے اور ان کی کوتاہی اور کم سمجھی - بیزاری معصیت اور حضرت سید المرسلین والاخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے صریح انحراف واضح ہوتا ہے یہ کتاب عربی زبان میں تمام عالم اسلام میں درس و تدریس میں پڑھائی جاتی ہے اور اس کا ترجمہ بہت سی غیر ملکی زبانوں میں شائع ہو چکا ہے۔

دُعَاءُ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الرَّشِيدِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاظِمُ جَمْعِيَّةِ الْإِسْلَامِ (مطلع طنان)



## تعارف مترجم

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا عبد الرشید حنیف صاحب ہمتہم ادارہ علوم اسلامی سن آباد  
جھنگ کو خیرات خیر عطا فرماوے جنہوں نے ایک مخلص دوست کے تقاضہ پر اس  
کتاب کا اردو زبان میں نہایت شستہ انداز میں ترجمہ کر کے عوام کی خیر خواہی اور  
آگاہی کا حق کر کے اپنے لئے دار آخرت میں مسخر ہوئے، نجات حاصل کرنے  
اور صدقہ جاریہ کی صورت میں اختیار فرمائی ہے حضرت مولانا حنیف صاحب ۵۰  
۶۰ کتابوں کے مصنف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس قدر علمی تحقیق اور عملی تشریحات  
کے لئے بڑا شرح صدر نصیب فرمایا ہے۔ جس میں یہ کتاب الصلوٰۃ کا ترجمہ ان کی  
تصنیفات میں بڑے اضافہ کا موجب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں اس  
کے لئے اجر عظیم سے نوازے (ر آمین)

## مترجم مولانا علامہ حنیف سے تعارف

حضرت مولانا عبد الرشید صاحب حنیف جھنگوی کو ان دنوں سے جانتا  
ہوں جب وہ مدرسہ دار القرآن والحدیث فیصل آباد میں انتہائی تعلیم کے دوران  
طالب علم کی حیثیت سے داخل تھے وہ بحمد اللہ آخر میں امتیازی حیثیت سے  
وہاں سے فارغ ہو کر مسلمانوں کی رہبری بالخصوص جماعت اہل حدیث کی مسلکی اور  
عامۃ المسلمین کی دینی رہبری کے لئے اور ممتاز بزرگان دین کے کارناموں میں  
شریک ہو کر آج بھی بفضلہ تعالیٰ اپنی تقریری، شہرہ رسد خدمات میں سرگرم و ساعی  
ہیں۔

حضرت مولانا حنیف کے آباؤ اجداد میں ان کے والد محترم مولانا کریم بخش  
سے توبہ متعارف نہیں ہوا تھا۔ مگر ان کے فنیال میں ان کے مورث اعلیٰ حضرت  
مولانا عبد الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث ساکن دریام ضلع جھنگ سے بخوبی

واقف رہے جو ۱۹۲۰ء میں مدرسہ دارالکتاب والسنة صدر بازار دہلی میں طالب علمی میں پڑھا کرتے تھے اور وہ حضرت مولانا عبدالوہاب ملتانی صدیقی دہلوی کے تلامذہ میں ممتاز متعلم تھے وہ دہلی سے فراغت کے بعد حب دریا میں ضلع جھنگ میں آئے مقیم ہوئے تو انہوں نے اپنے ماسرے خاندان کو علوم کتب و سنت کے حصول کے لئے وقف کر دیا۔ حضرت مولانا عبدالرحمن مرحوم سالہا سال تک تقریباً تیس سال ملتان میں انجمن اہلحدیث کے سالانہ جلسوں اور آل انڈیا اہل حدیث کانفرنسوں کے بڑے عظیم جلسوں میں شریک ہوتے رہے آپ کے خاندان کے جن نوجوان علمائے مختلف مدارس دینیہ میں تعلیم حاصل کر کے ضلع جھنگ میں توحید و سنت کی اشاعت اور آبیاری فرمائی ان میں بھی مولانا عبدالستار صاحب خضر، مولانا عبدالنور صاحب مولانا عبدالرحیم اور مولانا حکیم عبدالکریم صاحب زندہ ہیں جو اپنے علاقہ میں اب تک توحید باری تعالیٰ اور سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ کی بنیاد باری میں اپنے آباؤ اجداد کی طرح مصروف و معروف خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالرشید صاحب حنیف حضرت صوفی عبدالستار صاحب کی قائم کردہ درسگاہ دارالعلوم "تعلیم الاسلام" ماموں کابنجن اور دیگر مدارس عربیہ میں بھی فیض علم حاصل کرتے رہے ہیں اور ان تمام بڑی درسگاہوں کے سند یافتہ ہیں جن کو آج ملک میں جماعت کے دینی مراکز سمجھا جاتا ہے اور جن کی سند فراغت اور دستاویزیت آج علمائے اثریہ اسلاف صالحین کی یادگار اور صحیح علوم کی فیض یافتگی اور نشر و اشاعت دینی کا محور سمجھا جاتا ہے مولانا حنیف صاحب نے کتاب الصلوٰۃ کا اردو زبان میں بہترین ترجمہ کر کے اور اپنے حواشی سے مزین کر کے کتاب مذکورہ کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو نہ صرف ثواب پہنچایا ہے بلکہ عام فہم انداز میں عوام کے لئے نماز کی حقیقت اور عبادات کی اہمیت بڑھا کر ترجمہ کا صحیح حق ادا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین۔

(دُعائے گو: عبدالرشید صدیقی عفی عنہ)

۲۵ مارچ ۱۹۷۹ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## تارک نماز کے متعلق ایک اہم سوال !

ذیل صورتِ مسئلہ میں علماء کرام کیا ارشاد فرماتے ہیں :

ایک شخص عمداً نماز کو ترک کر دیتا ہے، کیا اس کا قتل کرنا واجب ہے یا کہ نہ؟

اور اگر اسے قتل کیا جائے تو کیا اس کا قتل مرتد اور کافر کا سا ہوگا کہ جس پر نہ نماز حجازہ اور نہ

غلل اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاوے یا اس پر قتل نہ ہوگی کہ جسے مسلمان

جان کر حد لگائی جائے گی؟

جو شخص تارک نماز ہے کیا اس کے تمام دیگر اعمال ترک نماز کے باعث باطل اور برباد

ہوں گے یا کہ نہ؟

اور کیا ایسے شخص کی رات کی نمازوں کی نماز سے اور دن کی نماز رات کی نماز سے قبول

ہوگی یا کہ نہ؟

ایک شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی طاقت رکھتا ہے لیکن وہ اکیلا نماز پڑھ لیتا

ہے کیا اس کی اس صورت میں نماز صحیح ہوگی یا کہ نہ؟

اور اگر نماز صحیح ہے تو کیا وہ جماعت کے ترک کرنے کے باعث گنہگار ہوگا یا کہ نہ؟

کیا نمازی کے لئے مسجد میں حاضر ہونے کی شرط ہے یا اسے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟

جو شخص کوڑے کی طرح ٹھونکے مار کر نماز ادا کرتا ہے ایسی حالت میں کہ رکوع اور سجود بھی

پورا نہیں کرتا تو اس کی نماز پر کیا حکم ہے؟

تحقیق نماز کی حقیقت کیا ہے جو کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک امام کو حکم دیا

تھما صل بہم صلاۃ اخفہم سر؟ کہ اپنے مقتدیوں کو تو ہلکی سی نماز پڑھایا کر؟

اس ارشاد نبویؐ اَفْتَانْ اَنْتَ اِیْمَاعَاذُ

(اے معاذ کیا تو فقہ ڈالنا چاہتا ہے کہ کیا مفہوم ہے؟

صحیح بخاری ج ۱، ح ۱۰۰۰۰، مشکوۃ المسابیح ج ۱ ص ۱۰۰ کتاب الصلوۃ

سوال کا مقصد جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تکبیر تحریمہ تا سلام تک کی کیفیت! اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی دینی تعلیم کے پیش مسائل کو دراصل اور براہین سے واضح کریں اور ارباب نادانہ کی ذمہ داری ہے جس چیز کا علم نہیں رکھتے اس کا حل اہل علم سے تلاش کریں!

اس سوال کا جواب شیخ الاسلام شمس الدین محمد بن ابی بکر صنبلی (ابن قیم) نے دلائل شرعیہ سے ارشاد فرمایا!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ مُحَمَّدٌ لَا وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهِ  
الْفَسِينَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا  
هُادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ  
رَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا  
كَثِيرًا

جس پر بھی حمد کا اطلاق ہو سکتا ہے وہ تمام تر اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے خاص ہے، اس کی ہم تعریف بیان کرتے ہیں اور اسی ہی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے ہم اپنی تمام لغزشات کی تلافی چاہتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ ہم اپنے نفوس کی تمام تر شرانگیز سرگرمیوں اور بُرے اعمال سے (کبیرہ گناہ) پناہ چاہتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے جسے اللہ تعالیٰ ہدایت پر گامزن کرے اس کو کوئی بھٹکا نہیں سکتا۔ اور جسے اللہ تعالیٰ راہ حق سے برگشتہ کر دے اسے کوئی بارہ حق پہلا نہیں سکتا۔

میں اپنے معبود حقیقی کی وحدانیت کی شہادت دیتا ہوں اور اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد (بندہ کامل) اور رسول ہیں۔

اس رسول پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول اور آپ کے جملہ اہل آواز و اجڑاں مطہرات پر راحی سلامتی کا کثرت سے سلسلہ جاری رہے۔ (امین)

جواب ہے!

جواب:۔۔۔۔۔  
لا تختلف المسلمون ان ترك الصلوة المفروضة عمداً من اعظم الذنوب  
واكبر الكبائر وان اثم عند الله اعظم من اثم قتل النفس واخذ الاقوال  
ومن اثم الزنا والسرقه وشرب الخمر وانه متعرض لعقوبة وسخط  
وخزيه في الدنيا والاخرة ۛ

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فرضی نماز کا قصداً تارک عظیم گناہ کے ساتھ  
ساتھ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے۔ اور اللہ کے ہاں اس کا گناہ قاتل نفس، ڈاکو، زانی، چور اور  
شرابی سے عظیم تر ہے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، سزا، اور دنیاوی اور اخروی رسوائی  
کے لئے تیار رہنا چاہیے!

نماز کے تارک کے قتل اور کیفیت قتل میں اہل علم  
تارک نماز کے قتل میں اختلاف کا اختلاف ہے۔

- (۱) جناب سفیان بن سعید ثوریؒ، ابو عمرؒ، ابو زاعمیؒ، عبد اللہ بن مبارکؒ،  
حماد بن زیدؒ، وکیع بن جراحؒ، مالک بن انسؒ، محمد بن ادریس شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ  
اسحاق بن راہویہؒ مع اصحاب کا فتویٰ ہے کہ تارک نماز کو قتل کیا جائے!
- (۲) کیفیت قتل کے بارے میں اختلاف ہے کہ اسے کس طرح قتل کیا جائے۔ جہود علماء کا  
فیصلہ ہے اس کی گردن تلوار سے اڑا دی جائے۔ بعض شافعی حضرات کا فیصلہ ہے کہ لمبے کٹری  
کے ساتھ پیٹھا ہائے حتیٰ کہ نماز ادا کرتے لگ جائے یا فوت ہو جائے۔  
جناب قاضی ابن شریعہؒ فرماتے ہیں اسے تلوار کے ساتھ مارا جائے حتیٰ کہ وہ فوت ہوئے  
کیونکہ یہ سزا تنبیہ اور توبہ کے لئے امید افزا ہے۔

جہود علماء نے اپنے فیصلہ میں اس حدیث: **اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ فِي كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا**  
**قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ** ۛ

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لئے احسان لکھا ہے جب تم کسی کو قتل کرو تو احسن انداز سے قتل  
کیا کرو۔ مگر بطور دلیل پیش کیا ہے۔ تلوار سے گردن اڑانا احسن قتل اور خود جغ نفس کے لئے مفید  
تمیز ہے، ربانی قانون کفار مرتدین کے بارے میں کہ ان کی گردن اڑا دی جائے، نہ کہ تلوار سے

ۛ کتاب الصلوة - ۛ مشکوٰۃ ج ۲ ۛ کتاب الصيد والذبايح -



چوک کرنا۔

### فلسفہ سہرا زانی

شادی شدہ زانی کو پتھروں سے اڑایا جائے تاکہ اس کے جسم میں جہاں جہاں حرام کی لذت اثر انداز ہو چکی تھی وہاں تک تکلیف کو پہنچا دیا جائے، اور یہ قتل کی بدترین قسم ہے، دواعی زنا قوت طبعی پر غالب رہتے ہیں اس لیے اس سزا کو قوت دواعی کے مقابلہ میں شدید قرار دیا گیا۔

زنا کی سزا میں نصیحت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کی حرکت لواطت کے پیش نظر ان پر پتھروں کی بارش سے سنگسار کر دیا۔

بے نماز کو قید کی سزا | جناب ابن شہاب زہری، سعید بن مسیب، عمر بن عبدالعزیز ابو حنیفہ، داؤد بن علی، اور مزنی کے قول کے مطابق تارک نماز کو قید کیا جائے حتیٰ کہ خود بخود مر جائے۔ یا وہ توبہ کرے لیکن اسے قتل نہ کیا جائے، ان حضرات کے فتویٰ کی دلیل حدیث سے ہے کہ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: اَبُو مُرَّةٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا قَالُوا هَاعَصُمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا (رواه البخاری ومسلم)

(۲) ابن مسعود قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لا يُحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِأُحْدَى ثَلَاثٍ: الشَّيْبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمَفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ (صحاحین)

(۱) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ یہاں تک قتال کروں کہ وہ کلمہ شہادت پڑھنا شروع کریں جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں گے تو ان کے اموال اور خون محفوظ، ہاں قصور کی شکل میں سزا ہوگی!

(۲) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کا خون حلال نہیں جو توحید رسالت کی شہادت دیتا ہوں ہاں تین صورتوں میں (۱) شادی شدہ زانی (۲) قاتل نفس، (۳) دین کا تارک مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنے والا، (بخاری ومسلم)

سنة مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ کتاب الايمان ج ۲ کتاب الزکوة ص ۵۵۱ ترجمہ و اضافہ کے ساتھ، بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما، بحوالہ بیروتی ص ۱۵۵

مزید دلیل یہ پیش کرتے ہیں، کیونکہ یہ شرائعِ عملیہ ہیں ان کے تارک کو قتل نہ کیا جائے گا، جس طرح کہ تارک روزہ، زکوٰۃ اور تارک حج کو قتل نہیں کیا جاتا۔

جو لوگ تارک نماز کے قتل کے قائل ہیں انکی دلیل آیتِ قرآنی سے :

**تارک نماز کو قاتلین کے دلائل**

كَافَتُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَحُلُّوهُمْ وَحُصْرُوهُمْ وَاعْمَلُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ فَاِنْ تَابُوا وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ

پس مارو مشرکوں کو یہاں پاؤ ان کو اور پکڑو ان کو اور گھیرو ان کو اور بیٹھو واسطے انکے ہر گھات کی جگہ، پس اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو، پس چھوڑ دو راہ انکی۔

تشریح :- مشرکین کے قتل کرنے کا حکم عام اس آیت میں موجود ہے (اس شرط کے ساتھ کہ وہ اپنے شرک سے توبہ کریں اور اقامت نماز، اور زکوٰۃ ادا کریں) تو قتل نہیں۔

جو لوگ تارک صلوٰۃ کے قتل کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں جب وہ اپنے شرک سے توبہ کرے گا اس سے قتل کی علت ختم ہو جائے گی اگرچہ وہ نماز قائم نہ کرے اور زکوٰۃ ادا نہ کرے یہ دلیل ظاہر قرآن کے خلاف ہے۔

ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کی ڈلی بھیجی تھی آپ نے اسے چار اشخاص میں تقسیم کر دیا، ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ اتق اللہ! اے اللہ کے رسول! آپ کو اللہ کا خوف رکھنا چاہیے آپ نے اس کے جواب میں فرمایا:

وَيْلَكَ أَلَسْتُ أَحَقُّ أَهْلَ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللَّهَ!

اللہ تجھے تباہ کرے میں ہی تمام اہل ارض سے اللہ تقویٰ رکھتا ہوں!

معترض کے متعلق جناب خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کیا میں اس کی گردن نہ قلم کر دوں!

آپ نے فرمایا نہیں! شاید یہ نماز ادا کرتا ہو، اس پر خالد نے عرض کیا بہت سے نمازی

۱۔ سورۃ توبہ پڑھ کر غزوی، ۲۔ سنہ ۱۰۔

ایسے ہوتے ہیں زبان سے جو ارکاتے ہیں وہ بات انکے دل میں نہیں ہوتی! آپؐ نے اس کا جواب فرمایا:

إِنِّي لَأَوْصِرَانُ أَنْفَبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشَقُّ بَطُونِهِمْ،  
مجھے لوگوں کے دلوں کے کریدنے کا حکم دیا گیا اور نہ راز افشا کرنے کا حکم دیا گیا ہے (صحیح تشریح: آپؐ نے نماز کے باعث قتل کرنے سے روک دیا، اس سے واضح ہوا کہ بے نماز کو قتل نہ کیا جائے۔

حدیث منہورہ: بَهِيتٌ عَنْ قَتْلِ الْمُصْلِينَ، اللہ تعالیٰ نے مجھے نمازیوں کے قتل کرنے سے روک دیا ہے۔

یہ بات دلیل ہے کہ بے نمازی کے قتل کی ممانعت نہیں ہے، اس پر امام احمدؒ اور امام شافعیؒ نے اپنے مسند میں ایک حدیث بروایت عبداللہ بن عدی بن خیارؒ بیان کی ہے، ایک انصاریؒ نے بیان کیا کہ وہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر مجلس میں سرگوشی کرنے لگا، کہ وہ منافق کے قتل کی اجازت طلب کرتا تھا۔ آپؐ نے باوازا بلند فرمایا کیا وہ کلمہ شہادت نہیں پڑھتا؟ انصاریؒ نے عرض کیا کیوں نہیں ضرور! آپؐ نے فرمایا کیا وہ رسالت کی شہادت نہیں دیتا؟ انصاریؒ نے جواب دیا یقیناً شہادت دیتا ہے آپؐ نے فرمایا کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟ اس نے کہا ہاں پڑھتا ہے! اس کی نماز نہیں ہے، آپؐ نے فرمایا: أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَجَّيْنَا اللَّهُ مِنْ قَتْلِهِمْ۔ ان لوگوں کے قتل کرنے سے مجھے اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے۔ اس روایت سے واضح ہوا کہ بے نماز کو قتل نہ کیا جائے، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ تم پر ایسے عامل مقرر کئے جائیں گے تم انہیں خوب پہچانو گے اور برا جانو گے۔ جس نے انہیں برا جان بیاہ محظوظ ہو گیا، اور جس نے ان سے کراہت کی وہ سلامت رہ گیا، اور لیکن جیسے ان کی بطیب خاطر اتباع کی، کیا ایسے لوگوں کو ہم قتل نہ کر ڈالیں آپؐ نے فرمایا جب تک وہ نماز قائم کریں انہیں قتل نہ کیا جائے۔

عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے

حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے لڑائی کمروں حتیٰ کہ وہ اللہ کی واحدانیت اور محمد رسول اللہ کی رسالت کی شہادت دیں، اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ دیں، جب وہ ان امور کی پابندی کر لیں گے تو ان کے مال اور جانیں اسلام کی خاطر محفوظ رہوں گی اور ان کا حساب اللہ کے ہاں ہوگا۔ ۱۔

اس حدیث سے دو وجہ سے استدلال کیا گیا ہے۔  
**استدلال (۱) قتال کا حکم تا اقامت صلوٰۃ ہے۔**

(۲) حق اسلام شرط ہے اور نماز اسلام کا عظیم ترین حق ہے۔

(۱) عَنْ أَبِي مُرَيْثَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ قَدْ حَرَمْتُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَحَسَابَهُمْ عَلَى اللَّهِ - (رواہ الامام احمد وابن خزیمہ فی صحیحہ)

سیدنا ابوسریحہؓ ارشاد نبویؐ یوں بیان کرتے ہیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ ربانی توحید کی شہادت اور محمد رسول اللہ کی رسالت کی شہادت دیں، نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ دیں اس کے بعد مجھ پر ان کے خون اور اموال حرام ہیں۔ ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

انسانوں کے مال اور نفوس کی حرمت مشروط ہے۔ تین امور کے ساتھ شہادت صحیحہ۔ توحید و رسالت، ۲۔ اقامت نماز، ۳۔ ادا زکوٰۃ، عدم اقامت نماز اور عدم ادا زکوٰۃ سے خون و اموال جائز ہیں،

عن النّس بن مالک قال لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم امرت العرب فقال عمر بن الخطاب كيف تقابل العرب؟ فقال أبو بكر إنما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ (رواه النسائي حديث صحيح)

**تیسری حدیث**

مشکوٰۃ ۱ ص ۱۸ کتاب الایمان

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے۔ تو عرب مرتد ہو گئے۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ کس طرح لوگوں سے جنگ کریں گے۔ موصوف نے جواب میں فرمایا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے پیش میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا ہے کہ جب تک وہ ربانی توحید اور میری رسالت کی شہادت نہ دیں، اور نماز قائم نہ کریں اور زکوٰۃ ادا نہ کریں۔

ان احادیث کی روشنی میں یہ حجت لینا کہ بے نماز واجب قتل نہیں۔ یہ ہماری حجت ہے کہ عصمت مال اور خون اسلام کی بدولت محفوظ ہے اور نماز ان تمام حقوق سے مطلق طور پر مؤکد ہے۔ (تاکید کی گئی ہے)

رہا ابن مسعود والی روایت کا ذکر تو اس میں مسلمان کا خون تین صورتوں میں حلال ہے۔ وہ ہماری دلیل ہے اس میں تارک دین کا ذکر ہے، بے نماز تارک دین ہے۔ کیونکہ نماز دین کا رکن اعظم ہے۔ جس نے کلی طور پر ترک کر لیا تو وہ کافر ہے اسکی دلیل حدیث میں منقول ہے۔ لَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ مَنِ تَرَكَ الصَّلَاةَ (منداحمہ) تارک نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

إِنَّ أَهْمَ أُمُورِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ فَمَنْ حَفِظَهَا حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَعَهَا ضَيَعَهَا فَمَنْ سَوَّاهَا أَضْيَعُ وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ

سیدنا عمرؓ کا مکتوب گورنروں کے نام | گورنروں کے نام ایک مکتوب

مفتوح ارسال کیا، جس کا متن یہ تھا! ۱۰

میرے ہاں تمہارا اہم ترین کام نماز ہے، جس نے اس کی حفاظت کی اس نے اپنا دین محفوظ کر لیا، اور جس نے اسے ضائع کر دیا اس نے اپنا سب کچھ تباہ کر لیا۔ یاد رہے اس کا شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جو نماز کو ترک کر دیتا ہے۔

۱۰ رسالہ امام محمد ص ۱۹-۲۰-۲۱ - مشکوٰۃ ج ۱ ص ۵۹ کتاب الصلوٰۃ - مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۵۹ کتاب الصلوٰۃ - ۱۰ البہار والنباہ،



**نتیجہ** نماز کو خفیف جاننے والا اسے ذلیل کرنے والا ہے، اور جو نماز کو ذلیل جانتا ہے وہ اسلام کی اہانت کرتا ہے۔ اسلام میں اتنا ہی اس شخص کا حصہ ہوگا، جتنا اس کا تعلق نماز کے ساتھ ہوگا۔ ظاہر ہے اسلام کے ساتھ بھی بقدر ادائیگی نماز دلچسپی ہوگی۔ عبد اللہ تجھے خوب جان لینا چاہیے، اور محتاط رہنا چاہیے کہ اللہ کے ہاں حاضری اسی نماز کی نہ ہو کہ اسلام میں نماز کا حصہ بھی نہ ہو۔ اسلام کی قدر و عظمت اتنی ہی ہونی چاہیے جتنی کہ نماز کی دل میں قدر ہے۔

اس پر ایک حدیث شاہد ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
**النَّاسُ لَوُحٌ مِّمَّا دُونَ الدِّينِ - نماز دین کا ستون ہے (حدیث)**  
**تشریح** حقیقت یہ ہے کہ خیمہ کی چوب گرجائے تو پورا خیمہ گر جائے گا تو اس وقت میخ اور رسی کام نہ آئے گی! اور جب ستون قائم رہے گا تو میخ اور رسی کام دے گی۔ اور یہی مقام نماز کا اسلام کے نظام میں ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:  
**چوتھی حدیث** قیامت کے دن سب سے پہلا سوال انسان کے اعمال سے نماز کے متعلق ہوگا۔ اگر اس کی نماز قبول کی گئی تو اس کے بقیہ اعمال بھی منظور ہوں گے ورنہ اس کے جمیع اعمال مع نماز کے رد کر دیئے جائیں گے۔

**نتیجہ** ہماری نماز دین کا آخری حصہ ہے۔ اور قیامت میں ہمارے اعمال سے پہلا حساب نماز ہی کا ہوگا، یا رہے۔ نماز کے علاوہ نہ دین ہے اور نہ ہی اسلام ہے۔ اسلام سے سب سے آخر چیز ضائع ہونے والی نماز ہے۔ (کلام احمد)

**قول امام احمد** کل شیء ینھب الآخرۃ فقل ذھب جمیعہ!  
 فاذا ذھبت صلاۃ المرء ذھب دینہ،  
 امام احمد کا قول ہے جس چیز کا آخری حصہ چلا جائے اس کا تمام کا تمام عمل تباہ ہو جاتا ہے۔

اور جب انسان کی نماز ختم ہو جائے تو اس کا تمام دین ختم ہو جاتا ہے۔

**خلاصہ روایت ابن مسعود** | ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:  
کسی مسلمان کا خون خلل نہیں ہاں بوجہ تین۔  
(۱) شادی شدہ زانی (۲) قاتل نفس، (۳) دین کا تارک،۔  
یہ حدیث تارک نماز کے لئے بہترین حجت ہے۔

---

---

## فصل ۱

پہلی صورت یہ ہے کیا | تارک نماز کے قتل میں چند مسائل کی بنا پر اختلاف

جائے یا کہ نہ۔ اس سلسلہ میں مشہور بات یہی ہے اس سے توبہ کر لی جائے اگر وہ اس پر  
رضامند ہو جائے تو بہتر ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔ اس کے قائل امام شافعی، احمد اور  
ایک قول امام مالک کا بھی ہے۔

جناب ابو یوسف طوشی نے تعلیق میں امام مالک کا مذہب یوں نقل کیا ہے، بے نماز  
سے کہا جائے نماز کا وقت باقی ہے تو نماز ادا کرے، اگر وقت نماز میں نماز ادا کرے  
تو اسے چھوڑ دیا جائے اور دیگر صورت میں جب وقت نماز نہ رہے تو اسے قتل کر دیا جائے،  
دوسرا سوال کیا اس سے توبہ کر لی جائے یا کہ نہ!

بعض حضرات کا خیال ہے اسے توبہ پر مجبور کیا جائے اگر توبہ کرے بہتر ورنہ قتل کر دیا  
جائے، بعض کے ہاں اس سے توبہ نہ کر لی جائے کیونکہ اس جرم پر حد ہے توبہ جرم سے  
ساقط نہیں ہوتا جیسا کہ زانی اور چور کی توبہ سے معاف نہیں ہوتی، اس قول سے واضح  
ہوا کہ اسے بطور حد قتل کیا جائے کیونکہ ترک نماز کی حد قتل ہے جس طرح محارب اور زانی  
کی حد قتل ہے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ حد یا مباح کے باعث واجب ہوتی ہے، اور  
امام کے پاس کیس جانے کے بعد جرم توبہ سے معاف نہیں ہوتا۔

بعض کا خیال ہے کہ تارک نماز کو کفر کے باعث قتل کیا جائے، یہ لازم نہیں آتا،  
کیونکہ اس طریق سے تارک نماز کو مثل مرتد قرار دیا گیا ہے، مرتد جب مسلمان ہو جائے  
تو اس قتل کی سزا ساقط ہو جاتی ہے۔

امام طروشی فرماتے ہیں، یہ حکم طہارت، غسل جنابت، اور روزے کا سا ہے جس طرح  
کہ ایک شخص کہے کہ میں وضو نہیں کرتا۔ اور غسل جنابت نہیں کرتا اور نہ ہی روزہ رکھتا ہوں  
اسے قتل کیا جائے اور توبہ کی رعایت نہ دی جائے گی۔ اس میں کوئی فرق نہیں چاہیے

فرض اور عدم فرض کا انکار کر دے

**ابن قیم کی رائے** | ابن قیم فرماتے ہیں کہ امام طرطوشی کے بعض اصحاب نے امام مالک کی روایت کے پیش تارک نماز کو بغیر توبہ کرانے کے قتل کا حکم دیا ہے مرتد کی توبہ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، دو روایات امام احمد سے **توبہ مرتد** اور دو قول امام شافعی کے ہیں، وہ یہ ہیں،

جس نے مرتد اور تارک نماز کی توبہ لینے میں فرق کیا ہے تو اس کا خیال ہے مرتد کی توبہ کرائی جائے اور تارک نماز کی توبہ نہیں۔  
یہ ایک روایت امام مالک کی ہے،

ظاہر بات یہ ہے کہ مسلمان کا دین کسی شہرہ کے پیش ترک نہ کیا جائے جس پر اس کی بقائے نفع ہو تو اس سے توبہ کرائی جائے جس سے اس کے زوال کی امید ہو، جو شخص باوجود وجوب نماز کے ترک نماز کا اقرار کرتا ہے جبکہ اسے کوئی عذر مانع نہیں ہے، اسے مہلت نہ دی جائے۔

**ارباب توبہ والوں کی دلیل** | جو تارک نماز سے توبہ کے قائل ہیں، بے نماز کا قتل اسی بنا پر ہے کہ اس نے ایک ایسا واجب ترک کر دیا ہے جس پر توبہ شروع ہو چکی تھی، تو اس کا وجوب قتل مرتد کی طرح تھا۔

تارک نماز کیلئے توبہ کرنی بہتر ہے، کیونکہ اس میں رجوع کا امکان ہے۔ کیونکہ اسلام اسے توبہ کی گنجائش دیتا ہے تاکہ وہ آخرت اور دنیا کی مناسبت سے خلاصی پائے، یہ قول صحیح ہے۔

کیونکہ بے نماز کا بدترین حال مرتد کی طرح ہے، مانعین زکوٰۃ اور مرتدین کی توبہ کے متعلق تمام صحابہ کا اتفاق ہے۔

اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ:

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا اِنْ يَنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ ،  
اعلان کیجئے جن لوگوں نے کفر کیا اگر وہ باز آجائیں (کفر سے)، ان کے سابقہ گناہ معاف

کر دیئے جاتیں گے، اس آیت کی روشنی میں مرتد وغیرہ کی معافی بھی شامل ہے۔  
**زانی محارب کی حد میں فرق** | تارک نماز پر قتل کا حکم اس بنا پر ہے کہ وہ ماضی میں تارک  
 اور مستقبل میں ترک نماز پر اصرار کرنا ہے۔

مقتول فی الحرمہ۔ اس کے قتل کا سبب اس کا وہ جرم ہے جو اس کے لئے حد کا موجب بنا،  
 کیونکہ اب اس کے سابقہ گناہ کے تدارک کی کوئی سبیل باقی نہیں ہے؛ اور تارک نماز کا  
 وقت آئمہ اربعہ کے ہاں بالتفصیل نکل چکا ہے۔

اصحاب امام احمدؒ اب اس کیسے استدراک سابقہ تلافی کا وقت باقی نہیں ہے، یہی  
 قول ایک سلف کی جماعت کا ہے بے نماز کا قتل ترک کی بنا پر ہے، اور بالفعل وہ ترک  
 زائل ہو سکتا ہے۔ رہا زنا اور محاربت کا ان پر قتل ان کے اس فعل کی بنا پر ہے۔ جو وہ کر چکے  
 ہیں۔ اور گذشتہ فعل ترک کے ساتھ زائل نہیں ہو سکتا یعنی ترک نماز اور زنا میں فرق ہے،

## فصل ۲

مسئلہ ۲۔ بے نماز کو قتل نہ کیا جاتی کہ اسے نماز کی دعوت دی جائے اگر وہ انکار کرے تو  
 قتل کر دیا جائے، دعوت کے لئے استمرار ضروری نہیں یہی وجہ ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے نفل نماز بے وقت تاخیر سے پڑھنے والے اماموں کی اقتدار میں نماز ادا کرنے کی  
 اجازت فرمائی۔ آپؐ نے ان کے ساتھ قتال کا حکم نہ دیا اور نہ ہی ان کے قتل کا حکم دیا، کیونکہ وہ  
 نماز کے چھوڑنے پر اصرار نہ کرتے تھے جب کسی کو نماز کی دعوت دی گئی، اور ان سے بلاعذر  
 وقت گزار دیا اور نماز نہ ادا کی تو اس کا ترک اور اصرار ثابت ہو گیا!

## فصل ۳

تیسرا مسئلہ: کس بنا پر اسے قتل کیا جائے؟ کیا صرف ایک نماز کے ترک، دو نمازوں، یا

۱۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۱ باب تعیل الصلوۃ۔



تین نمازوں کے ترک پر اسے قتل کر دیا جائے؟ اس بارہ میں اہل علم کا اختلاف ہے! سفیان ثوری، مالک، امام احمدؒ کی ایک روایت میں ہے اسے صرف ایک نماز کے ترک کرنے پر قتل کر دیا جائے گا، ادریسی امام شافعیؒ اور امام احمد کا ظاہر مذہب ہے، اس فتویٰ پر وہ احادیث حجت ہیں جو تارک نماز کے متعلق گزر چکی ہیں۔ مزید حدیث ذیل ہیں۔

(۱) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَّ تَرْكُ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ مُتَعَمِّلٌ أَفْقَلُ بَرَكَةٍ مِنْهُ ذِمَّةُ اللَّهِ (مسند امام احمد)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں بیان کرتے ہیں جس نے فرض نماز کو عمدتاً (جان بوجھ کر) ترک کر دیا اس سے اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ختم ہو گئی،

(۲) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ أَوْصَانِي أَبُوالْقَاسِمِ لَئِنْ لَمْ أَتْرُكِ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّلٌ أَفْقَلُ بَرَكَةٍ مِنْهُ الرِّزْمَةُ، (سنن عبد الرحمن بن ابی حاتم)

سیدنا ابو الدرداء بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے پیارے نبی، ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں نماز کو عمدتاً ترک نہ کروں، کیونکہ جس نے بھی نماز کو عمدتاً ترک کر دیا وہ ربانی ذمہ سے الگ کر دیا گیا۔

**تشریح** جب کسی انسان کو وقت نماز پر دعوت دی گئی لیکن اس نے یوں انکار کر دیا کہ میں نماز نہیں پڑھتا حالانکہ اسے کسی قسم کا عذر نہیں تھا تو اسے اس کے اس جواب کے پیش نظر قتل کر دیا جائے گا، اور اس کا خون ضائع ہو گا، رہا مسئلہ کہ کسی کو نماز کی دعوت دینے کے لئے کوئی قرآن یا حدیث یا اجتماع صحابہ سے ایسا ثبوت ہے تو ایسا ہرگز نہیں! امام ابواسحاق عینی کا قول ہے اگر نماز متروک ایسی ہے جیسے جمع کیا جاسکتا ہے، ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء، اسے قتل نہ کیا جائے حتیٰ کہ دوسری کا وقت ختم ہو جائے، جمع کی صورت میں اس کا پہلا وقت شمار ہوگا، اس صورت میں شبہ ہوگا، اور اگر ایسی عورت ہے کہ نماز جمع کا وقت نہیں جس طرح فجر و عصر اور عشاء، تو اسے مطلق ایک نماز کے چھوڑنے پر قتل کر دیا جائے گا، کیونکہ اس صورت میں تاخیر کو کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہا۔ امام اسحاق نے یہ قول عبداللہ بن مبارک، یا وکیع بن جراح سے نقل کیا ہے، ابوالبرکات ابن تیمیہؒ بیان کرتے

مسئلہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۵۹ کتاب الصلوٰۃ

ہیں برابر ہی اس بارہ میں صحیح ہے۔ اہل عذر کو تارک نماز کے ساتھ ملانا صحیح نہیں جس طرح کہ تارک نماز کا ملانا صحیح نہیں ہے۔

ابن قیمؒ فرماتے ہیں ابوالسحاق کا قول قوی اور عمدہ ترین ہے۔ کیونکہ دونوں نمازوں کے وقت نے قتل کو باطل قرار دیا، اس پر دلیل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وارد ہے آپؐ نے ان امرار کے قتل سے منع فرمایا کہ جو کہ نماز وقت مقررہ سے تاخیر سے پڑھاتے تھے، بلکہ وہ ظہر کی نماز عصر کے وقت تک لیٹ کرتے تھے اور عصر کی نماز کو اس کے اخیر وقت میں پڑھتے تھے، اور جب آپؐ سے سوال کیا گیا الا نقا قلہم؟ کیا ہم انہیں قتل نہ کر ڈالیں، آپؐ نے فرمایا جب تک وہ نماز قائم کرتے ہیں ان کا قتل کرنا جائز نہیں۔

نتیجہ | اقامت نماز نے ان کی جان کو قتل سے بچا لیا !  
دوسری صورت: ایک شخص کو نماز کے وقت میں نماز کی دعوت دی گئی اور اس نے جواب دیا کہ لا اصلی میں نماز نہیں پڑھتا! اس نے نماز ادا کی حتیٰ کہ نماز کا وقت ختم ہو گیا، اس صورت میں اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ اگر دوسری نماز کا وقت تنگ نہ ہوا، امام احمد اور قاضی ابوالخطاب اور ابن عقیل کے قول کے مطابق لا یقتل اسے قتل نہ کیا جائے حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت تنگ ہو جائے۔

شیخ ابوبرکات فرماتے ہیں: جس انسان کو نماز کی دعوت دی گئی نماز کا وقت تھا لیکن اس نے انکار کر دیا حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت بھی تنگ نہیں ہوا تو اس کا قتل کرنا واجب ہے یہ فتویٰ اس کے متعلق اس بنا پر ہے کہ اس نے نماز کو ترک کر دیا نہ کہ اس بنا پر کہ اسے اولی وقت کو اختیار نہ کیا، کیونکہ جب اسے دوسری وقت میں دعوت دی گئی تھی تو نماز کا وقت جاچکا تھا اور ظاہر ہے جس کی نماز فوت ہو چکی اسے قتل نہ کیا جائے گا۔

ابوالخطاب کی رائے کے مطابق کہ اگر اسے نماز کو انکار کی صورت میں تاخیر سے ادا کیا وجوب کفر کے باعث اس کا قتل واجب ہو گا، اور اگر نماز کی تاخیر کاہلی عدم انکار کی بنا پر وجوب جانتے ہوئے نماز کو ادا نہ کیا حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت بھی تنگ ہو گیا تو اس کا قتل واجب ہو گیا! اور اگر ایسی صورت ہے دوسری نماز کا وقت بھی تاخیر کے

باعث نکل گیا۔ تو اسے تاخیر نماز کی بنا پر قتل کر دیا جائے گا، یہ امام ابن تیمیہ کی تقریر کا خلاصہ ہے، ہمارے بعض اصحاب کے خیال کے پیش نظر بغیر عذر جب بھی پہلی فوت شدہ نماز کی قضاء نہ دے گا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ کیونکہ ہمارے ہاں قضاء نماز کی بھی تاخیر نہ چاہیے اس صورت میں دوسری نماز کے وقت کی تنگی کا اعتبار نہ ہوگا پہلا قول صحیح ہے۔  
امام شافعی اور دیگر علماء کے ہاں فوت شدہ نمازوں کی تاخیر میں گنجائش ہے۔

**فیصلہ** | اباحت اور عدم اباحت میں قتل واجب نہیں ہوتا!  
امام احمدؒ سے ایک قول یوں منقول ہے۔ جب لگاتار تین نمازیں نہ پڑھے اور چوتھی کا وقت تنگ ہو جائے، تو اس صورت میں قتل واجب ہوگا، اس قول کو اصطوفی شافعی نے اختیار کیا، اس قول کی وجہ یہ ہے کہ نماز کا ترک اصرار کی بنا پر تھا، انسان بعض دفعہ دو نمازیں سستی، اکتاہٹ، یا کسی شغل کے پیش ترک کر دیتا ہے، جبکہ یہ عارضہ ہمیشہ لاحق نہیں رہتا، اس صورت میں ایسے انسان کو ترک نماز کا نام نہیں دیا جائے گا، اگر باوجود بار بار دعوت دینے کے ترک کر دیتا ہے تو معلوم کر لیا جائے گا کہ وہ ترک پر اصرار کرتا ہے۔

امام احمدؒ سے ایک تیسری روایت یوں منقول ہے جو شخص دو نمازیں ترک کر دے گا، اس کا قتل کرنا واجب ہے! اس روایت کے دو ماخذ ہیں۔  
(۱) وہ ترک نماز موجب قتل ہوگا جس میں بار بار یاد دہانی کرائی گئی، اسے تارک نماز کہا جائے گا، ترک کا کم از کم اطلاق دو بار یاد دہانی پر ہوتا ہے!  
(۲) جو نماز دوسری نماز کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے اس کا ترک دوسری نماز کے وقت کے نکلنے پر ثابت ہوگا، اس بنا پر دو نمازوں کے ترک کے پیش نظر وجوب قتل ہوگا، ابواسحاق نے اس مسئلہ میں اتفاق کیا (بحوالہ مجموعین)

## فصل ۲

**مسئلہ:** تارک وضو، غسل جنابت نہ کرنے والا، قبلہ کی طرف منہ نہ کرنے والا،

سہ جائز ہوتے ہیں۔ مباح کا مطلب یہ ہے اگر کرے تو ثواب و رزق نہیں؟

نہ کرنے والا، کا حکم تارک نماز کا حکم ہے، اسی طرح جو شخص قیام پر قادر ہے لیکن قیام نہیں کرتا تو وہ تارک نماز کے حکم میں ہے، اسی طرح رکوع اور سجدہ کا تارک بھی اسی حکم میں ہوگا۔ اور اگر کسی نے رکن ترک کر دیا اور یا ایسی شرط ترک کر دی جس میں وہ اختلاف کرتا تھا، یعنی اس شرط کے وجوب کا عقیدہ رکھتا تھا، ابن عقیل رحمہ اللہ کے قول کے مطابق وہ بھی تارک نماز کے حکم میں ہے! ایسے شخص کے متعلق وجوب قتل کا حکم بالاجہک جائز ہے!

شیخ ابوالبرکات فرماتے ہیں ایسے شخص پر نماز کا دہرانا واجب ہے اور اسے ایسی صورت میں قتل نہ کرنا چاہیے۔

ابن عقیل کا قول ہے کہ تارک نماز فی نفسہ تارک زکوٰۃ کے حکم میں ہے، جبکہ وہ ترک پر عقیدہ بھی رکھتا ہو، اس شرط پر اجماع ہے۔

ابوالبرکات کے قول کے مطابق تارک نماز کا خون جائز نہیں کیونکہ وجوب کے ترک میں اختلاف ہے، یہی قول درست ہے۔

ابن عقیل کا قول اصولی ہے، نماز کا تارک اپنے عزم جزم کے تحت نماز کو باطل قرار دیتا ہے، وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے نماز کو ترک کر دیا، نماز کا مسئلہ اعمال قلوب اور اعتقاد کے باعث اصول ایمان سے متعلق ہے۔

## فصل ۵

تارک جمعہ کے متعلق حکم

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَخْلَفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمَرَ رَجُلًا يُضِلُّ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَحَرِّقَ عَلَى رِجَالٍ يَخْلَفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ يَبْؤُثُهُمْ

(رواہ مسلم) ۱۵

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں میں نے عزم صمیم کیا کہ ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ گول کو نماز پڑھائے، پھر میں جمعہ میں شریک نہ ہونے والوں

کے گھروں کو آگ لگا دوں!

(۲) عن ابن عمر و ابی ہریرۃ انہما قال سَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادٍ مُنْبِرَةٍ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وُدِّهِمْ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتَمَنَّ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ شَرًّا لَيْكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ۔  
(رواہ مسلم)

سیدنا ابن عمر اور ابو ہریرہ دونوں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر خطاب فرما رہے تھے کہ جو قومیں جمعہ کو ترک کر دیتی ہیں انہیں باز آ جانا چاہیئے یا اللہ تعالیٰ ان کے قلوب پر ٹھہ لگا دے گا۔ پھر انکا شمار یقیناً غافلین میں ہوگا۔

(۳) عن ابی الجعد الضمری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ترك ثلاث جمع تهاونا طبع الله على قلبه۔

(رواہ ابو داؤد و رواہ الاحماہ احمد من حدیث جابر بن)

ابو سعید ضمری بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تین جمع سستی کے نذر کر دیئے اللہ تعالیٰ اسکے دل پر مہر ثبت کر دے گا۔

کیا نماز جمعہ فرض کفایہ ہے؟ | جس نے امام شافعی کی طرف یہ قول منسوب کیا کہ نماز جمعہ فرض کنایہ ہے اس نے غلطی کی!

امام شافعی نے ہرگز یہ بات جمعہ کے بارے میں نہیں فرمائی، غلطی کی وجہ یہ ہوئی کہ موصوف نے نماز عید کے بارے میں فرمایا کہ نماز عید اس پر واجب ہے جس پر نماز جمعہ واجب ہے، حالانکہ نماز عید کے بارے میں امام شافعی فرماتے ہیں کہ نماز عید واجب ہے، کیونکہ نماز عید مسلمانوں کا عظیم الشان شعار ہے۔ عید نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ہی کوئی مصحابی نماز عید سے غافل رہا اور نہ ہی خود جناب رسول کریم نے اسے کبھی ترک کیا، اور اگر نماز عید سنت ہی ہوتی تو اسے ایک بار ترک کر دیتے حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا، جیسکہ آپ نے قیام رمضان عدم وجوب کے پیش نظر ترک کر دیا تھا، ہر نماز کیلئے وضو کا ترک کر دینا اس بات پر دلیل تھی کہ ہر نماز کے لئے جدید وضو واجب نہیں ہے

مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۲۱ باب الجمعة۔ الف ج وصل باب الجمعة۔

نئے وضو کے نماز نہیں ہوتی ہر نماز کے لئے جدید وضو واجب نہیں، پہلے وضو پر نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ ۱۲

مسئلہ: اَللّٰہ تعالیٰ نے جس طرح عید کا حکم دیا فَصَّلْ لِرَبِّكَ وَآخِرُ اپنے رب کی نماز پڑھو اور قربانی کیجئے۔ اسی طرح نماز جمعہ کا بھی حکم دیا ہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو حکم دیا صبح سویرے عید گاہ میں پہنچ جائیں نماز عید

کے لئے اگر پہرہ وقت ختم ہو چکا تھا، زوال کے بعد مہینہ شروع ہو گیا تھا!

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالغ خواتین پر وہ دار، اور حیض والیوں کو حکم دیا کہ وہ عید گاہ میں جمع ہوں اور حیض والیاں نماز میں شرکت نہ کریں۔ اس قسم کا حکم جمعہ کیلئے نہیں ہے!

شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ نماز جمعہ کی نسبت نماز عید کی تاکید شدید ہے۔

ارشاد نبویؐ | پانچ نمازیں دن رات میں اللہ تعالیٰ نے انسان پر فرض کر دی ہیں، اس سے عید کی نفی نہیں ہوتی، کیونکہ پانچ نمازیں دن اور رات کا عمل ہیں، اور عید سالانہ تہوار ہے۔ اسی بنا پر اکثر فقہار کے ہاں عید کے روز طواف کی دو رکعت منع نہیں ہیں، کیونکہ دو رکعت طواف دن اور رات کا عمل نہیں ہے، عید کے روز نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت اور صلوٰۃ کسوف منع نہیں ہے۔

بعض علماء نے صلوٰۃ کسوف کو واجب قرار دیا ہے، ان کا یہ قول قوی ہے،

امام شافعیؒ کا مقصد صرف اتنا تھا کہ جس پر جمعہ واجب ہوتا ہے اس پر عید بھی واجب ہوگی، امام شافعیؒ کا مطلب صرف یہ تھا کہ جس پر جمعہ واجب اس پر نماز عید بھی واجب ہوگی لیکن اس سے یہ مراد نہیں لی جاسکتی کہ جمعہ واجب نہیں ہے، کیونکہ فرض کفایہ تمام لوگوں پر واجب ہوتا ہے، لیکن بعض کے ادا کرنے سے ادا ہو جاتا ہے، اس کا حل دو مسائل سے واضح ہوگا۔

۱۱) فرض کفایہ میں اگر تمام لوگ شرکت کریں تو وہ واجب کی ادائیگی کی بنا پر ثواب حاصل

کر لیں گے۔

۱۲) سورہ کرثر میں ہے اِنَّ اَوَّلَ دَعْوٰی لِبِیْرَہِ الْجَمْعَةِ فَاَسْعٰی لٰی ذٰکِرًا لِلّٰہِ (سورہ جمعہ میں جمعہ کے روز کی آذان منکر جمعہ میں شرکت کے لئے پڑی کرو، تاکہ بہ العیدین شکوۃ نہ ہو)۔



(۲) فرض لگایہ اگر تمام ترک کر دیں تو تمام کے تمام سزا اور مذمت میں شریک ہوں گے۔ امام شافعیؒ کا یہ قول جس پر نماز عید واجب اس پر جمعہ کی نماز بھی واجب سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز عید تمام اشخاص پر واجب ہوگی نماز جمعہ کی طرح، ہاں اس شکل میں امکان ہو سکتا ہے، اس قسم کی تشبیہ سے جمعہ اور عید کے وجوب میں یکسانیت کا حکم لگایا جاسکتا ہے، جبکہ یہ بات مسلم ہے کہ جمعہ واجب ہے، اسی طرح عید بھی واجب ہوگی، اس کلام کا مقصد تارک جمعہ کے احکام بیان کرنا تھا!

ابو عبد اللہ بن حامد فرماتے ہیں کہ وجوب جمعہ کا انکار کرنے والا کافر ہے اگرچہ وہ اپنے اعتقاد میں جمعہ کی نماز کی جگہ چار رکعت ادا کرے، اگر ان چار رکعت کو نماز ظہر میں شمار کرے گا تو کافر نہیں ہوگا، ورنہ کافر ہوگا۔

کیا نماز کے تارک کی طرح حج کا تارک اور زکوٰۃ کا تارک پر بھی قتل کا حکم ہوگا؟ اسی مسئلہ میں امام احمدؒ سے تین روایات منقول ہیں۔

(۱) ان تینوں فرایض کا تارک، تارک نماز کی طرح قتل کیا جائے گا، اس کی دلیل یہ ہے کہ زکوٰۃ، روزہ، حج اسلام کے بنیادی ارکان ہیں، اس بنا پر ان کے تارکین کو تارک نماز کی طرح قتل کر دیا جائے گا۔

صدیق اکبرؓ نے مانعین زکوٰۃ اور تارکین نماز کے متعلق فرمایا:

وَاللّٰهُ لَا قَاتِلَکُمْ مِنْ فِرَاقِ بَيْنِ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ ۝

اللہ کی قسم میں یقیناً اس شخص کو قتل کر ڈالوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا، (یعنی ان دونوں کی فرضیت میں) اس کی دلیل قرآن میں موجود تھی، زکوٰۃ، روزہ، حج، اسلام کے بنیادی ارکان ہیں، اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے افراد کے قتل کا حکم دیا گیا، ہاں اسلامی حق کی ادائیگی سے قتال ختم، اور ساتھ ہی بتایا کہ انسانی خون کی حفاظت اسلامی حق کی ادائیگی میں ہوگی، قتال اس گروہ کے لئے ہے جو اسلامی ارکان کے منکر ہیں۔ کسی فرد کے قتل کا حکم حقوق کلمہ اور شرائط اسلام کے انکار کے باعث ہوتا ہے، یہ قول تمام اقوال سے عمدہ ہے۔

لے مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۰۷، کتاب الصلوٰۃ، تاریخ الفقار البدایہ والنہایہ، لے ابو بکر عبد اللہ۔

**دوسری روایت** | تارک نماز کے علاوہ کسی کو قتل نہ کیا جائے، کیونکہ نماز بدنی عبادت ہے، اس کے قائم مقام دوسری عبادت نہیں ہو سکتی، اس پر جناب عبداللہ بن شقیق کا قول صادق آتا ہے، کہ کان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئاً من الاعمال ترکہ کفر الا الصلوة لہ اصحاب محمد تارک نماز کے علاوہ کسی دوسرے کو کافر نہ خیال کرتے تھے، جو خصوصیات نماز میں پائی جاتی ہیں وہ دیگر کسی عبادت میں نہیں پائی جاتیں!

نماز اسلام کا پہلا فرض ہے، اسی بنا پر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قاصدوں اور نائبین کو حکم دیا کہ کلمہ شہادت کے بعد نماز کی دعوت دیں! جیسا کہ آپ نے معاذہ کو حکم دیا کہ آپ ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہیں انہیں سب سے پہلے اسلام کی دعوت کلمہ شہادت سے دینا! اور انہیں بتانا کہ دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں، انسان کے تمام اعمال سے پہلے محاسبہ نماز ہو گا، کیونکہ نماز کی فرضیت معراج کی رات میں آسمان پر ہوئی تھی! قرآن مجید میں تمام فرائض سے زیادہ تذکرہ نماز ہی کا ہے، قیامت میں جب اہل نار سے سوال کیا جائے گا مقام سفر میں تم کیسے آئے تو وہ جواب دیں گے کہ ہم تارک نماز تھے!

مَا سَأَلَكُمْ فِي سَفَرٍ قُلُوبًا لِّوَالِدَيْكَ مِنَ الْمُتَصَلِّينَ! ۱۰

نماز ایک ایسا فرض ہے جب تک عقل قائم ہے یہ فرض معاف نہیں ہوتا، دیگر فرائض کی یہ پوزیشن نہیں، کیونکہ نماز اسلام کے سائبان کا ستون ہے جو ستون گرجائے تو خیمہ خود بخود گر جائے گا، نماز مقصود اسلام ہے، جو ہر آزاد، غلام، مذکر، مؤنث، مرد، زن، مقیم، مسافر، تندرست، اور بیمار، امیر اور غریب پر فرض ہے۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس کو اسلام کی دعوت دیتے اس پر اقامت نماز کو لازم قرار دیتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس کو اسلام کی دعوت دینے اسے اقامت نماز اور ادائے زکوٰۃ کا پابند کرتے۔

۱۰ ملہ مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۵۳۔ معراج نبویؐ ہجرت سے ۱۱ سال قبل ہوا تھا، مترجم ۱۰ سورۃ مدثر ص ۱۲۱۔

۱۱ مشکوٰۃ ج ۱ کتاب الزکوٰۃ فصل اول ص ۱۵۵ (اجامی کتاب ہیں)

**نتیجہ** کیونکہ تمام اعمال کی قبولیت کا مدار نماز کی ادائیگی پر موقوف ہے، تارک نماز کا کوئی فرض روزہ، حج، صدقہ، جہاد اور نہ ہی کوئی عمل قبول ہوتا ہے۔

اس پر عون بن عبداللہ کا قول ہے کہ انسان سے قبر میں پہلا سوال نماز کا ہوتا ہے اگر انسان نماز میں پاس ہو گیا تو اسے دیگر اعمال میں پاس کر دیا جائے گا اور اگر اس میں فیل ہو گیا تو باقی اعمال میں فیل ہو گا۔

### نماز کا حساب

اس پر ارشاد نبویؐ بروایت ابوہریرہؓ شاہد ہے کہ  
عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُسْأَلُ بِهِ الْعَبْدُ مِنْ عَمَلِهِ يُحَاسَبُ بِصَلَاتِهِ فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ - (مسند، سنن)

انسان کے اعمال سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر نماز ٹھیک ہے تو انسان کامیاب اور فلاح یاب اور اگر نماز خراب نکلی تو نامراد اور خسارہ میں ہو گا۔

**نتیجہ** اگر انسان کی کوئی نیکی مقبول ہو جائے تو ناسر اور نامراد نہ ہو گا۔

**تیسری روایت** زکوٰۃ اور روزہ کے تارک کو قتل کیا جائے اور تارک حج کو قتل نہ کیا جائے، حج کے بارے میں اختلاف ہے، فوراً اسے

قتل کیا جائے یا اسے کچھ مہلت دیکر؟ جس کا خیال ہے تاخیر سے قتل کیا جائے تو ایسے شخص کیسے قتل کیا جائے گا، جس کے فیصلہ میں تاخیر کی گنجائش ہے، یہ دلیل نہایت مہل ہے، جس انسان کو ترک عمل کی بنا پر قتل کیا جائے گا اسے مہلت کی کیا ضرورت ہے، تارک حج یوں کہے کہ حج اسلام کا فرض ہے لیکن میں اسے ادا نہیں کرتا تو اس بارے میں اختلاف ہے، صحیح فیصلہ ایسے شخص کے بارے میں یہی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے، کیونکہ اسلام کی گرفت وہی شخص بچ سکتا ہے جو اس کے حقوق کی پابندی کرتا ہے، یاد رہے حج اسلام کا اہم رکن ہے۔

ملہ اس قول کی سند کا علم نہیں اور نہ ہی کسی صحیح حدیث میں سوال قبر میں نماز کا سوال وارد ہے، بلکہ تین سوالات من۔ باب۔ من بینک کے علاوہ کسی سوال کا ذکر نہیں ہے ۱۲ مترجم مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۵۲ از برادر۔  
شہ سنن میں فرض ہوئی ۱۲

## فصل ۶

اس مسئلہ میں علماء کے دو اقوال ہیں۔ یہ دونوں روایات امام احمد سے منقول ہیں  
(۱) مرتد کی طرح قتل کیا جائے گا، یہ قول سعید بن جبیر، عامر شعبی، ابراہیم نخعی، ابی عمر،  
اوزاعی، ابوب سختیان، عبداللہ بن مبارک، اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن حبیب، مالک،  
امام شافعی کے ایک قول کے مطابق، جیسا کہ امام طحاوی نے امام شافعی سے موصوف کا  
قول نقل کیا ہے۔

ابو محمد بن حزم، عمر بن خطابؓ، معاذ بن جبلؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، ابوہریرہؓ اور دیگر اصحاب کے اقوال ہیں۔

(۲) تارک نماز کو حد کے طور پر قتل کیا جائے کیونکہ وہ کافر ہے، یہ قول امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا ہے، اسی روایت کو ابو عبد اللہ بن ربیع نے اختیار کیا، اس مسئلہ میں ہم فریقین کے دلائل ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ جو لوگ تارک نماز کو کافر نہیں کہتے ان کی دلیل یہ ہے کہ جو شخص اسلام میں داخل ہو چکا ہم اسے اسلام سے خارج نہیں کر سکتے، اس پر حدیث شریف ہے، جس کے راوی عبادہ بن صامتؓ ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے ائید وحدۃ الشریک کی وحدانیت کی شہادت دی، اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت اور رسالت کی شہادت دی اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے عبد ہونے اور رسول ہونے کے ساتھ ساتھ ربانی کلمہ کی جسے اللہ تعالیٰ نے مریم کی طرف القا کیا اور اس کے روح کی شہادت دی، جنت حق، آگ حق، اللہ تعالیٰ اسے جو اس عمل پر ہوگا، جنت میں داخل کر دے گا، چاہے اس کا عمل کیسا بھی عمل ہوگا، (سبحین)

سید زینتی، مرید بن دین الہیاء، جو آخرت کے منکر ہوں، جو اللہ کے منکر ہوں، جناب علیؑ، زنا و فحشاء کو بلا دیا اور سید زین الدین ایک قسم  
 ہیں، امن و جہل میں نہایت فتنہ، یہودیوں کو بدل دے اسے قتل کر ڈالو، بنی اسرائیل کو شکوہ چاہئے، یہاں تک کہ بلایاں اور عہدہ نہ

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یوں بیان کرتے ہیں کہ جناب معاذؓ آپ کے ساتھ ایک سواری پر سوار تھے، آپ نے مخاطب ہو کر فرمایا یا معاذُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ! اللہ تعالیٰ کے رسول میں حاضر ہوں، تین بار آپ نے ارشاد فرمایا بعد فرمایا جو انسان اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی شہادت دے اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی شہادت دے، اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر رگ کو حرام قرار دے دیا، معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس واقعہ کی میں لوگوں کو بشارت نہ کر دوں جس سے وہ خوشی حاصل کریں گے! آپ نے فرمایا لوگ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے! (معاذؓ نے اسی حدیث کو گناہ سے بچنے کی خاطر مرگ کے قریب بت دیا) (متفق علیہ)

۳ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَئِئِي مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ [لَوْفَتْهُمْ] (رواه البخاری) ۱  
جناب ابو ہریرہؓ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یوں بیان کرتے ہیں میری سفارش کا وہ خوش بخت لائق ہے جس نے خلوص دل سے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا۔

۴ - وعن أبي ذر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال يا بية من القرآن يوردها حتى صلاة العداة وقاداعوت الامتى واجبت بالذى لو اطلع عليه كثير منهم تركوا الصلاة - فقال ابو ذر افلا الشمر الناس؟ قال بلى فانطلق فقال عمر انتك ان تبعث الى الناس بهذا يتكلموا عن العبادۃ فناداه ان اجمع فرجع والاية - ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم - (رواه الاحمد في مسندہ)

جناب ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات صرف ایک آیت کو بار بار صبح تک دہراتے رہے، اور فرمایا کہ میں نے اپنی امت کے لئے دعا کی ہے وہ میری دعا قبول ہو گئی ہے، اور اگر اکثر لوگوں کو اس کا علم ہو جائے تو وہ نماز کو ترک کر دیں، ابو ذرؓ نے سنتے ہی عرض کیا اکیا میں لوگوں کو اس امر کی بشارت

۱ مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۸۹ - ۲ مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۸۹ - ۳ ابی ہریرہؓ فی التلخیص کا ذکر بھی ہے۔

نہ دے دوں! آپ نے فرمایا کیوں نہیں ضرور! ابوذرؓ اطلاع دینے پہنچے ہی تھے کہ عمرؓ عزم کرنے لگے لوگ اسی پر بھروسہ کر کے عبادت سے رک جائیں گے، آپ نے ابوذرؓ کو بلایا تو وہ واپس پلٹ آیا۔ وہ یہ آیت تھی: **إِنَّ تَعَذُّبَهُمْ وَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ**، اسے میرے ربی! اگر تو انہیں عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے بلاشبہ تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔ (مسند احمد)

۵۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّيُّونُ عِنْدَ اللَّهِ ثَلَاثَةٌ: دَيُّونٌ لَا يَعْزُبُ اللَّهُ بِهِ شَيْئًا وَدَيُّونٌ لَا يَشْرِكُ اللَّهُ مِنْهُ شَيْئًا وَدَيُّونٌ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ قَاتَا الدَّيُّونَ الَّذِي لَا يَغْفِرُهُ اللَّهُ الشِّرْكُ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّهُ مَنْ لِيَشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ لَهُ وَأَمَّا الدَّيُّونَ الَّذِي لَا يَعْزُبُ اللَّهُ بِهِ شَيْئًا فَظَلَمَ الْعَبْدُ نَفْسَهُ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ مِنْ صَوْمٍ شُرْكَهُ أَوْ صَلَاةٍ تَرَكَهَا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَغْفِرُ ذَلِكَ وَيَتَجَاوَزُ عَنْهُ إِنْ شَاءَ وَأَمَّا الدَّيُّونَ الَّذِي لَا يَشْرِكُ اللَّهُ مِنْهُ شَيْئًا فَظَلَمَ الْعِبَادَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا الْقِصَاصُ لَا مَحَالَةَ! (مسند احمد)

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ کے پاس تین دفا تر ہیں، (۱) ایک دفا تر ایسا ہے، جس کی اللہ تعالیٰ کوئی پرواہ نہیں (۲) دوسرا دفا تر ایسا ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں کسی چیز کو چھوڑا نہیں، (۳) تیسرا دفا تر ایسا ہے اسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا (۱) پہلا دفا تر جسے اللہ تعالیٰ نہیں بخشا وہ شرک ہے، ربانی ارشاد، جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اس پر اللہ تعالیٰ کی جنت حرام ہے۔

(۲) دوسرے دفا تر سے مراد انسان کا وہ ظلم ہے اس کے اور رب کے مابین ہے جیسا کہ روزہ کا ترک یا نماز کا ترک کرنا ایسے شخص کے لئے اللہ کی مرضی پر موقوف ہے

۲۵ مشکوٰۃ ج ۲



چاہے درگزر اور اسے معاف کر دے۔

۳) اس دفتر والے اللہ تعالیٰ کسی صورت میں نہیں چھوڑے گا کیونکہ اس شخص نے اللہ تعالیٰ اور انسانوں پر ظالم کئے ہیں جس کا قصاص ادا کرنا یقینی ہوگا،

۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّامِتِ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خُمُسُ صَلَواتِ كَتَبَهُنَّ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ هُنَّ أَمْرٌ يَمُنُّنَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَحَرَبَاتٍ يَمُنُّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ عَدُوُّهُ وَإِنْ شَاءَ عَفْوُهُ لَه - ۷

جناب عبادۃ بن حامت بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، ارشاد فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کیں ہیں، جس نے انہیں ادا کیا، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ انہیں جنت میں داخلہ دے گا۔ جس نے انہیں نہ ادا کیا ان پر اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد نہیں ہے چاہے عذاب کرے اور چاہے تر بخش دے۔

۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْلُ مَا يُحَاسِبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ فَإِنْ أَتَمَّهَا وَالْأَقْلُ أَنْظُرُوا أَهْلَ لَهُ مَنْ تَطَوَّعَ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ أَكْمَلَتِ الْمَرْئِيَّةُ مِنْ تَطَوُّعِهِ شَرَّ لِفَعْلٍ بِسَاءِ بُرَى الْأَعْمَالِ الْمَفْرُوضَةِ مِثْلَ ذَلِكَ (رواه اهل السنن، وقال الترمذی)

هذا حديث حسن لا مسند احمد

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز انسان سے فرضی نماز کے متعلق حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز پوری اتری تو بہتر ورنہ حکم دیا جائیگا کہ اس کے نوافل دیکھو اگر نوافل موجود ہوئے تو فرائض کی کمی نوافل سے پوری کر دی جائے گی، پھر اسی دستور کے تحت دیگر اعمال فرضیہ پوچھا گیا جائے گا۔ (ترمذی)

۸- حدیث ۱۰۰ کان الحرج کلہ لا إلہ الا اللہ دُخِلَ الْجَنَّةَ ۷

ارشاد رسالت جس انسان کی آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت میں

۷ مشکوٰۃ مشرق کتاب الصلوة از عبادۃ بن - ۷ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الایمان از عثمان بن -

داخل ہوگا۔

۹۔ حدیث من مات وهو يعلم ان لا اله الا الله دخل الجنة۔  
جس شخص ایسی حالت میں فوت ہوا کہ وہ لا اله الا الله پر یقین رکھتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوا۔

۱۰۔ حدیث۔ ان الله حور على النار من قال لا اله الا الله يبتغى بذلك وجهه الله۔

حدیث بعقاب بن مالک کے واقعہ میں آپ نے فرمایا:  
الله تعالیٰ نے اس شخص کو جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی خاطر لا اله الا الله کہتا ہے اس پر آگ حرام کر دی جاتی ہے۔  
۱۱۔ حدیث یقول الله عز وجل وعذرتي وحلالي لا يخرجن من النار من قال لا اله الا الله وفيه فيخرج من النار من لم يعمل خيرا قط۔  
حدیث۔ سفارش میں یہ جہنم مذکور ہے اللہ تعالیٰ فرماویں گے:-

مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے میں لا اله الا الله کہنے والے کو ضرور ہنرور آگ سے نکال لوں گا، اور اسی روایت میں ہے جس نے کبھی بھی کوئی خیر کام نہیں کیا اسے بھی آگ سے نکال دیا جائے گا۔

۱۲۔ حدیث: میدان قیامت میں ۹۹ پروانے پھیلانے جاویں گے اور ہر ایک حد نظر تک وسیع ہوگا، اس کے بعد ایک پروانہ نکالا جائے گا۔ جس پر کلمہ شہادت لا اله الا الله ہوگا، جس سے اس کی برائیوں کو ختم کر دیا جائے گا۔ اس پروانہ میں صرف کلمہ شہادت ہی ہوگا، اس کے بعد اس کی نیکیاں لائی جاویں گی، جس سے اس کے بُرے اعمال کا وزن کیا جاوے گا۔ (سنن نسائی)

نتیجہ: ہمارے فائدہ کے لئے یہ حدیث کافی ہے کہ آگ سے اس شخص کو بھی نکال لیا جاوے گا، جس نے کبھی بھی نیکی کا کام تک نہ کیا تھا، ہاں اگر کافر ہے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ آگ میں رہے گا وہ کسی صورت میں آگ سے رہائی نہیں پاسکے گا۔

۱۳۔ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۸۱ کتاب الفتن فی الحوض والظاعنۃ۔ از سنن ترمذی ج ۲ ص ۸۹۔ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۸۱۔ از سنن ترمذی ج ۲ ص ۸۹۔

ان احادیث کی روشنی میں بے نماز کو نہ کافر کہا جاسکتا ہے اور نہ ہی اسے ہمیشہ کے لئے ناری قرار دیا جاسکتا ہے، یہ نماز کو دیگر اہل کباۃ کی طرح رحمتِ ایزدی سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔

**اکفر کی ایک قسم مجود ہے** | جمود میں ربانی توحید و نبی کی رسالت، قیامت کا انکار کافر ناری ہے۔  
کے ساتھ ساتھ تعلیمات نبویہ کا انکار کرنا، ایسا

**سوال** | ایک شخص ربانی واحدانیت کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتا ہے۔ اور قیامت کے برپا ہونے پر کامل ایمان رکھتا ہے، اس پر کس طرح کفر کا حکم لگایا جاسکتا ہے؟  
**جواب** | جبکہ ایمان کی تعریف مطلق تصدیق ہے اور ایمان کی ضد تکذیب ہے۔  
نہ اس کی ضد ترک عمل ہے۔ تو اس صورت میں ربانی تصدیق کرنے والے پر کس حکم لگایا جاسکتا ہے کہ وہ تکذیب کرنے والا ضدی ہے؟

**تارک نماز کو کافر قرار دینے والوں کے دلائل** | مذکور احادیث سے تارک نماز کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے کہ تارک نماز کافر ہے۔

**فتویٰ بکار صحابہ دربار تارک نماز** | اس سلسلہ میں امام ابو محمد بن حزم، فرماتے ہیں کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن عوف، معاذ بن جبل، ابو بکر اور دیگر صحابہ سے منقول ہے۔  
مَنْ شَرَّكَ صَلَوةً فَرَضَ وَاحِدَةً مُتَعَمِّلًا حَتَّى يَخْرُجَ وَفَتْهُنَّ فَهُوَ كَافِرٌ مُؤْتَنٍ۔  
بِس نے یہ فرضی نماز جان کر چھوڑ دی حتیٰ کہ اس کا وقت جاتا رہا تو وہ شخص کافر ہے۔ صحابہ رسول کے اس فیصلہ کی کسی نے مخالفت نہ کی۔

**تارک نماز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع صحابہ کی نظر میں کافر ہے!**  
قرآن کی دلیل | اَفَجَعَلَ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ۔  
**تارک نماز کا حکم قرآن میں** | مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ۔ اَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ۔

إِنَّكُمْ فِيهِ لَمَّا تَخْتَرُونَ ۚ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّ لَكُمْ لِمَا  
تُكْفَرُونَ ۚ سَلِّمُوا إِلَيْهِمْ بَدَلُكَ زَعِيمُهُ ۚ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ  
إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ۚ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْجُدُونَ  
خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهُفُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ  
کیا پس کر دیوں ہم مسلمانوں کو مجرموں کی طرح، کیا ہے تم کو تم کیسا فیصلہ کرتے ہو  
کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو تحقیق تمہارے واسطے اس میں ہے  
جسے تم پسند کرتے ہو! کیا تمہارے واسطے قسمیں ہیں، ہمارے ذمہ پہنچنے والی ہیں ثبوت  
کے دن تک! تحقیق تمہارے واسطے جو کچھ ہے حکم کرو، ان سے سوال کیجئے ان میں  
سے ساتھ اس کے ضامن ہے، پس کیا واسطے ان کے شریک ہیں، پس چاہیے کہ لے  
اویں اپنے شریکوں کو اگر وہ سچے ہیں جس دن پنڈلی سے کھولا جائے گا اور سجدہ کی  
طرف بلائے جائیں گے، پس وہ سجدہ نہ کر سکیں گے، ان کی اسکیں ذلت خیر ہوں گی،  
حالانکہ وہ سجدہ کی طرف اس حالت میں بلائے جاتے تھے جب وہ سالم تھے،

**نتیجہ** | لَا تَجْعَلُ الْمُشْرِكِينَ كَالْمُجْرِمِينَ، آیت ربانی کا مفہوم یہ ہے کہ:

مجرم اور مسلم انجام کے اعتبار سے برابر نہیں ہو سکتے، ربانی حکمت اور حکم کا تقاضا  
یوں ہے! بعد والی روایات میں مجرمین کی پوزیشن کا تذکرہ کیا ہے کہ انہیں دنیا میں  
سجدہ کی دعوت دی گئی تھی جب کہ وہ تندرست تھے،

آخرت میں بے نماز رب کو سجدہ سے قاصر رہے گا، یہ ان کے لئے سنگین سزا ہے،  
مسلمان اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں گے اور یہ کافر اور منافق گائے کی پشت کی طرح اُن کی  
پشتیں سکر دی ہوں گی، اور اگر یہ مسلمان ہوتے تو انہیں مسلمانوں کی طرح سجدہ کا حکم دیا جاتا  
(عرفیکم بے نماز کافر ہے)

۲۔ دوسری دلیل | اَكُلْ نَفْسٌ مِمَّا كَسَبَتْ رَهِينًا ۚ إِلَّا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۚ فِي  
جَنَّتِ يَسَاءَ لَوْ ۚ عَنِ الْمُجْرِمِينَ مِمَّا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرِهِ ۚ قَالَ أَلَمْ أَنْذَكُم مِّنَ الْمُنْصِفِينَ  
وَلَمْ أَنْذَكُم مِّنَ الْمُنْصِفِينَ ۚ وَكُنَّا تُخَوِّضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۚ وَكُنَّا تُنذِرُ بِيَوْمِ الدِّينِ

حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ۝

ہر نفس جو کچھ اس نے کمایا گروی میں ہے، ہاں دہنی طرف والے بہشتوں میں پوچھتے ہوں گے، گنہگاروں سے کس چیز نے تم کو دوزخ میں داخل کیا، تو وہ جواب دیں گے ہم نماز نہ پڑھنے والوں میں سے، اور نہ ہم مسکین کو کھانا کھلاتے تھے، ہم بحث کرنے والوں سے بحث کرتے تھے اور ہم قیامت کے دن کی خوب تکذیب کرتے تھے، حتیٰ کہ ہمیں موت آگئی۔ ۱۰

**تشریح** | اس آیت سے واضح ہے کہ ہر فعل کی بنا پر سزا سقر علی یا مجموعہ امور کے پیش ظاہری دلالت یہی ہے کہ ہر جرم اپنی جگہ مستقل ہے، اور اگر چاروں امور کا مجموعہ مراد لیا جائے تو اس سے مراد انہی سنگین سزائیں اور غلیظ کفر کے باعث ہے، ورنہ ہر جرم اپنی جگہ سزا کا متقاضی ہے، کیونکہ مستقل جرم کے ساتھ دوسرے کے ملائے کی ضرورت باقی نہیں رہتی! کیونکہ نماز کے ترک کا تعلق قیامت کی تکذیب سے متعلق نہیں ہے، جس کی بنا پر سزا دی جائے، بلکہ ترک نماز کی سزا کے لئے کافی ہے! بلکہ اسی آیت سے واضح ہو گیا جس طرح ترک نماز موجب سقر ہے، اس طرح دیگر امور اپنی اپنی جگہ موجب سقر ہیں! اس سے یہ نتیجہ نکالنا جائز نہیں ہے کہ ترک نماز کے ساتھ دیگر امور کے انکار سے سزا ملے گی!

ترک نماز کے ساتھ تکذیب قیامت وغیرہ امور موجب جرم ہیں اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے مجرمین کو مسلمانوں کی ضد قرار دیا ہے۔ اس بنا پر تارک نماز ان مجرمین میں ہو گا جو جہنم سفر میں داخل کئے جائیں گے۔  
ارشاد باری تعالیٰ:

۳- اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِي ضَلٰلٍ وَّسْعٍ ۚ يَوْمَ لَا يُخَبِّرُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ذُّوْقُوْا مَسَّ سَقَرَہ ۝

بے شک مجرمین گمراہی اور آگ میں ہیں، جس دن گسیٹے جا دیں گے آگ میں پہرے کے بل چکھو عذاب دوزخ کا۔

۱۰ پارہ ۱ سورہ مدثر، ۱۱ ترجمہ غزالی، ۱۲ جہنم کو کہتے ہیں "مرزم"، ۱۳ سورہ قمریت،

۳۔ تیسری دلیل

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا الرُّسُلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

۴ چوتھی دلیل

قَوْلُ الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝

ان نمازیوں کے لئے ویل (ہلاکت) ہے جو اپنی نمازوں

سے بے خبر ہیں۔

سہو کے معانی میں اختلاف | سہو کا معنی ہے نماز کو ترک کر دینا حتیٰ کہ اس کا وقت نکل جائے، بقول - سعد بن ابی وقاصؓ، مسروق بن اجماع -

اس سلسلہ میں ایک حدیث محمد بن نضر دوسی نے بسند سفیان بن ابی شیبہ حدثنہ عن عکرمہ بن ابراہیم، حدثنہ عن عبد الملك ابن عمیر عن مصعب بن سعد عن ابیہ انہ قال سمی اللہ علیہ وسلم عن الذین ہم عن صلاتہم ساءون قال ہم الذین یخرجون الصلاۃ عن وقتہا۔  
معصوب بن سعد اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ موسوف نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عن صلاتہم ساءون کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ لوگ مراد ہیں جو لوگ بے وقت نماز پڑھتے ہیں۔

۱۰۰ سورۃ قلم۔ ۱۱۰ سورۃ شمس۔ ۱۲۰ سورۃ ماعون



۲- حماد بن زید ایک دوسری سند حدیثنا عاصم عن مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ ہم میں کون انسان ہے جو سہو نہ کرتا ہو یا وہ اپنے جی میں باتیں نہ کرتا ہو، والد محترم نے جواب فرمایا باتیں کرنا مرد نہیں بلکہ نماز کے وقت کو ضائع کرنا مرد ہے۔

۳- حیوۃ بن شریح کے قول کے مطابق۔ ماہون کا معنی ترک نماز ہے۔ ماہون کا معنی مال کے حق سے روک دینا۔

مشرکین کے لئے ویل | قرآن مجید نے کفار کیلئے ویل (ہلاکت) کی وعید کی۔

(۱) دُوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ  
مشرکین کے لئے ہلاکت ہے جو نہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ آخرت کے انکار سے ہیں۔

۲- دُوَيْلٌ لِّكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ سَمِعَ آيَةَ اللَّهِ تَنَزَّلِي عَلَيْهِ ثُمَّ يَصُرُّ مُصْنَعًا  
كَانَ لَمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ وَإِذَا عَصَا مِنْ آلِ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنْ تَنْتَهِىَ عَنْ تَخْذُلَهُمْ  
فِي دُونِ آلِهَتِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ۔

ہلاکت ہے جسوٹ بولنے والے گنہگار کے لئے، آیت ربانی جب پڑھی جاتی ہیں سنتا ہے پھر اسرا تا تلبر کرتے ہوئے جیسا کہ اسنے اسے سنایا ہے، ایسے شخص کو دردناک عذاب کی تباہی دے دو، جب وہ ہماری کسی آیت کو جان لیتا ہے تو ٹھٹھا کرتا ہے، ان لوگوں کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے۔

۳- دُوَيْلٌ لِّلْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيدٍ۔  
کافروں کے لئے شدید عذاب ہے!

قرآن مجید میں دو مقامات پر، خیب جوی اور کم توٹنے ورنہ اپنے والوں کے لئے ویل کا حکم لگایا گیا ہے۔

۱- دُوَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ۔ ہلاکت ہے کم دینے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔  
۲- دُوَيْلٌ لِّلْمُزِمِينَ۔ ہلاکت ہے جو اپنے والدین کے لئے ہلاکت ہے۔

۲۔ وَيْلٌ لِّكَاهِنٍ هَذَا لَمْذَرَةٌ ۖ عیب جوئی کرنے والے اور غیبت کرنے والے کے لئے ہلاکت ہے ! کم کرنے والا اور عیب جوئی اور غیبت کرنے والا اپنے فعل کی بنا پر کافر نہیں کہلاتا ۔

تارک نماز کے لئے ویل کا تعلق، ویل کفار یا ویل فاسق کا سا ہے۔ ویل کفار کی وجہ سے اس کی دو صورتیں ہیں، ۱۔ بروایت سعد بن ابی وقاص ! اگر نماز کو ترک کر دیتے تو کافر بن جاتے، لیکن انہوں نے نماز کے وقت کو ضائع کر دیا۔

نماز سے غافل ہونے والا کافر ہے، اس کے روزِ اُسدہ ذکر کریں گے۔  
۵۔ پانچویں دلیل الشَّهَوَاتُ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ عَذَابًا ۖ

ان کے نالائق جانشین بنے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کر دیا اور اپنی خواہش میں مگن رہے، وہ عنقریب عنیٰ نوازی میں ڈالے جائیں گے۔  
عنیٰ کا معنی جہنم کی نہر ہے جس کا ذائقہ بدترین اور خوب گہری !

(ابن مسعودؓ)

عنیٰ کی تعریف سیدنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔  
وَأَنَّ صَغْرًا قَذًى بَهَا مِنْ شَفِيفٍ جَهَنَّمَ مَا بَلَغَتْ سَبْعِينَ خُرْفًا شَرُّ نَتْهِىَ إِلَى عَنَى وَأَنَا قُلْتُ وَمَا عَنَى وَأَنَا قُلْتُ قَالَ بَشَرَانِ فِي أَسْفَلِ جَهَنَّمَ سَبِيلٌ فِيهِمَا صَدِيدٌ أَهْلُ جَهَنَّمَ۔

اگر ایک چٹان جہنم کے کنارہ میں پھینکا جائے تو ستر سال تک وہاں نہ پہنچے بعد عنیٰ اور اٹام جگہ میں پہنچے گا ! میں نے سوال کیا کہ عنیٰ اور اٹام کیا ہے، آپ نے فرمایا جہنم کے نیچے دو کنوئیں ہیں، جن میں اہل جہنم کی پیپ ان میں داخل ہوتی ہے، یہی قرآنی آیات فَسُوفَ يَلْقَوْنَ عَذَابًا ۖ وَأَنَا قُلْتُ مَا عَنِی کا مطلب ہے۔

۱۔ پچھلے سورہ میرم۔

۲۔ جتنا ابوامامہ باہلی بیان کرتے ہیں کہ جہنم کے کنارے سے اس کی گہرائی تک پچاس سال کی مسافت ایسی ہے کہ اس میں پتھر پہنچا۔ اس چٹان کی موٹائی مثل دس عظیم مورٹی اونٹنیوں کی سی ہے۔

۳۔ عبدالرحمن بن خالد کے غلام سے موصوف سے سوال کیا۔ اس کے نیچے بھی کوئی پسیر ہے، موصوف نے جواب میں فرمایا۔ غنی و انا،

۴۔ ایوب بن بشر بیان کرتے ہیں۔ جہنم میں غنی رہ وادی ہے جس میں خون، اور پیپ بہتی ہے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اس کے لئے پیدا کیا گیا! ارشاد باری **فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا**۔

**نتیجہ** | مقام غنی اور انا، اس شخص کے لئے ہے جو نفسانی خواہش کی پوجا کرتا ہے اور نماز کو ضائع کر دیتا ہے! اور اگر کافر یا فاجر مسلمانوں میں ہوتا تو وہ آگ کے طبقہ علیا میں ہوگا۔ یہ جہنم ہل اسلام کے لئے نہیں بلکہ کفار کے لئے ہیں، ربانی دلیل سے واضح ہے **فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا لَا مُنْتَابُ وَآمَنُوا وَعَمِلُوا صَالِحًا**۔ نافرمان اپنی نفوس کی پوجا کرنے والے جہنم غنی میں داخل ہوں گے، ہاں! جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا!

تو معلوم ہوا کہ نماز کو ضائع کرنے والا مومن نہیں ورنہ توبہ اور ایمان اور عمل صالح کی شرط لا حاصل ہوتی!

۶۔ **چھٹی دلیل** | **فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ**۔ اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز کو قائم کر لیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارا دینی بھائی ہیں۔

**نتیجہ** | مومنوں کی اخوت (بھائی چارہ) محض۔ زکی اور نیک کی بنا پر ہے، جب وہ نماز نہ پڑھیں گے تو وہ مومنوں کے بھائی نہ ہوں گے، کیونکہ وہ مومن نہیں، ربانی حکم **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ** سے تمام مومن بھائی بھائی ہیں،

۷۔ ساتویں دلیل | **فَلَا صَدَقَ وَلَا ضَلٰیٰ وَ لٰكِنْ كَذٰبٌ وَّلٰوٰیٰ**۔ پ

پس نہ اس نے سچ بولا اور نہ ہی اس نے نماز پڑھی۔ اور لیکن اس نے جھوٹ بولا۔  
اور منہ پھیر گیا۔

**نتیجہ** | اسلام میں دو امر ہیں۔ (۱) خیر کی تصدیق (۲) ربانی حکم کی تعمیل۔

اس آیت میں عدم تصدیق اور عدم نماز ہے، تصدیق کا مقابلہ تکذیب سے اور نماز کا مقابلہ منہ (تولی) پھیرنے سے کیا۔ وَلَٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى، ربانی حکم کی تکذیب کرنے والا کافر ہے، اس طرح نماز سے منہ پھیرنے والا کافر ہے جس طرح اسلام کا خاتمہ تکذیب سے ہوتا ہے اسی طرح نماز سے اعراض کرنے سے اسلام زائل ہو جاتا ہے۔

کی تفسیر جناب سعید نے قتادہ سے یوں نقل کی ہے :-

**فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّى** | اس نے کتاب کی تصدیق نہ کی اور نہ ہی اس نے اللہ تعالیٰ کی نماز

ادا کی، لیکن اس نے آیات اللہ کی تکذیب کی اور اس کی اطاعت سے روگردانی کر لی اسے شدید وعید کی سزا دی گئی۔ اُولٰٓئِكَ فَاُولٰٓئِكَ نَجْزِيكَ عَذَابًا مُّهِينًا اور بدترین ہلاکت، بار بار تجھ پر ہلاکت ہے، بار بار وعید کا اعلان کیا گیا !

**(۸) اٹھویں دلیل** | تَابَٰئُهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تُلَٰكِبُوْا اَمْوَالَكُمْ اَلْحٰکُمَ وَلَا اُولَٰئِکَ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَهُمْ یَفْعَلُوْنَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

اے ایمان والو! غافل کہیں تمہیں مال تمہارے اور نہ اولاد تمہاری اللہ کی یاد سے، اور جس نے (غفلت کی) پس وہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔

ذکر اللہ اسے مراد فرض نماز ہے۔ بقول عطاء بن ابی رباح۔

**نتیجہ** | اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مطلق خسارہ کا حکم اس شخص پر لگایا جو اپنے

مال اور اولاد میں مشغولیت کے باعث نماز سے غافل ہو گیا اور عمران مطلق صرف کفار کے لئے ہوتا ہے، اور اگر مسلمان کو کسی گناہ اور نافرمانی کے باعث خسارہ ہو جائے تو اسے آخرت میں نفع مل جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بے نماز کو خسارہ کی تاکید کی مختلف انواع سے متنبہ کیا ہے

(۱) الخاسرون ۱۰ اسم ذکر کیا ہے جو کہ خسارہ کے لئے کافی ہے۔ فعل ذکر نہیں کیا جیسے

لَهُمْ سَوْءٌ قِيَامَةٍ ۚ وَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ

حدث اور تجدید پائی جائے۔

۲۔ خَائِرُونَ كَوَالِفِ وِلاَم سے صادر کیا جو مسمیٰ کے کمال پر وال ہے، جیسا کہ زید العالم العالم، یعنی زید عالم عالم ہے سے مراد اس کا کمال ثابت کرنا مطلوب ہوتا ہے کیونکہ جو کمال اسم میں ہے وہ عالم صالح میں نہیں ہے۔

۳۔ مبتدأ اور خبر۔ اسم معرفہ ہے اور یہ علامت ہے کہ خبر کو مبتدأ میں منحصر کر دیا۔ جس طرح وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ میں ہے کہ یہی لوگ (مذکورہ صفات والے نمازی، آسمانی کتب پر اور آخرت اور غیب پر ایمان لانے والے) فلاح یاب ہیں۔

وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ سے کافر ہی ظالم ہیں۔

أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا سے یہی مومن ہی حق پر ہیں، اس کی بے شمار نظائر ہیں۔

۴۔ اولئک، مبتدأ۔ خاسرون، خبر انھیں، وھم، ضمیر فصل لانی گئی تاکہ اس سے دو فائدے ہوں۔ (۱) قوت اسناد، مندا لیکہ کامند سے تخصیص کرنا۔ ربانی آیت میں ہے۔ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی وہ غنی اور قابل تعریف ہے وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ سے اور اللہ ہی وہ سنے اور جاننے والا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی وہ بخشنے والا ہے اور بار بار گم کرنے والا ہے۔

ارشادِ ربانی۔ اَتَايْتُوْا مِّنْ بَآيْتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرُوا بِهَا اَخْتَدُ اسْتِحْدَادٌ سَمِعُوا لِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

مومن ہی ہماری آیات کے ساتھ ایمان لاتے ہیں، جب اس کی یاد دلائی جاتی ہے تو وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی حمد و تسبیح بیان کرتے ہیں۔ اس حالت میں کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔

نتیجہ! اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ ربانی آیات سکر سجدہ پر زور دینے والے پیکر، سے پے سورۃ النکال، سے پیکر سجدہ۔

تذکیر آیات اللہ سے مراد تذکیر نماز ہے، جس نے تذکیر آیات اللہ کے وقت نماز ادا نہ کی وہ اللہ پر ایمان نہ لایا، اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو سجدہ کے لئے مخصوص کیا ہے، یہ اندلال انتہائی احسن اور مقصد کے قریب ترین ہے، تارک نماز نے (اقیموا الصلوٰۃ) نماز قائم کرو پر بھی ایمان نہ لایا۔

(۱۰) دُسیوں و دُیل | **وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ امْكُفُوا أَلْأَنفُسَ يُكْفُونَ وَيَلَّيْكَ يَوْمَئِذٍ الْبِئْسَ**  
اور جب انہیں کہا جاتا ہے رکوع کرو، رکوع نہیں کرتے، ربانی  
حکم کو جھٹلانے والوں کیلئے اس روز ہلاکت ہوگی،

اس حکم پر کھانا نہ کھاؤ اور فائدہ اٹھاؤ، ٹھوڑا بلاشبہ تم مجرم ہو۔ کا تذکرہ لایر کعون سے قبل کیا ہے، بعدہ انہیں نماز کے ترک پر وعید کی، کہ جب انہیں نماز کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ نماز نہیں ادا کرتے۔

مکذیب پر دھمکی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ انہوں نے نماز کو ترک کیا جس کے پیش وہ وعید کے حقدار بن گئے۔

اس وعید کے پیش فہم کہہ سکتے ہیں، جو شخص ربانی حکم کو تسلیم کرتا ہے تو وہ نماز کے ترک پر کیوں اصرار کرتا ہے، جب کہ اسے علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کے قائم کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بات طبعاً اور عادتاً محال ہے ایک شخص دن اور رات کی پانچ نمازوں کو ربانی فرض بھی مانتا ہو اور پھر انہیں ترک بھی کر دے اور پھر اسے ترک نماز کی وعید اور سزا کا بھی پورا پورا علم ہو۔ اور پھر وہ نماز کو ترک کر دے، یہ قطعی طور پر مشکل ہے۔

جو شخص نماز کو فرض جانتا ہے وہ ا۔ سے کبھی بھی ترک نہیں کر سکتا، کیونکہ ایمان انسان کو نماز کی اقامت کا حکم دیتا ہے اور اگر اسے دل نماز کی تعمین نہیں کرتا تو وہ بالکل ایمان سے محروم ہے۔ یاد رہے کہ جو شخص دل کے احکام اور اعمال سے غافل

سُورۃ مَرَاتِل، سورۃ مُرْسَلات، تہ بندہ کی قرآن اور حدیث کی تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ تا کب نماز کا دعویٰ تو حید باطل ہے، ایسے انسان کو توسیع کا کوئی فائدہ نہیں جتنا کہ نماز ہے۔ ”مترجم“



ہے اس کی کلام کی طرف میلان نہیں چاہیئے۔

**نکتہ!** قابل غور امر یہ ہے کہ طبعی طور پر انسان کے دل میں وعدہ، وعید، جنت، آگ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر نماز کو فرض قرار دیا اور نماز کے ترک پر اللہ تعالیٰ اسے سزا دے گا، اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ وہ انسان صحت اور عافیت اور بغیر کسی عذر معقول کے وہ نماز کی حفاظت سے گریز نہ کرے۔

یہی وجہ ہے جس نے ایمان کی تعریف مطلق تصدیق سے کی ہے اور فعل واجب، فرما ت کے ترک کا حکم نہیں لگایا وہ اس نکتہ سے سراسر محروم رہا، یہ مقام انتہائی خلل ہے انسان کا ایمان راسخ بھی ہو اور وہ اسے اطاعت کرنے پر گناہ ترک کرنے پر آمادہ نہ کرے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایمان تصدیق کا نام ہے لیکن مطلق تصدیق نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تابعداری بھی ہو، اور اگر مطلق اعتقاد تصدیق کا نام ایمان ہوتا تو ابلیس، فرعون، قوم فرعون، قوم صالح، اور قوم یہود جو نفرت محمد رسول کے عارف تھے، جس طرح کہ وہ اپنی اولاد کو ایمان اور تصدیق کی شکل میں جانتے تھے،

حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔ **فَاِنَّهُمْ كَانُوا يُكْذِبُوْنَ** وہ تیری تمذیب نہیں کرتے، یعنی وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ صادق ہیں، وَلٰكِنْ الظَّالِمِيْنَ بَايَاتِ اللّٰهِ يَجْعَلُوْنَ سَهْلًا لِّكُنْ ظَالِمًا رَبَّانِيّٰ آيات کا انکار کرتے ہیں، یعنی انکار انکار حق کی مسرت کے بعد ہے، اس کی شہادت قرآن پاک میں ہے، **وَجَعَلُوا اٰجِهًا وَاسْتَفْتٰهُمْ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعَلُوْا** اسے انہوں نے اس کا انکار کیا اور ان کے نفوس نے یقین کر لیا، اس حال میں کہ وہ ظالم اور بلندی چاہتے تھے،

**ارشاد موسیٰؑ برائے فرعون** **لَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّ لِيْ سُلٰتٰنًا ۚ فَاتَّبِعْنِيْ آَثَرًا ۚ اِلَآ اَكْرَبُ السَّمٰوٰتِ**  
**وَالْاَرْضِ بِضَاثِرٍ ۝۷۰**

تحقیق تو نے جان لیا نہیں اتارا ان نشانیوں کو مگر آسمان اور زمین کے رب نے، **يَعْرِضُوْنَكَ كَمَا يَعْرِضُوْنَ اٰبْنَاءَهُمْ ۚ وَاِنَّ فَرِيقًا**  
**مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۷۱**

۷۰ یعنی اسرائیلؑ ۷۱ پک انعام۔ ۷۲ القرآن ۷۳ سورہ انفاس پ۔ ۷۴ سورہ بقرہ

وہ اس کو پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں۔ اور ایک جماعت ان میں حق پر پردہ ڈالتی ہے باوجودیکہ وہ علم رکھتے ہیں۔

**یہود کی نفرت انگیز گفتگو** | دو یہودی آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ سے نبوت کے دلائل کے متعلق چند سوالات کرے تھے

تو وہ دونوں یہودی کہنے لگے ہم آپ کی نبوت کی شہادت دیتے ہیں، اس پر آپ نے فرمایا: میری اتباع کرنے سے تمہارے لئے کوئی چیز روکتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: **إِنَّا دُعَاؤُكَ لَا يُزَالُ فِي ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ وَإِنَّا خَافُ أَنْ أَتَّبِعَكَ أَنْ تَقْتُلَنَا أَلَيْهَؤُذٌ سَلَمٌ** تو مزی

سیدنا اؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کیلئے دُعا کی تھی کہ ان میں نبوت رہے، اور ہمیں خوف ہے اگر ہم آپ کی اتباع کر لیں تو یہ یہودی ہمیں قتل کر ڈالیں گے۔ ان یہودیوں نے اپنے اعتقاد کے مطابق آپ کی نبوت کا اقرار کریں اس نتیجہ سے واضح ہوا انہوں نے تصدیق اور اقرار کو ایمان میں داخل نہ کیا،

کیونکہ انہوں نے آپ کی اطاعت اور آپ کے حکم کی تعمیل نہ کی، ابوطالب آپ کی معرفت سے واقف، زبان سے آپ کی رست کا اقرار می تھا، اس نے اپنے اشعار میں صراحت کی ہے۔

**ابوطالب** | لیکن اس کے باوجود اسلام میں داخل نہ ہو سکا۔

تصدیق کیلئے دو امور | تصدیق دو امور سے پوری ہوتی ہے۔ (۱) صادق اعتقاد (۲) دل کی محبت اور تابع ہونا۔

ارشاد باری تعالیٰ سیدنا ابراہیم علیہ السلام :-

**أَنْ يَأْتِيَا هَيْمًا قَدْ صَدَقْتَ الْمَرْوِيَا** - اے ابراہیم آپ نے سچ کیا خواب کو،  
**وَلَقَدْ عَلِمْتَ بِأَنْ دِينِ مُحَمَّدٍ** خیر ادیان البریۃ دینا  
**لَوْلَا الْمَلَامَةُ أَوْ أَظْهَارُ مَسْجِدَةٍ** لوجود تھی بذالک سمحاً مبیناً

مجھے یقین ہے محمدؐ کا دین تمام کائنات کے دین سے بہتر ہے، اگر مجھے توئی ملامت دہوتی تو میں ضرور آپ کے مذکورہ مذکر کرتا

سَلَامٌ مَشْكُورٌ الْمَصْلُوحُ ۱۱۱ باب الکتاب ثلث علامات النفاق - (ترمذی - ابوداؤد، ابن ابی

**نتیجہ** | سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اپنے خواب کی تصدیق کا دیکھتے ہی اعتقاد صادق ہو گیا تھا، کیونکہ انبیاء کے خواب وحی ہوا کرتے ہیں! موصوف نے اپنے خواب کی تصدیق کے لئے حکم کی تعمیل کی، (یعنی اسماعیل کو ذبح کرنے لگے)

**ارشاد لسان رسالت** | وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يَكْذِبُهُ ۖ  
زنا انسان کا یقینی حجت ہے، شرمگاہ کو اختیار ہے اسکی تصدیق کرے یا تکذیب کر دے!

اس حدیث میں تصدیق کو شرمگاہ کا عمل قرار دیا ہے جس کی خواہش دل کرتا ہے اور تکذیب کہ اس فعل کو ترک کر دیتا ہے۔

اس ارشاد میں صراحت ہے کہ تصدیق بغیر عمل کے صحیح نہیں ہو سکتی،

**حسن کا قول** | جناب حسن فرماتے ہیں آرائش اور خواہش کا نام ایمان نہیں، ایمان جو دل میں قرار پکڑے اور عمل اس کی تصدیق کرے۔

اس جگہ بتانا مقصود یہ ہے کہ جو شخص تصدیق جازم سے وجوب نماز کا قائل ہے اس کے وعدہ اور ترک نماز کی وعید کو جانتا ہے تو وہ کیسے نماز سے رک جاتا ہے

## فصل ۷

**سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال تارک نماز کا فرہی**

**۱۔ دلیل اول** | عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُنُ الرَّجُلُ وَيَمُنُ الْكَفَرُ تَرَكَ الصَّلَاةَ - (رداء، اہل السنن - صحیح الترمذی)  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن اور کافر کے درمیان صرف نماز کا پھوڑا ہے۔

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۸۱ باب الایمان بالقدر بردایت ابوہریرہ (مسلم متفق علیہ)

**دوسری دلیل** عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْحَبِيبِ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ بِهِ

”رواہ الامام احمد“ وقال الترمذی، حدیث صحیح اسناد علی شرط مسلم“

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور دیگر لوگوں میں عہد صرف نماز کا ہے جس نے نماز کو چھوڑا پس اس نے کفر کیا۔

**تیسری دلیل** عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ الصَّلَاةُ فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ (رواہ حبة اللہ طبری)

وقال اسناد علی شرط ”مسلم“

جناب ثوبان غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عہد، مومن کے درمیان فرق نماز کا ہے جب انسان نے نماز کو ترک کیا تو وہ مشرک ہو گیا،

**چوتھی دلیل** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ حَافِظٌ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبَرَهَانًا وَنَجَاةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يَحْفَظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ وَلَا بَرَهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَابْنِ بْنِ خَلْفٍ عَنْ (مسند امام احمد - ابو حاتم - صحیح ابن حبان)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا یوں ذکر فرمایا :- جس نے نماز کو پابندی سے ادا کیا تو نماز اس کے لئے روشنی، دلیل، اور نجات کا ذریعہ ہوگی، اور جس نے نماز کو پابندی سے ادا نہ کیا نہ قیامت میں اس کیلئے روشنی، نہ برہان، اور نہ ہی ذریعہ نجات ہوگی، اور یہ شخص قیامت میں قارون، فرعون، ہامان، ابی بن خلف، کا ساتھی ہوگا،

عن مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۵۷ کتاب الصلوٰۃ، بروایت ہریرۃ عن مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۵۷ کتاب الصلوٰۃ -

**نکتہ** | قارون، فرعون، ہامان، ابی بن خلف، اپنے زمانہ کے رئیس الکفر تھے۔ جس کی بنا پر ان کا خصوصیت سے ذکر کیا، اس کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان نماز کی پابندی چار وجوہ سے نہیں کرتا، پہلی وجہ مال میں مشغولیت کے باعث۔ دوسری وجہ حکومت کی مشغولیت، تیسری وجہ ریاست کے نبوالوں میں، چوتھی وجہ تجارت میں مشغولیت کے باعث۔

(۱) جو مال میں مشغولیت کے باعث تارک نماز بناوہ قارون کا ساتھی۔  
 (۲) جس کو نماز کا تارک اس کی حکومت کی مصروفیت نے بنایا وہ فرعون کا ساتھی،  
 (۳) جس کو نماز کا تارک ریاست اور وزارت نے بنایا وہ ہامان کا ساتھی۔  
 (۴) جس کو نماز کا تارک تجارت نے بنایا وہ ابی بن خلف کا ساتھی۔

**پانچویں دلیل** | عبادۃ بن الصامت قال أوصانا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لا تشركوا بالله شيئا ولا تشركوا الصلاة عَدَا مَنْ تَرَكَهَا عَمَلٌ مُتَعَمِّدٌ أَفْقَلْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ

(رواہ عبد الرحمن بن ابی حاتم فی سندہ)

عبادہ بن صامت بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ اور عدا نماز کو ترک نہ کیجئے جو جس نے نماز کو عداً اقصداً ترک کر دیا وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہو گیا۔

**چھٹی دلیل** | عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ترك صلواته فليكن يوتى متعمداً أفقداً برئت منه ذمة الله

(دواہ الزہام احمد)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جس نے بھی فرض نماز کو قصداً اقصداً ترک کر دیا وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ سے فارغ ہوا۔

وجہ :- اگر یہ انسان اسلام پر رہتا تو اس پر اسلامی ذمہ داری عائد ہوتی۔

۱۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۵۵ کتاب الصلوٰۃ

عن أبي الدرداء رَقِلٌ وصَافِيٌّ ابوالقاسم صلى الله عليه وسلم  
 لا تسرق السِّلَا لا تفعل الفم تركها متعمداً فقد برئت  
 مِنْهُ الرِّمَّةُ رَايَضًا

جناب ابودرداء بیان کرتے ہیں مجھے جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں قصد نماز کو ترک نہ کرو جس نے اسے ترک کر دیا قصد اللہ کی ذمہ داری سے بری ہو گیا،

**الحج والذبح** عن معاذ بن جبل عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال  
رَأْسُ الْإِسْلَامِ عِمُودُهُ الصَّلَاةُ وَالْزَكَاةُ وَالْحَجُّ وَالزَّكَاةُ وَالْحَجُّ

اوہو حدیث صحیح مختصر

ارشاد نبویؐ :- راس امر سے مراد اسلام اور ستون سے مراد نماز ہے۔

**وجہ استدلال** جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اسلام میں نماز کی حیثیت اس ستون کی طرح ہے جس پر سامان کا مدار ہے جب ستون رُجائے گا تو سامان خود بخود گر جائے گا جب نماز ختم ہو جائے گی تو اسلام خود بخود ختم ہو جائے گا! امام احمد نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

**نويس و بيل** **عن** عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 بني الإسلام على خمس شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا  
 رسول الله وإقام الصلاة وإيتاء الزكاة وحج البيت وصوم رمضان  
 "أما بعد"

ارشاد لسان رسالت :- اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے۔

۱۔ کلمہ شہادت ۲۰۔ اقامت نماز ۳۰۔ اوارز کوۃ ۴۰۔ حج بیت اللہ کی ادائیگی ۵۰۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا، بعض روایات میں اسلام خمس،

۱۰ مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۸۸ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے سوال کیا کہ مجھے ایسا عمل بتائیے جس کے کرنے پر جہنم سے دور رکھا جائے آپ نے ارکان خمسہ اسلام کی تلقین کرنے کی بعد فرمایا: **اَلَا اَوْفَعْتُ اِیْسَی الْاَمْرَ عَمُورَہٗ وَذُرَّوۃَ مَنَاہِیْہِ** نے عرض کیا ہر وہ تو آپ نے فرمایا اس کا امر اس میں ہے۔ مترجم:



کا بھی ذکر ہے یعنی اسلام ان پانچ امور کا نام ہے۔  
وجہ استدلال کی یہی صوتیں ہیں۔

(۱) اسلام کو ایک قہر قرار دیا۔ جس کی بنیادیں پانچ ارکان پر قائم ہیں، جب اس کا اعظم رکن گر جائے گا تو اسلام خود بخود گر جائے گا۔

(۲) ان پانچ ارکان کو اسلام کے قہر کے لئے رکن قرار دیا ہے جو بہ تباہات و تعدید اور شہادت رسالت کے شہادتیں ایک رکن، نماز و سرائکن، زکوٰۃ تیسرا رکن، ظاہرات ہے جب اسلام کے قہر کے ارکان گر جائیں گے تو اسلام خود بخود گر جائے گا۔

(۳) ان پانچ ارکان کو نفس اسلام قرار دیا گیا ہے، جو اسلام کے مسمیٰ میں داخل ہیں جو کسی مجموعہ کے نام پر چیز موسوم ہوگی اس کے ایک امر کے چلے جانے سے مسمیٰ خود بخود ختم ہو جائے گا، جس چیز کا نام چند امور کے مجموعہ سے ہوگا، جب اس مسمیٰ سے کوئی چیز ختم ہو جائے گی تو دیگر خود بخود ختم ہو جائے گی خصوصاً جب وہ چیز اس مجموعہ کا رکن ہوگی اتوار مراد نہیں کیونکہ اجزائی حیثیت رکن کی نہیں ہوتی اس کی مثال گھر کی دیوار کی سی ہے جب دیوار گر جائے گی تو گھر خود بخود گر جائے گا، لیکن اینٹ، لکڑی، اور سنون گرنے سے دیوار نہ گرے گی کیونکہ یہ اجزاء دیواریں نہ کہ رکن دیوار گھر کے لئے،

عن انس رَأَى النَّبِيَّ يَقُولُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَمِعَ قِبْلَتَنَا وَآكَلَ ذَيْحَتَنَا فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَسُؤْلُهُ فَلَا تَخْفَرُوا اللَّهَ فِي ذِمَّتِهِ س

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَمِعَ قِبْلَتَنَا وَآكَلَ ذَيْحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَعَلَيْهِ ذِمَّةُ اللَّهِ

اے نبی نے فرمایا جس نے ہماری طرح نماز پڑھی، اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہمارا ذیچہ لھایا، پس یہ انسان مسلمان ہے اس کے وہی حقوق ہیں،

سنة مشقوة المصالح ۱۰۱۱ کتاب الایمان ۱۰۱۱ یشا کتاب الصلاة -

جو ہمارے اور اس پر وہی سزا ہوگی جو ہم پر ہوگی  
وجہ استدلال | اس حدیث سے رطرح سے استدلال کیا گیا ہے !

- ۱۔ تین امور کی ادائیگی پر مسلمان ہوگا ورنہ نہیں۔
  - ۲۔ جب وہ مسلمانوں کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے گا تو مسلمان ہوگا، اور اگر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے گا تو مسلمان نہ ہوگا۔
- نتیجہ | جب کوئی شخص نماز ہی نہ پڑھے گا تو وہ مسلمان کس طرح کہلائے گا،

گیارہویں دلیل | عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
قَالَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ ، ”دوسری“

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم : جنت کی چابی نماز ہے ۔

نتیجہ | بے نماز کے لئے جنت نہ کھولی جائے گی، کیونکہ نماز جنت کی چابی ہے  
اس کے پاس چابی نہ ہوگی، جنت ہر مسلمان کے لئے کھولی جائے گی ۔

نماز جنت کی چابی ہے کا فلسفہ | نماز کا تارک مسلمان نہیں ہو سکتا، اس حدیث  
اور دوسری حدیث میں ہے کلمہ شہادت

جنت کی چابی ہے میں اختلاف نہیں ہے، کیونکہ کلمہ شہادت اصل چابی نماز ہے ۔  
اور باقی ارکان دندانے ہیں اور بغیر دندانوں کے کھانا شکل ہے تو جنت میں داخل  
چابی اور اس کے دندانوں موقوف ہے،

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ وہب بن منبہ سے ذکر کیا گیا کہ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ  
جنت کی چابی ہے، فرمانے لگے ٹھیک ہے اور ساتھ ہی فرمایا ہر چابی کے لئے  
دندانے شرط ہیں اگر آپ ایسی چابی لائیں جس کے دندانے ہیں تو مالا کھول دیا جائے  
گا، ورنہ کھلنا محال ہے ۔

بارہویں دلیل | عن معجم بن ادرع الاسلمی انہ کان فی مجلس مع النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم فاذن بالصَّلَاةَ فقام النبی صلی اللہ

علیہ وسلم ثم رجع ومعجم فی مجلسہ فقال لہ ما منعک ان تصلی الست برجل

لک شکوۃ ج۱

مُسْلِمٌ؟ قَالَ بَلَىٰ وَلَكِنِّي صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي فَقَالَ لَهُ إِذَا حُجَّتْ فَصَلَّ مَعَ النَّاسِ وَإِنْ  
كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ لَهُ (رواه الامام احمد، والنسائي)

جواب مجمل بیان کرتے ہیں میں آپ کی ایک مجلس میں شریک تھا، نماز کی اذان  
کہی گئی، آپ نے نماز ادا کی، جب آپ نماز سے واپس تشریف لائے تو مجھ اسی مجلس  
میں موجود تھا، آپ نے آتے ہی یوں سوال کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز کیوں ادا  
کی، کیا تو مسلمان نہیں ہے؟ موصوف نے جواب دیا کیوں نہیں میں مسلمان ہوں، لیکن  
میں نے نماز اپنے گھر میں ادا کر لی تھی، بعدہ آپ نے فرمایا لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنی  
چاہیئے، اگرچہ تو نے نماز پڑھ لی ہو۔ (نسائی)

مسلمان اور کافر میں جدائی کرنے والی نماز ہی ہے، اور اگر آپ حدیث کے  
مفسرین پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا إِنَّكَ لَوَكُنْتَ مُسْلِمًا لَفَصَّلَيْتَ۔ اگر تو  
مسلمان ہوتا تو ضرور نماز پڑھتا۔ یہ ایسی ہی جیسا کہ محاورہ بولتے ہیں مَالِكٌ لَوْ تَكَلَّمَ  
نَوْهَارًا مَعَهُ لَمْ يَكَلِّمْهُ كَلَامًا کیوں نہیں کرتا۔ کیا تو بولنے کی طافت نہیں رکھتا! وَمَالِكٌ  
لَوْ تَشْرَكَ، اَلَسْتَ بِحَقٍّ؟ تو حُرکت کیوں نہیں کرتا، کیا تو زندہ نہیں ہے؟ حقیقت  
ہے اگر اسلام بغیر نماز پڑھنے کے ثابت ہوتا تو آپ کبھی اس شخص کو جس نے آپ  
کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھی اسے اَلَسْتَ بِحَقٍّ کہتا؟ کیا تو مسلمان نہیں کے  
خطاب سے نہ پکارتے۔

## فصل ۵

اجماع صحابہؓ = کہ تارک نماز کافر ہے!

ابن زنجویہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ مذکور کرتے ہیں کہ جب عمرؓ مدینہ  
میں منجھڑ گھونپ دیا گیا۔ تو میں نے اور ایک جماعتی جو میرے ساتھ مسجد میں

تھی ہم نے موسوف کو گھر میں پہنچا دیا۔ عبدالرحمن بن عوفؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب ہم حضرت عمرؓ کے پاس گئے تو موسوف پر موت کی عشی طاری تھی، موسوف پر عشی کا ایسا حملہ ہوا کہ بے ہو گئے، جب ہوش میں آئے تو فرمانے لگے اھلِ صَلَّ النَّاسِ؟ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے جواب دیا جی ہاں نماز پڑھ لی ہے! موسوف نے فرمایا: اِنَّ اِسْلَامَہُمْ لَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ! بے نماز کا کوئی اسلام نہیں ہے، ایک بار آپؐ نے فرمایا اَلْاِحْظُ فِی الْاِسْلَامِ لَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ! جس نے نماز کو ترک کر دیا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے!

اس گفتگو کے بعد وضو مکے لئے پانی طلب کیا اور نماز ادا کی، یہ تمام واقعہ صحابہ کرام کی موجودگی میں تھا جس کا کسی نے انکار تک نہ کیا، اسی طرح کے اقوال دیگر صحابہ معاذ بن جبلؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ اور ابو ہریرہؓ سے منقول ہیں جسکی مخالفت کسی صحابی سے منقول نہیں ہے۔

حافظ عبدالحق اشبیلی کتاب الصلوۃ میں  
صحابہ اور تابعین کے متعلق ذکر کرتے

صحابہ کا فیصلہ تارک نماز کے متعلق

ہیں ذہب جملۃ من الصحابۃ ومن بعدہم الی تکفیر تارک الصلوۃ معتدل  
تو کہا حتی یخرج وقتہا! انہم عمر بن خطاب، ومعاذ بن جبل وعبداللہ  
مسعود و ابن عباس، وجابر و ابوالدرداء۔

تمام صحابہ کا متفق علیہ فیصلہ تھا کہ قصد تارک نماز کافر ہے جو وقت سے  
نکلنے پر نماز پڑھتا ہے، اس فیصلہ پر عمر بن خطاب، معاذ بن جبل، ابن مسعود، ابن  
عباس، جابر اور ابودرداء کا اتفاق ہے۔ سیدنا علیؓ کا بھی یہ فیصلہ تھا۔

امام احمد بن حنبل، اسحاق بن  
راہویہ، عبداللہ بن مبارک،

تابعین کا فیصلہ تارک نماز کافر ہے

ابراہیم بن نعیم، حکم بن عیینہ، ایوب سختیانی، ابوداؤد طیالسی، ابوبکر  
بن ابی شیبہ، ابو خثیمہ زہیر بن حرب،

سہ مشکوۃ المصابیح جلد ۱ ص ۵۹ کتاب الصلوۃ از محمد صالح المنجد

تارک نماز کو کافر نہ کہنے والوں کے دلائل | تارک نماز کے متعلق جتنی احادیث میں ذکر کا لفظ آیا ہے اس سے مراد

کفرِ نعمت ہے، نہ کہ کفرِ وجود، انکارِ مراد نہیں، جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ نَعِمَ الْوَفَى شَرَّ تَرَكَةٍ فَهِيَ نَعْمَةٌ كَفَرًا ھا۔ جس نے تیر اندازی کا فن سیکھا پھر اسے ترک کر دیا تو اس نے اس نعمت کا انکار کیا،

۲۔ قَوْلُهُ لَا تَوَعَّبُوا عَنِ ابَائِكُمْ فَإِنَّهُ كَفَرًا بِكُمْ (حدیث)

اپنے نے فرمایا اپنے والدین سے سب سے بڑا اعتراض نہ کرو لیونکہ یہ نعمت کی شکر ہے۔

۳۔ قَوْلُهُ تَبَسُّوْهُ مِنْ نَسَبٍ وَإِنْ دَقَّ كُفْرٌ بَعْدَ إِيمَانٍ - (حدیث)

اک نسبت سے انکار کر دینا اگرچہ وہ لٹا سی ذیل ہو ایمان کے بعد کفر ہے

۴۔ قَوْلُهُ مَنْ أَلَى الْأَمْرَةِ فِي دُبُرِهَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ (حدیث)

جس نے اپنی عورت کی یا خانہ والی جگہ میں جماع کیا اس نے قرآن سے کفر کیا۔

۵۔ قَوْلُهُ سَبَّ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَتَبَاؤُهُ كُفْرٌ "مصدق علیہ"

مسلمان کو کالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔

۶۔ قَوْلُهُ بَنِي خَلْفٍ بِغَيْرِ إِلَهٍ ذُقُوا كُفْرَ (صحیح حاکم)

بنی خلیفہ اللہ کی حلف اٹھائی اس نے کفر کیا، ھا۔

۷۔ قَوْلُهُ ثَمَانٌ فِي أُمَّتِي هُمَا يَهُودٌ كَفَرُوا الظُّعُنُ فِي الرِّسَابِ وَالنِّيَاحَةُ

علی المیت - میری امت میں دو چیزیں کفر کا باعث ہیں۔

۱۔ نسب میں طعن کرنا۔ ۲۔ میت پر بین کرنا،

اس طرح کے بے شمار نظائر موجود ہیں۔

ایک دلیل کفر کی یہ بھی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی،

چور، شرابی، اپنے نسب کو بد کرنے والے سے ایمان کی نفی فرمائی ہے، یعنی یہ لوگ

نہ مشرکۃ المذہب ج ۲ باب حفظ النعمان من النیر والسم - ھا۔ باب المینس۔

مومن نہیں ہیں اس کفر سے مراد لفرج خود دانکا۔ نہیں جس سے خلود آگ واجب ہو، ایسی طرح تارک نماز کا لفرج حجوری، انکاری نہیں ہے، جس کے باعث وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے۔

جیسا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 (اَيُّ اِيْمَانٍ لَمْ يَنْزِلْ لَهٗ - بدو یا نت کا کوئی ایمان نہیں ہے -

بدو یا نت کو آپ نے ایمان سے خارج قرار دیا حالانکہ امانت کی عدم ادائیگی کی بنا پر کفر نہیں صادر ہوتا جس کے باعث ملت اسلامیہ سے خارج کر دیا جائے۔  
 ۱۔ جیسا کہ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (جس نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے تحت فیصلہ نہ کیا وہ لوگ کافر ہیں) موصوف فرماتے ہیں اس کفر سے خارج ملت نہیں ہے  
 بیان کرتے ہیں کہ موصوف سے اس آیت کی تفسیر کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب فرمایا اس کفر سے مراد وہ کفر نہیں ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں کے ساتھ کفر کرے۔ اور ساتھ ہی فرمایا ایسا کفر نہیں ہے کہ اسے ملت سے نکال دیا جائے۔

۳۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں، کفر دون کفر، ظلم دون ظلم، فسق دون فسق، یعنی کفر ظلم، اور فسق میں درجات ہیں۔

## فصل ۹

### فریقین کے دلائل میں فیصلہ کن بات

اس مسئلہ کی اساس حقیقت ایمان اور کفر کی معرفت پر ہے، بعدہ مومن اور کافر ہونے کا حکم لگایا جائے گا، کفر اور ایمان آپس میں رد و مقابل امور ہیں، جب

لے البرادور



انہیں سے ایک ختم ہو جائے گا تو دوسرا وجود میں آئے گا۔

**ایمان کی شاخیں** | ایمان اصل بنیاد ہے اور اس کی بے شمار شاخیں ہیں، ہر شاخ کا نام ایمان ہے، نماز ایمان سے ہے، اسی طرح روزہ، حج اور زکوٰۃ بھی ایمان سے ہیں۔

**اعمال باطنہ** | مثال کے طور پر حیا، توکل، انابت الی اللہ، خشعت الہی، اس میں راستہ سے قابل، یذاشیار کو سنا دینا بھی ایمان کی شاخوں سے ہے۔

ایمان کی بعض شاخیں ایسی ہیں کہ گمان سے کوئی چیز زائل ہو جائے تو ایمان تباہ ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر کلمہ شہادت، کے زوال سے ایمان تباہ ہو جائے گا، اور بعض ایسی ہیں اگر وہ زائل ہو جائیں تو ایمان میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر راستہ سے اگر قابل ایذا اٹھائی جائے تو ایمان میں نقص لازم نہ آئے گا، بعض شاخیں ایسی ہیں جن میں عظیم فرق ہے، کلمہ شہادت، اور اس کے قریب ترین چیز، اور دوسری قسم راستہ سے گمراہی اور ایذا رساں اشیاء کا دور کرنا، اور اس کے لوازمات وغیرہ۔

کفر کی بھی اساس اور شاخیں ہیں، جس طرح ایمان کی شاخوں میں ایمان ہے اسی طرح کفر کی شاخوں میں کفر بھی ایک شاخ ہے، حیا ایمان کی شاخ ہے، اور قلت حیا کفر کی شاخ ہے۔ صدق مقال ایمان کی شاخ اور کذب مقال کفر کی شاخ ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ایمان کی شاخ ہے، ان فرائض کا ترک کفر ہے۔ ربانی فیصلہ کے مطابق فیصلہ کرنا ایمان کی شاخ، غیر ربانی حکم کے تحت فیصلہ کرنا کفر کی شاخ ہے، تمام قسم میں گناہ نافرمانی کفر کی شاخیں ہیں۔ اسی طرح تمام اطاعت والے امور ایمان کی شاخ ہیں۔

شعب ایمان کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ قولی۔ ۲۔ فعلی۔  
کفر کی شاخ کی دو انواع ہیں۔ ۱۔ قولی۔ ۲۔ فعلی۔

شعب ایمان کی قوی اور فعلی اقسام سے بعض ایسی ہیں جن کے ازالہ سے ایمان زائل ہو جاتا ہے اور یہی حالت شعب کفر کی دونوں اقسام قوی اور فعلی کی ہیں، جب بھی کلمہ کفر کو اختیار کرے گا تو وہ کفر کا مرتکب ہوگا، جو شخص بت (صنم) کو سجدہ کرے گا اسے کافر قرار دیا جائے گا۔

**اصل نمبر دوم** | دراصل ایمان قول اور عمل سے مرکب ہے۔

**عمل کی دو اقسام ہیں** | قول قلب، اس کا نام اعتقاد ہے۔

**دوم قول لسان** | زبان سے کلمہ اسلام ادا کرنا۔

**فعل کی دو اقسام ہیں** | (۱) عمل قلب دل کا عمل، وہ ہے نیت اور اخلاص۔

(۲) دوم عمل جوارح | اعضاء کا عمل میں مصروف ہو جانا۔

جب یہ چار امور زائل ہو جائیں گے تو ایمان کامل طور پر ختم ہو جائے گا، اور جب تصدیق قلب ختم ہو جائے تو بقید اجزاء غیر نفع مند ہوتے ہیں، دل کی صورت تصدیق اعتقاد کے لئے نفع مند شرط ہے، ظاہر ہے جب اعتقاد صدق کے ساتھ دل کا عمل زائل ہو جائے گا۔ یہ وہ معرکہ الارار بحث ہے جو اہل سنت اور مرجئہ فرقہ کے مابین ہے۔

اہل سنت ایمان کے لئے مطلق تصدیق نہیں بلکہ عمل کو شرط قرار دیتے ہیں اگر عمل نہیں ہے تو ایسے ایمان کی ضرورت نہیں ہے، وہ اپنی دلیل میں ابلیس فرعون، قوم فرعون، یہود، مشرکین کے ایمان کی مثال دیتے ہیں جو آپ کی رسالت کی صداقت کا اعتقاد رکھتے تھے اور پوشیدہ اور علانیہ طور آپ کی رسالت کا اقرار کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ آپ کاذب نہیں ہیں! لیکن ہم آپ کی اتباع کرتے ہیں اور کہتے تھے کہ آپ کاذب نہیں ہیں! لیکن آپ ہم آپ کی نہ اتباع کرتے ہیں اور نہ ہی آپ پر ایمان لاتے ہیں۔

حقیقت یہی ہے جب ایمان دل کے عمل سے زائل ہو جاتا ہے تو جب اعضاء ایمان کے مطابق عمل نہیں کریں گے تو ایمان کیسے قائم رہے گا، یہ بات

لے شعب کے معنی شاخیں!

نہ ہو چکی کہ ایمان کا مدار دل کی تصدیق جو اس کا عمل ہے ورنہ ایمان بے کار۔  
 بسبب دل اطاعت قبول نہیں کرے گا تو اعضا کو قبول کرنے کی کیا مصیبت ہے؟  
 دل اگر اطاعت پر آمادہ ہو جائے تو جو اس خود بخود اطاعت میں مگن ہو  
 جائیں گے، اور جب دل اطاعت پر آمادہ نہ ہوگا تو اعمال ختم ہو جائیں گے، اسی  
 نام حقیقت ایمان ہے۔ ایمان کی تعریف پر پہلے اوراق میں مفصیل بحث ہو چکی ہے  
 مطلق عرفان حق، اور بیان حق کا نام ہدایت نہیں، معرفت حق  
 ہدایت! کہنے اتباع اور عمل واجب ہے، اور اگر مطلق معرفت حق کا نام  
 ہدایت رکھا جائے تو اس سے ہدایت پوری حاصل نہ ہوگی، جس طرح کہ۔  
 مطلق اعتقاد تصدیق سے تصدیق حاصل نہیں ہوتی جسے ایمان قرار دیا جائے۔  
 اس نکتہ کو دھن نشینی کر لیا جائے۔

## فصل ۱۱

کفر کی دو اقسام ہیں۔

دوسرا اصول | کفر علی۔ ۲۔ کفر جہودی اور انکاری!

کفر جہودی | یہ ہے کہ انسان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ربانی امور کو جان لینے  
 کے باوجود ہٹ دھرمی امر انکار کے باعث انکار کر دے۔ ربانی صفات، اسماء  
 ربانی، افعال اور احکام کا مطلق طور پر انکار کر دے، یہ کفر کی قسم ہر اعتبار سے ایمان کی  
 ضد ہے۔

دوسری قسم علی | یہ کفر کی قسم ایمان کے متضاد اور غیر متضاد امور سے متعلق ہوتی ہے  
 بت کو سجدہ کرنا، قرآن کی توہین کرنا، نبی کو گالی دینا، اور نبی  
 رحمت کر ڈالنا۔ یہ سب امور ایمان کے مخالف ہیں۔

۱۔ جہود کا عقیدہ ہے کہ صرف تصدیق دل مطلق طور سے ایمان کیلئے کافی ہے عمل کی ضرورت نہیں بلکہ گمان رسول کا  
 ۲۔ بنا اپنی عمل کی ضرورت نہیں، یہ عقیدہ قرآن و سنت کے سراسر خلاف ہے (مترجم)

**فیصلہ** | غیر ربانی دستور پر فیصلہ کرنا اور نماز کا ترک کر دینا قطعی طور پر کفر عملی ہے جب کسی پر اللہ اور اس کا رسول کفر کا اطلاق کر دیں تو اسے کبھی کفر سے خارج نہیں کیا جاسکتا اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے علاوہ ہر فیصلہ کرنے والا کافر ہے، اور تارک نماز بھی صراحت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کافر ہے، یہ کفر عملی ہوگا نہ کفر اعتقادی۔ اور یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر قرآنی فیصلہ کرنے والے کو کافر قرار دے اور رسول کریم تارک نماز کو کافر ہیں۔ ایسے افراد پر کفر کا اطلاق نہ کیا جائے تو محال بات ہے، جب کہ رسول کریم نے زانی اور شرابی، اور چور اور جوہر دہی کو تنگ کرنے والے کو مومن قرار نہیں دیا۔ ظاہر ہے جس شخص سے ایمان کی نفی کر دی گئی، عمل کے اعتبار سے وہ کافر ہے، عمل کی شرط سے کفر وجود اور اعتقاد کی بذات خود نفی ہو جاتی ہے۔

**ارشاد نبوی** | لا تَزَجُّوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ۝ میرے بعد کافر نہ بن جانا جس کے پیش ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگ جانا۔ اس حدیث میں کفر سے مراد عملی کفر ہے۔

اسی طرح آپ کا یہ فرمانا مَنْ آتَى كَاهِنًا فَضَدَّقَهُ أَوْ أَمْرًا عَآثِي دُبُرَهَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات پر یقین کر لیا یا اپنی عورت کی پانانہ والی جگہ میں جماع کیا تو اس نے اس بات کا انکار کیا جو رسول کریم پر نازل کیا گیا۔ (یعنی قرآن)

اسی طرح آپ کا ارشاد إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِزَوْجَتِهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا۔ جب کوئی انسان اپنے بھائی سے کہے اے کافر، دونوں میں ایک تو ضرور کافر ہوگا۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس نے کتاب کے کچھ حصہ پر عمل کیا اور کچھ کو ترک کر دیا عمل کے باعث مومن اور ترک عمل کے باعث کافر ہے۔

ربانی ارشاد :-

لَمْ يَخْصِبْهُ الْوَدَاعُ مَكْفُورَةً ج ۲ ص ۲۰۰ کتاب الحج۔ مکتوب ج ۱ ص ۱۰۰ کتاب الميعن،

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكَ لَئِنْ تَسْفِكُونَ دِمَاءَ كُمُورٍ لَا تَخْرُجُونَ أَنْفُسَكُمْ  
مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تُشْهَدُونَ ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ  
أَنْفُسَكُمْ وَتَخْرُجُونَ فَرِيقًا مِّنْكُمْ مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِأَل  
لَّكُمْ وَالْعُدُوِّ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَأَتُوبُكُمْ أَسْرَى ثَقُلُوا عَلَيْهِمْ وَهُمْ هَؤُلَاءِ  
فَعَلُوا مِثْلَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ فَبَعْضُ فِئَةٍ مِّنَ الَّذِينَ اقْتُلُوا فِي سَبِيلِ  
الْآخِرَةِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ  
وَمَا لِلَّهِ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (البقرة)

ترجمہ | اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا نہ بہاؤ آپس کے خون، اور نہ نکالو اپنے آپکو اپنے گھروں سے پھر تم نے اقرار کیا حالانکہ تم شابد ہو۔ پھر تم وہ لوگ ہو کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو۔ اور ایک فریق کو نکال دیتے ہو ان کے گھروں سے۔ مدد کرتے ہو تم اوپر ان کے گناہ اور زیادتی کے اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی بن لائیں تو بدلے کر رہا کرتے ہیں، حالانکہ ان پر حرام کیا گیا ہے، تم یہ ان کا نکالنا کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور ایک حصہ سے کفر کرتے ہو جو شخص یہ کام کرے گا تم میں سے اسے دنیا میں رسوائی اور قیامت میں شدید عذاب میں ڈالے جائیں گے،

**تشریح** اللہ نے اس آیت میں خبر دی ہے کہ میثاق کی حکم کے تحت انہوں نے تعمیل کی، اس بنا پر کہ وہ ایک دوسرے کو آپس میں قتل نہ کریں گے اور نہ وہ ایک دوسرے کو اپنے گھروں سے نکالیں گے۔ یہ ان کا کفر تھا جو ان سے کتاب میں لیا گیا تھا۔ پھر خبر دی گئی کہ وہ فدیہ دیکر اپنے فریق کو رہا کر دیتے ہیں۔

یہ انکالیدیاں تھیں وعدہ کتاب میں یہ لیا گیا تھا، میثاق پر عمل کے باعث مومن تھے۔ ترک میثاق کے باعث کافر تھے۔

یا در ہے ایمان عملی کفر عملی کے مخالف اور ایمان اعتقادی کفر اعتقادی کے مخالف

ہوتا ہے، اسی مقصد کے تحت ارشاد نبویؐ ہے، مسلمان فاسق ہے گالی کے باعث اور مسلمان کے ساتھ قتال کرنا کفر ہے، ظاہر ہے قتال اور سباب (گالی) میں فرق ہے، سباب کو فسق قرار دیا جس کی بنیاد اسے کافر نہ کہا جائے گا۔ معلوم ہے اس حدیث سے کہ اس کفر سے مراد کفر عملی ہے نہ کہ کفر اعتقادی مراد ہے۔

کفر عملی سے انسان دائرہ اسلام اور ملت اسلامیہ سے کلی طور پر خارج نہیں ہوتا، جس طرح زانی، چوری اور شراب پینے والے کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتے، اگرچہ اس پر ایمان کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ اس تفصیل میں صحابہ کے اقوال درج ہیں جو کہ تمام امت سے کتاب اللہ کے عالم تھے، اسلام اور کفر کے لوازمات سے باخبر تھے،

متاخرین کا فیصلہ | متاخرین نے اپنے فہم کے تحت دو اقسام قرار دیں!  
۱۔ ایک فرقہ نے کبائر کے مرتکب کو ملت سے خارج کر دیا۔ اور ارباب کبائر کو ہمیشہ کے لئے ناری قرار دیا۔

۲۔ ایک فریق نے کبائر کے مرتکب کو کامل مومن قرار دیکر غلو اور جفا کا ارتکاب کیا اہل اسلام نے راہ اعتدال کو اختیار کیا کہ انہوں نے کفر کی اقسام بنائیں، کفر دون کفر، نفاق دون کفر، شرک دون شرک، فسق دون فسق، اور ظلم دون ظلم،

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اَنَزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اسی سے وہ کفر نہیں جو عام لوگوں نے مراد لیا ہے، جب آپؐ سے اس کا سوال کیا گیا تو آپؐ نے جواب میں فرمایا یہ کفر اس طرح نہیں جو اللہ تعالیٰ فرشتوں، کتابوں اور رسولوں کا انکار کرتا ہے۔ موصوف سے ایک روایت ہے یہ کفر انسان کو ملت سے خارج نہیں کرتا۔ طاؤس نے بھی اسی قول کی تائید کی ہے۔

لہ سورۃ النساء۔



حضرت عطارؒ فرماتے ہیں کفر، ظلم اور فتنہ کے درجات ہیں، موصوف فرماتے ہیں کہ قرآنی مسائل واضح ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو کافر کہا ہے جو غیر ربانی قانون کے تحت فیصلہ کرتا ہے نبی کی رسالت کا انکاری انکار کی بنا پر کافر ہے۔ دونوں کافر حد کے اعتبار سے یکساں نہیں ہیں۔

قرآن پاک نے ظالم، حدود اللہ میں تجاوز کرنے والا خصوصاً نکاح، طلاق رجوع، اور خلع وغیرہ میں قائل کو ظالم قرار دیا ہے۔

۱۔ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ — اور کافر ہی ظالم ہیں۔

۲۔ وَمَنْ يُتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ —

اور ربانی حدود میں سرکشی کرنے والا ظالم ہے۔

سیدنا آدم علیہ السلام نے اپنے آپ کو ادویونسؑ اور موسیٰؑ نے اپنے آپ کو ظالم کہا۔

۱۔ سیدنا آدم علیہ السلام :-

رَبِّ اَظْلَمْنَا نَفْسَنَا وَاِنْ لَّنَا نَعْفُورٌ لَّنَا وَتَرْحَمُنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔

اے ہمارے رب! ہم نے اپنے نفوس پر ظلم کیا اگر تم ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ فرمائے گا تو ہم خسران میں ہوں گے،

۲۔ سیدنا یونس علیہ السلام دو صاحبِ ہوت :-

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ

تو ہی واحد معبود حقیقی ہے تیری ذات پاک ہے اگر تیری ذات نہ ہوتی تو میں ظالموں میں سے ہو جاتا۔

۳۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام :-

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ،

اے میرے پروردگار بلاشبہ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے لہذا مجھے بخش دے،

سہ ربنا ظلمنا انفسنا - (اعراف)

ان مذکورہ مقامات میں ظلم سے مراد کفر مراد نہیں ہے، ظلم دون ظلم ہے  
قرآن پاک نے کافر کو فاسق کہا ہے۔

وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ  
اس کے ذریعہ فاسق ہی گمراہ ہوتے ہیں کہ اللہ کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد  
توڑ ڈالتے ہیں

۲۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا لَا يَتَّبِعُونَ الْأَفْوَاسِقِينَ إِلَّا أَنْ يَخْلُفَهُمْ يَهُدُ الْأَفْوَاسِقُونَ  
ہم نے آپ پر روشن آیات نازل کیں اس کا انکار فاسق ہی کرتے ہیں۔  
اس قسم کی بے شمار قرآن میں آیات موجود ہیں۔  
قرآن نے مومن کو فاسق کہا ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمَهُ  
يَجْهَلُونَ فَتَضْحَكُوا عَلَيْهِ مَا فَخَّرْنَا عَنْهُمْ فِيهِمْ

ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لا دے تو تم اس کی تحقیق کرو۔  
کیسے ایسا نہ ہو جائے کہ تم بے علمی کے وجہ سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو بعد  
پھر تمہیں ندامت اٹھانی پڑے۔

تشریح | یہ آیت حکم بن عاص کے بارے میں نازل ہوئی تھی، ظاہر ہے  
اس سے فاسق عام فاسق مراد نہیں۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُ الْمُحْصَنَاتُ ثُمَّ  
مُحْصَنَاتُ كَوْتِهِمْ لَكَ وَالْأَفْوَاسِقُ! لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ

فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ  
جو لوگ شادی شدہ پاکدامن عورتوں کو ہمہ کرتے ہیں اس پر چار گواہ نہیں  
لا تے تو انہیں انسی کوڑے حد کے لگاؤ اور ان کی کبھی شہادت قبول نہ کرو۔ یہی  
لوگ فاسق ہیں۔

ابلیس فاسق ہے | قرآنی شہادت! فَسَّقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ،

شیطان نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ  
**حاجی رَفَث اور فسق نہ کرے** | جو شخص ان حج کے (ہیمنوں) میں حج کو فرض کرے نہ رَفَث کرے اور نہ بے ہودہ حرکت کرے۔

اس فسق سے مراد فسق حقیقی نہیں ہے۔

کفر کی دو اقسام ہیں، ظلم کی دو اقسام ہیں، فسق کی دو اقسام ہیں۔  
 جہالت کی دو قسم ہیں ایک جہل کفر، ربانی قول۔  
 خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ۔  
 نیکی کا حکم دے اور درگزر کر جاہلین سے اعتراض کر،

۲۔ **جہل غیر کفر** | رَبَّانِی ارْشَادِ اِنَّا التَّوْبَةَ عَلٰی اللّٰهِ لَنَدَّیْنِ یَعْلَمُونَ الشُّوْءَ بِجَهَالَةٍ  
 ثُمَّ یَتُوبُوْنَ عَنْ قَرِیْبٍ۔

اللہ کے ہاں توبہ ان کی ہے جو جہالت میں برے کام کرتے ہیں بعدہ فوراً ہی توبہ کر لیتے ہیں۔

**شُرک کی دو اقسام ہیں** | ۱۔ ایک شرک ایسا ہے جو ملت سے الگ کر دیتا ہے اس کا نام شرک اکبر ہے۔

۲۔ ایسا شرک جو ملت سے الگ نہیں کرتا، اس کا نام شرک اصغر ہے، اسے شرک علی کہتے ہیں اسی طرح ریا رکاکا بھی شرک ہے۔

**شرک اکبر، اور قرآن پاک** | اِنَّكَ مِنْ يٰسُرِكَ بِاللّٰهِ فَقَدْ خَرَجَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا وَاٰ النَّاسَ۔

جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام قرار دی اور اس کا ٹھکانا آگ ہے!

وَمَنْ يٰسُرِكَ بِاللّٰهِ فَكَانَ فَاخِرَ مَنْ السَّمَاءِ فَتُطْفَرُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوٰی بِهَ الرِّیْحُ  
 فِی مَكَانٍ سَجِیْقٍ ۝

۱۵ پانچ۔

اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا گویا وہ آسمان سے گرا پس اسے پرندہ دل سے جھپٹ لیا یا اسے ہوا کسی دور مکان میں اڑا لے گئی۔

۳۔ مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْقَاءَ رَبِّهِ فَلْيُفْعَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا  
جو شخص رب کی ملاقات کا امیدوار ہے اسے نیک عمل کرنا چاہیے اور وہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

**شرکِ اصغر** | ارشاد لسان رسالت  
مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ بِهِ «ابوداؤد»

جس نے غیر اللہ کے نام کا حلف اٹھایا اُس نے شرک کیا۔  
حالانکہ واضح ہے حلف غیر اللہ کے باعث ملت سے خارج نہیں ہوتا، اور نہ ہی اس پر کفار کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔

اس کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :-  
الشِّرْكُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ أَخْفَى مِنْ ذَيْبِ الْفِيلِ

اس امت میں شرک چھوٹی کی رفتار سے تیز چلے گا۔  
**نتیجہ!** ان احادیث اور قرآنی آیات سے واضح ہے کہ شرک، کفر، فسق، ظلم اور جہالت کی دو اقسام ہیں۔ ایک قسم کفر کی ایسی ہے جس سے انسان ملت سے خارج نہیں ہوتا۔

**نفاق کی دو اقسام ہیں** | ۱۔ نفاق اعتقادی ۲۔ نفاق عملی۔  
۱۔ نفاق اعتقادی: کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے کہ  
ان کا انجام جہنم کے طبقہ درک اسفل میں ہے۔

۲۔ نفاق عملی: کے متعلق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-  
آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا أُمِرَ بِأَمْرٍ كَانَ خِلَافَهُ سِرًّا وَآمِنًا كَيْفَ كَانَ

لِمَنْ خَانَ  
منافق کی تین علامات ہیں، ۱۔ بات بات پر جھوٹ بولنا۔ ۲۔ وعدہ کی  
۱۔ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۹۹ - ۲۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۰۰ علامات النفاق از ابوہریرۃ۔

نفاق ورزی کرنا۔ ۳۔ امانت میں خیانت کرنا۔

دوسری روایت میں چار علامات کا ذکر ہے

۴۔ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ

وَإِذَا خَالَصَ فَخَجَرَ وَإِذَا تَمَنَّيَ خَانَ ۛ

چوتھی علامت کسی الجھاؤ کے موقع پر کہو اس کرنا، آپ نے فرمایا جس میں یہ چار خصال ہوں کی وہ خالص منافق ہوگا، اور جس میں ایک خصلت پائی جائے گی اس میں نفاق کی خصلت ہوگی۔

نتیجہ | یہ نفاق عملی ہے جس کے ساتھ اصل ایمان جمع ہوتا ہے!

اور اگر نفاق عملی پختہ ہو جائے اور کامل ہو جائے تو اس نفاق سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ نماز پڑھے۔ روزہ رکھے، اور اپنے متعلق مسلمان ہونے کا زعم رکھے! ایمان ایک ایسی نعمت ہے جو مومن کو غلط فعال سے روکتی ہے! جب انسان میں نفاق کی شرائط کامل ہو جائیں تو انسان خالص منافق بن جاتا ہے۔

امام احمدؒ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ ایک شخص کبائر پر اصرار کرتا ہے، اور ساتھ ہی کوشش کرتا ہے کہ نماز، زکوٰۃ اور روزہ کو ترک نہ کرے، کیا اس حالت میں وہ مضر اصرار کرنے والا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا وہ مضر ہوگا۔

بارشاد نبویؐ لا یزنی الزانی حیث یزنی وهو مؤمن ۛ

زانی زنا کے اصرار پر مومن رہ سکتا ہے، ہرگز نہیں، اسلام سے خارج ہوگا اسلام میں داخل ہوگا۔

جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے: لا یشرب الخمر حین یشربھا وهو مؤمن ۛ شرابی حالت شراب میں مومن ہوگا!

اسی طرح ابن عباسؓ کا قول من لہم یشکروا نزل اللہ قالیک ہم الکافرین، ربانی نازل کردہ قانون کے تحت فیصلہ نہ کرنے والا ظالم ہے۔

اسماعیل نے امام احمدؒ سے عرض کیا عاھذا الکفر؟ یہ کفر کیسا ہے؟

ۛ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۰۱ باب علامات النفاق، ۛ ابن عمرؓ۔ ۛ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۰۱ باب علامات النفاق، ۛ

موصوف نے فرمایا ایسا ہے جس سے انسان ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہو سکتا؛ جیسا کہ ایمان دون ایمان، اسی طرح کفر کی اقسام ہیں۔ اس سلسلہ میں مزید بحث آئے گی۔

## فصل ۱۱

اس فصل میں ایک اصول بتانا مقصود ہے کہ انسان میں کفر اور ایمان **دوسرا اصول** شرک اور توحید، تقویٰ اور فجور، نفاق اور ایمان جمع ہو جاتے ہیں، اہل سنت کا یہ عظیم اصول ہے۔ اس سلسلہ میں اہل سنت کی وہی بدعتِ نواح معتزلہ اور قدریہ نے سر توڑ مخالفت کی ہے۔

**مسئلہ** اہل کبار کا الگ سے خروج اور ان کا ہمیشہ آگ میں رہنا اسی اصول کی بنا پر ہے۔ اس مسئلہ پر قرآن، سنت، فطرت اور اجماع صحابہ کے دلائل موجود ہیں۔

۱۔ ارشادِ ربانی، وَمَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ۔

**تشریح** اللہ تعالیٰ نے شرک کے ساتھ انکا ایمان ثابت کیا ہے۔

۲۔ قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْ كُفْرُكُمْ عَنْكُمْ لَكُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ (پ سورۃ الحجرات)

بدوی کہنے لگے ہم ایمان لائے! اعلان کیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے، لیکن تم کہو! ہم مسلمان ہوئے، ابھی تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کو لو، تمہارے اعمال سے کچھ کمی نہ ہوگی، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

**تشریح** اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اعراب کے عدم ایمان لانے کے باوجود اپنی اور رسول اللہؐ کی اطاعت کا ثبوت دینے کے ساتھ ساتھ انکا



اسلام ثابت کیا ہے۔

یہاں مطلق رسم ایمان ہاں ہے

۳۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَزُواْ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُونَ ۝  
بِاَمْوَالِهِمْ حُرٌّ اَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُونَ ۝  
مومن وہ جو ایمان لائے اللہ اور رسول پر پیچھا نہ کرے نہ شک کیا اور اپنے  
اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہی لوگ صادق ہیں۔

**تشریح** | ایسے لوگوں کا صحیح قول یہی ہے کہ منافق نہیں کہنا چاہیئے بلکہ یہ لوگ مسلمان  
ہیں کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں ہاں  
مومن نہیں ہیں اگر ان کے پاس ایمان کا کچھ حصہ ہوگا تو انہیں آگ سے نکال دیا جائے گا۔  
امام احمد فرماتے ہیں جو شخص زنا، چوری، شراب نوشی، اور ڈاکہ ڈالے، ان چار  
امور کا ارتکاب کرے۔ یا ان کی مثل یا ان سے بڑا کام کیا تو وہ مسلمان ہے لیکن میں اسے  
مومن نہیں کہوں گا۔ ہاں اگر وہ ان سے کم درجہ صغائر کا مرتکب ہو تو وہ مومن (یعنی  
مومن نہیں) ایسا ہے کہ ان سے اپنا ایمان توڑ ڈالا،

اس پر دلیل یہ حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا جس کے اندر ان امور میں سے ایک  
خصیلت نفاق کی ہوگی تو وہ منافق ہوگا۔ اس سے واضح ہو کہ انسان کے اندر نفاق اور  
اسلام جمع ہو سکتے ہیں، اسی طرح جب انسان دکھلاوے کے بڑے کام کرتا ہے تو اس کے  
عمل میں شرک اور اسلام اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ جب کو غیر حکم ربانی پر فیصدہ کرتا ہے یا  
اس فعل پر جسے رسول اللہ نے کفر کا نام دیا، وہ اسلام اور اس کے شرائع کو لازم  
پکڑنے والا ہے، اس میں کفر اور اسلام قائم ہے۔

**نتیجہ** | سابقہ ادراک میں سمجھنے واضح کر دیا ہے کہ گناہ (معاصی) تمام کے تمام کفر کی  
شاخیں ہیں، انسان کبھی ایک شاخ پر قائم رہتا ہے۔ اس شاخ کے باعث  
مومن کہلاتا، کبھی اسے مومن کا نام نہیں دیا جاتا، کبھی وہ کفر کی شاخ پر عمل کرتا ہے،  
جس کے باعث اسے کفر کا نام دیا جاتا ہے اور کبھی اسے کافر نہیں کہا جاتا۔

۱۰۰ سورۃ بقرہ ۱۰۰

اس بحث میں دو امور ہیں۔ ۱۔ امر اسمی و لفظی۔ ۲۔ امر معنوی و حکمی۔

۲۔ معنوی کا مطلب یہ ہے کیا یہ خصلت کفر یہ ہے یا کہ نہیں؟

(۱) لفظی کا مطلب یہ ہے، کیا اس خصلت کے قائم کرنے کے باعث کافر ہوا یا

کہ نہیں۔

فیصلہ! پہلے امر کو ہم شرعی (۱) کہیں گے اور دوسرے کو لغوی اور شرعی کہیں گے،

## فصل ۱۲

تیسرا اصول | وہ یہ ہے کہ انسان اگر ایمان کی ایک شاخ پر قائم ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسے مومن کے نام سے پکارا جائے، اگرچہ اس نے

ایمان قائم کیا ہے۔ اسی طرح جس انسان نے کفر کی شاخ کو قائم کیا ہے اسے کافر نہیں کہا جائے گا۔ اگرچہ اس نے کفر کو قائم کیا ہے۔

اس کی صورت ایسی ہی ہے کہ اگر کوئی علم کا ایک حصہ اختیار کرے تو اسے علم کے

نام سے موسوم نہ کیا جائے گا، اسی طرح فقہ اور طب کے بعض مسائل کے جاننے سے

فقیہ اور طبیب کے نام موسوم نہ کیا جائے گا۔

ہاں یہ حقیقت ہے ایمان کی شاخ کے پیش مومن اور نفاق کی شاخ کے پیش

منافق ہوگا۔ کفر کی شاخ کے پیش کافر ہوگا۔

نتیجہ کبھی انسان پر مطلق فعل کا اطلاق ہوتا ہے۔

۱۔ مَنْ تَزَكَّاهُ فَقَدْ كَفَرَ، جس نے یہ عمل ترک کیا تحقیق وہ کافر ہوا۔

۲۔ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ۔ جس نے غیر اللہ کی حلف اٹھائی وہ کافر ہوا۔

۳۔ وَمَنْ أُنِيَ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ۔ جس نے کاهن کی بات

کی تصدیق کر لی اس نے کفر کیا۔ حدیث، (رواہ صحیح حاکم)

نتیجہ | جس انسان سے کوئی کفر کی خصلت صادر ہوئی تو اسے مطلق طور پر کافر نہ کہا جائیگا

لہ مشکوۃ المصابیح ج ۲۔ ص ۱۵۸۔ ۲۔ مشکوۃ ج ۱

اسی طرح حرام کے مرتکب کو کسی عمل کے باعث فاسق نہ کہا جائے گا۔ فاسق نام اس وقت دیا جائے گا جب اس پر فسق کا شدید غلبہ ہو۔ ورنہ نہیں۔

۲۔ اسی طرح شرابی، زانی، چور، ڈاکو کو مومن نہیں کہا جائے گا، اگرچہ اس کے ساتھ ایمان ہے، جس طرح کہ کفر کی خصلت کے مرتکب کو کافر نہیں کہہ سکتے، جبکہ معاصی و نافرمانیاں تمام کے تمام کفر کی شاخیں ہیں، اور اطاعت تمام کے تمام ایمان کی شاخیں ہیں۔

مقصود: مرتکب کبائر سے ایمان سلب کر لیا جاتا ہے اسی طرح تارک نماز سے سلب ایمان اولیٰ ہے،

اسی طرح جو شخص مسلمانوں کو ایذا دیتا ہے اس سے نام اسلام سلب کرنا اولیٰ ہے، تارک نماز کو نہ مومن اور نہ ہی مسلمان کہا جاسکتا ہے اگرچہ اس میں اسلام اور ایمان کی شاخ موجود ہے۔

ہاں ایک بات ضروری ہے، جو انسان کے پاس ایمان کی شاخ باقی ہے، کیا وہ اسے فائدہ دے گی جس کے باعث وہ آگ میں ہمیشہ ہمیشہ نہ رہے، ہاں جتنا اس کے پاس ایمان ہے اس اعتبار سے اسے نفع مل جائے گا، اور اگر جو فعل اس نے چھوڑا ہے وہ شرط ایمان تھی تو ایمان کی شاخ اسے قطعاً فائدہ نہ دے گی اس کی صورت یوں ہے، ایک انسان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اللہ پر ایمان لاتا ہے لیکن ساتھ ہی رسالت محمد رسول اللہ کا انکار کر دیتا ہے تو اس کا مطلق اللہ اور توحید باری پر ایمان لانا فائدہ مند نہ ہوگا۔

اس انسان کی نماز فائدہ نہ دے گی جس نے قصداً بغیر وضو کے نماز ادا کی، کیونکہ ایمان کی شاخیں ایک دوسرے کے ساتھ مشروط ہوتی ہیں جب وہ ختم ہو جائیں گی تو ایمان نہ رہے گا۔

مسئلہ کیا نماز ایمان کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے؟  
در اصل اس مسئلہ میں ایک راز ہے، جتنے ہم نے قرآن و حدیث اور

اقوال صحابہ بیان کئے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ بغیر نماز کے انسان کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ نماز تمام وفات کی چابی ہے۔ اور انسان کی پونجی ہے، اور حقیقت ہے بغیر پونجی کے نفع حاصل کرنا مشکل ہے، جب انسان کی اصل پونجی میں خسارہ ہو جائے تو اس کے تمام اعمال میں خسارہ ہوگا۔ اگرچہ جو بھی صورت اختیار کرے گا، جیسا کہ فاروق مکی کے قول فَاَنْ ضَيَّعَ فُھُوْ لِمَا سِوَاہَا اَضْيَعُ۔ جس نے نماز کو ضائع کر دیا اس نے تمام اعمال کو ضائع کر دیا۔

اسی طرح ارشاد نبویؐ انسان کے تمام اعمال میں سب سے پہلے نماز کا جائزہ لیا جائے گا۔ اگر انسان نماز میں پاس ہوگا تو دیگر اعمال میں بھی پاس اور اگر نماز میں میں فیل ہو گیا تو دیگر اعمال کا قطعاً جائزہ نہ لیا جائے گا۔ الفاظ حدیث ملاحظہ کریں: اِنَّ اَوَّلَ مَا يُنْظَرُ فِیْ اَعْمَالِہٖ الصَّلَاۃُ ۚ فَاِنْ جَازَتْ لَہٗ فَتُنْظَرُ فِیْ سَائِرِ اَعْمَالِہٖ وَاِنْ لَمْ تَجْزِلْ لَہٗ لَمْ تُنْظَرْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ اَعْمَالِہٖ بَعْدَ۔

**تعجب** تعجب والی بات اور حیران کن یہ ہے کہ ایک شخص ترک نماز پر اصرار کرتا ہے، اور اسے یہ کہا جائے کہ ہم عوام الناس کے سامنے تیری آنکھوں پر پٹی باندھتے ہیں۔ اور تلواریں سے وار کرتے ہیں نماز پڑھو ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ تو وہ جواب میں کہتا ہے اُقْتُلُوْنِیْ وَلَا اَصْلِحْیْ اَبَدًا مجھے قتل ہونا منظور ہے لیکن میں کسی صورت میں بھی نماز نہیں ادا کروں گا۔ تو ایسے شخص کو کافر قرار دینا بلکہ اسے مومن، اور مسلمان کہنا اس کی وفات پر غسل اور نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا، بعض لوگ تارک نماز کو مومن کامل ایمان کے نام سے یاد کرتے ہیں، اس کے ایمان کو جبریلؑ اور میکائیلؑ کے ایمان جیسا قرار دیتے ہیں۔

ایسے اشخاص کو حیار اور مشرک کرنی چاہیے، جو قرآن اور حدیث اور اجماع صحابہ کے فیصلہ کے تحت کافر ہے، اسے وہ مومن کامل ایمان کیوں کہتے ہیں؟

## فصل ۱۳

علماء کرام کے اقوال دربارہ تارک نماز | تابعین اور تبع تابعین کا فیصلہ ہے کہ تارک نماز کافر ہے اور اس پر

اجماع صحابہ بھی ہے۔ ۱

۱- ابن مبارکؒ فرماتے ہیں جس انسان نے قصداً نماز کو بے وقت ادا کیا بلا عذر تو وہ کافر ہے،

۲- جناب ایوبؒ فرماتے ہیں تارک نماز کافر ہے اس میں کسی اختلاف نہیں،  
۳- علی بن حسنؒ ابن مبارکؒ سے بیان کرتے ہیں، موصوف نے فرمایا۔

من قال لا اصلی المكتوبة اليوم فهو اكفر من حمار،

جس شخص نے یوں کہا کہ میں آج کے دن فرض نماز نہیں پڑھتا تو وہ گدھے سے بدتر ہے،

۴- یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارکؒ سے ذکر کیا گیا، لوگوں کا خیال ہے کہ جو شخص نہ روزہ اور نہ ہی نماز پڑھتا ہے باوجود اقرار کرنے کے وہ کامل مومن ہے،

موصوف نے جواباً فرمایا ہم اسے مومن نہیں کہتے، بلکہ ہم تو صاف صاف کہتے ہیں، جس نے ترك الصلاة متعمداً من غیر علة حتیٰ ادخل وقتاً فی وقت فهو کافر،

جس نے قصداً نماز کو بغیر کسی عذر کے بے وقت ادا کیا وہ کافر ہے،

۵- ابن ابی شیبہؒ ارشاد نبویؐ سے روایت کرتے ہیں،

من ترك الصلاة فقد كفر،

جس نے نماز کو ترک کر دیا تحقیق وہ کافر ہے،

۱۔ جن لوگوں نے صحابہؓ کی ملاقات کی تاہم، رسی بہ کے ملنے والوں سے ملے سے تبع تابعین کہتے ہیں۔  
۲۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۷ کتاب الصلوٰۃ، زبیریہ رحمہ اللہ۔

بے نماز سے کہا جائے گا کہ اپنے کفر سے رک جا اگر رک جائے تو بہتر  
ورنہ اسے حاکم ۳ دن کی مہلت دے گا، اگر اس نے انکار کیا تو اسے قتل  
کر دیا جائے گا،

۶۔ احمد بن مبارک سے تارک نماز کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب میں  
فرمایا کافرؑ وہ کافر ہے

۷۔ سائل نے کہا کیا اس صورت میں اس سے اس کی عورت الگ ہو جائے  
گی تو جناب صدقہ نے جواب دیا کفر کا طلاق سے کیا تعلق ہے اگر کوئی شخص  
کافر ہو جائے تو اس کی عورت اس سے مطلقہ نہ ہوگی؟

۸۔ عبد اللہ بن نصرؒ بیان کرتے ہیں میں نے اسحاق سے سنا وہ بیان فرما  
رہے تھے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث ثابت ہے  
ان تارک الصلوٰۃ کافرؑ، بے نماز کافر ہے،

اہل علم کی رائے | عہد نبویؐ سے لیکر ہمارے دور کے تمام اہل علم و رائے  
یہی رہی ہے کہ جو نماز کو قصداً ۳۰ عذر نماز کا وقت ضائع  
کر دیتا ہے وہ کافر ہے،

## فصل ۱۲

چوتھا مسئلہ | کیا ترک نماز کے ساتھ دیگر اعمال برباد ہو جاتے ہیں  
یا کہ نہ؟

اس مسئلہ کے جواب میں سابقہ اوراق پر بحث ہو چکی ہے، اس مقام پر  
ہم ایک نفیس بحث خاص طور پر بیان کرنا چاہتے ہیں۔

۱۔ پہلی بات صاف صاف یہ ہے کہ جو شخص کلی طور پر نماز کا تارک ہے اسکا  
کوئی دیگر عمل مقبول نہیں، جس طرح مشرک کا کوئی دیگر عمل قبول نہیں ہوتا



نماز اسلام کا ستون ہے، اسلام کے دیگر شرائع رسی، یمنغ وغیرہ کی حیثیت رکھتے ہیں، ظاہر ہے جب انجمہ میں ستون نہ ہوگا تو اسے اجزا (رسی، یمنغ) وغیرہ کا نام نہ دیں گے، حقیقت یہی ہے کہ تمام اعمال کی مقبولیت کا مدار نماز پر ہے، ورنہ اس کے تمام اعمال کی دودھوں گے، اس پر دلیل گذر چکی ہے مسئلہ، جو شخص نماز کبھی ترک کر دیتا ہے | جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

بَكَرَ وَأَبْصَلَ الْعَصْرَ فَإِنَّ مِنْ تَرْكِ صَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ  
عصر کی نماز کو وقت پراد کیا کرو، کیونکہ جس نے عصر کی نماز کو ترک کر دیا، بلاشبہ اس کا عمل برباد، (بخاری)

بعض لوگوں نے اس حدیث کی تشریح میں لا حاصل بحث کی ہے، جناب جملہ نے یوں اس حدیث کی تشریح کی ہے، اس کا معنی یہ ہے جس نے نماز کو ضائع کر دیا اصل وقت کو سستی سے ٹال دیا، جب کہ وہ اصل وقت پراد کرنے کی قدر رکھتا تھا، اس نماز میں خاص کر اس کا اجر ضائع ہو گیا، یعنی اسے وہ اجر نہ ملے گا جو وقت پر نماز پڑھنے والے کو ملتا تھا اور اس کے اس عمل کو فرشتے نہ لے جا دیں گے، اس پوری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ تارک نماز کا اسی نماز کا اجر فوت ہو گیا،

لیکن حدیث کے الفاظ کا معنی یہ نہیں ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عمل بھی برباد ہو جائے، اجر اور فعل ثابت ہو، لغت اور شریعت میں جبوط کا اطلاق کسی عمل کے ثواب کے فوت ہونے پر نہیں ہوتا، بلکہ کہا جاتا ہے فانه اجز ذلك العمل ! کہ اس عمل کا اجر فوت ہو چکا،

ایک جماعت کا خیال ہے! اس دن کا عمل برباد ہو گا نہ کہ اس کے

تمام اعمال، گویا ان کے نزدیک ماضی کے تمام اعمال کا برباد ہونا ایک نماز کی وجہ سے محال ہے، نماز کا ترک ان کے ہاں اعمال کے برباد کا موجب نہیں اس مشکل سے بھی اس دن کا عمل تو برباد ہو گا جو کہ حدیث سے ظاہر ہے اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کی مراد سے بخوبی واقف ہے،

ترک نماز کی دو اقسام | (۱) پہلی قسم ترک کُلّی، یعنی کبھی بھی نماز ادا کرے تو اس سے تمام اعمال برباد ہو جائیں گے،

۲۔ ترک معین: یعنی ایک دن کا عمل مقرر ہے اس دن کے ترک سے اس دن کا عمل برباد ہو گا،  
عام برباد ہونا عام کے ترک کے مقابلہ اور معین کا ترک معین کے مقابلہ میں ہو گا،

ایک سوال | بغیر مرتد ہونے کے اعمال کیسے برباد ہوں گے؟  
اس کا جواب یہ ہے کہ بغیر مرتد ہونے کے بھی اعمال برباد ہو جاتے ہیں اس کی دلیل قرآن و سنت اور صحابہ سے منقول ہے  
سیئات گناہ، حسات، نیکیوں کو برباد کر دیتے ہیں، جس طرح حسات، (نیکیاں) سیئات (برائیوں) کو کافور کر دیتی ہیں،

رَبَّانِی ارْشَادْ | یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَبْطُلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذْنٰی ۝

اے ایمان والو تم اپنے صدقات احسان جتلانے اور ایذا دینے سے باطل نہ کرو،

(۲) یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَتَّبِعُوْا  
لَهُ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝  
ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے مت بلند کرو، اور مت اپنی آواز بلند کرو اپنی بات پر، جیسا کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ بلند

۱۔ بقرہ پل آیت ۷ - ۸۱۔ الحجرات پل آیت

کرتے ہو، ہو سکتا ہے ایسا کرنے سے تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں شعور تک نہ ہو۔

قالت عائشة رضي الله عنها عن زيد بن ارقم اخبرني زيد الله قد راى بطل جبهاد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الا ان يتوب لما باع بالعينة،  
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے زید بن ارقم کی والدہ سے فرمایا کہ زید کو اطلاع دے دو اس کے جہاد کا عمل جو رسولؐ معیت میں کیا باطل ہو گیا، اس بنا پر کہ اس نے تجارت عینہ کی۔

امام احمد رضی اللہ عنہ نے اس نص کے تحت فرمایا ہے، اس زمانہ میں انسان کے لئے لائق ہے کہ قرض لے اور شادی کرے، غیر حلال کو نہ دیکھے جس سے اس کے اعمال برباد ہو جائیں،

قرآنی آیات متوازنہ دلالت کرتی ہیں کہ بُرائی انسان کی نیکی کو برباد کر دیتی ہے اس لئے کہ بُرائی نیکی سے بہت بڑی ہے، اور نیکی بُرائی سے برباد ہو جاتی ہے، اس بنا پر کہ بُرائی بہت بڑی ہے،

اگر کوئی یہ سوال کرے نماز عصر کے ضائع کرنے سے اعمال برباد ہو جاتے ہیں تو دیگر نمازوں کے لئے یہ حکم کیوں نہیں ہے؟

مفہوم لقب سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کے علاوہ بھی جو نماز ضائع کی جائے گی اس کے اعمال برباد ہوں گے، اور یہ مفہوم انتہائی کمزور ہے، عصر کی خصوصیت اس بنا پر ہے کہ نماز عصر کو دیگر نمازوں میں سے شرف حاصل ہے، جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کو صلوة وسطیٰ قرار دیا ہے،

ایک دوسری حدیث میں یوں فرمایا:

الَّذِي تَقْوَتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ كَمَا تَقْوَتُنِ اهْلًا وَهَالًا ۝

۱۔ عیند اسے کہتے ہیں کسی مکان سے جو چیز ادھار لینا مدت میں لے کر اور اسے وہی چیز نقد میں فروخت کر دینا کم قیمت میں۔  
۲۔ ماحازر ہے۔ بلوغ المرام ص ۱۶  
۳۔ مشکوٰۃ احادیث باب تعیل الصلوة اذ ایں عزم (متفق علیہ)

جس نے نماز عصر فوت کر لی وہ ایسا ہی ہے جیسے اس کا اصل اور مال تباہ کیا گیا، مرتد یعنی، گویا اس شخص سے اہل اور مال سلب کر لیا گیا کہ وہ اہل اور مال سے محروم ہے اور نماز کے ترک کے باعث عمل کے برباد ہونے کی تمثیل ہے، گویا اعمال صالحہ کو نفع اور فائدہ کے اعتبار سے تشبیہ دی ہے، اہل اور مال کے لحاظ سے !

جس نے نماز عصر کو ترک کر دیا وہ اسی شخص کی طرح ہے جس کا اہل اور مال ہے اور وہ اپنے گھر سے کسی مقصد کیلئے نکلا تو گھر میں اہل اور مال تھا، جب گھر واپس آیا، اہل اور مال کی ضرورت پیش آئی تو وہ بغیر اہل اور مال کے تنہا رہا، اہل اور مال کو نہ پا کر پریشان ہوگا، اگر اس کے اعمال صالحہ پائے جائیں گے تو تمثیل صادق نہ آئے گی،

## فصل ۱۵

### حبوط (برباد ہونا) کی دو اقسام ہیں، عام، خاص

(۱) عام یہ ہے کہ حسنات، نیکیاں ساری کی ساری ارتداد سے برباد ہوتی ہیں اور سیدئات، برائیاں ساری کی ساری توبہ سے ختم ہو جاتی ہیں، خاص: نیکیاں اور برائیاں ایک دوسرے کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں، یہ حبوط ایک جز کے ساتھ مقتدر ہے، اس مسئلہ پر سابقہ اوراق میں بحث دلائل سے گذر چکی ہے،

کفر اور ایمان ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک دوسرے کو باطل کر دیتا ہے تو گویا وہ ایک ہی شاخ بن گیا جسکی تاثیر سے دوسری کی شاخ کا حصہ ختم ہو گیا، اگر شاخ عظیم ہوگی تو اس کے مقابلہ میں بے شمار شاخیں ہوں گی،

اس سلسلہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات پر غور کرنا چاہئے جو موصوفہ کے عینہ بیع کے حلال جاننے والے کے متعلق بیان فرمائی ہے، وہ یہ کہ ایسی تجارت کرنے والے کا جہاد باطل ہے،  
 اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے ساتھ محاربت کا اعلان کیا ہے اور رسولؐ کی حرب نے کفار کی محاربت کو باطل قرار دیا،  
 مکروہ لڑائیوں نے محبوب لڑائیوں کو باطل قرار دیا، جس طرح دشمنوں کی محاربت دوستوں کی محاربت کے ساتھ باطل ہو جاتی ہے،

## فصل ۱۲

**پانچواں مسئلہ** | کیا رات کی نمازوں کے ساتھ اوروں کی نمازات کے ساتھ قبول ہوتی ہے یا کہ نہ؟

اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں،  
 (۱) ایک یہ ہے کہ نصؐ اور اجماع سے قبول کی جائے، وہ اس طرح کہ جس کی دن کی نماز نیند یا نسیان کے عارضہ سے فوت ہو جائے تو وہ رات کو نماز ادا کر لے، اور اس کے برعکس یعنی رات کی دن کو ادا کر لے، اس پر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے:

عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يَصِلَهَا إِذَا ذَكَرَهَا،

جناب نبی کریمؐ نے فرمایا جو شخص نماز سے بھول جائے یا سو جائے، در اللفظ لمسلم، اس کا کفارہ یہ ہے کہ یاد آنے پر نماز کو ادا کر لے،

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رقد أحدكم عن الصلاة أو غفل عنها فليصلها إذا ذكرها فان الله يقول أقم الصلاة لذكري

لہ قرآنی دلیل، لہ مشکوٰۃ ج ۱ صلا کتاب الصلوٰۃ از ابو قتادہ رحمہ

دوسری حدیث میں ہے جب کسی کو نیند آجائے یا نماز سے غافل ہو جائے جب اسے یاد آئے تو نماز ادا کر لے، ارشاد ربانی ہے نماز کو میرے ذکر پر قائم رکھو، (صحیح مسلم)

۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب آپ غزوہ خیبر سے واپس پلٹے رات کو سفر کرتے رہے جب نیند غالب ہونے لگی تو آپ نے پڑاؤ ڈالا اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اکلنا لیل رات کو ہماری نگرانی کرنا بلال نے حسب توفیق نماز ادا کی، جناب رسولؐ اور اصحاب رسولؐ سو گئے، جب فجر کا وقت قریب ہونے لگا تو جناب بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی طرف منہ کر کے پلان کے ساتھ ٹیک لگائی بلالؓ کی آنکھوں میں نیند کا غلبہ طاری ہو گیا، سورج کی ٹمکیہ جب نکلی تو رسول کریمؐ، اور بلالؓ، اور دیگر اصحابؓ بیدار ہوئے، سب سے پہلے آپؐ ہی بیدار ہوئے، جناب رسول کریمؐ گھبرائے، اور فرمانے لگے بلال کیا ہوا، بلال نے جواب دیا اخذ بنفسی الذ اخذ بنفسک بائی انت وامی یا رسول اللہ یا رسول اللہ جس نے آپ کے نفس کو پکڑا ہے اس نے میری جان کو پکڑا ہے، میرے والدین آپ پر فدا ہوں، قتادہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریمؐ نے فرمایا اپنی سواریوں پر پلان ڈالو ابعدہ آپؐ نے وضو کیا اور بلال کو اقامت کہنے کا حکم دیا، فجر کی نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا: مَنْ بَيَّ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّ بِهَا إِذَا ذُكِّرَ هَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِنُكْنِي،

جو شخص نماز کو بھول جائے جب اسے یاد آئے تو نماز ادا کرے، ارشاد ربانی:- نماز کو میری یاد کے لئے قائم کرو،

یہ روایت صحیحین میں عمران بن حصین سے اور صحیح مسلم میں قتادہ سے مروی ہے کہ اصحابؓ نے نیند کا ذکر کیا کہ نماز سے نیند آجائے، تو آپؐ نے فرمایا ایسی فی النور تفریط! نیند میں مواخذہ نہیں ہے،

سہ بخاری میں حدیث ہے، اس میں الفاظ ہیں، اذن، اذان دی گئی، (کتاب الصلوٰۃ ج ۱ بخاری عری)



انما التفريط على من لم يصل الصلوة حتى يحیی وقت الاخری !  
 مواخذہ اسپر ہے جو نماز کا وقت ضائع کر دیتا ہے حتیٰ کہ دوسری نماز کا  
 وقت ہو جائے ،

عن عبد اللہ بن مسعود قال اقبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الحدیبة  
 لیلاً فنزلنا منزلاً دھاساً من الارض فقال من یکلنا؟ فقال بلال انا  
 قال اذا تمام قال لا قنما حتی طلعت الشمس فاستيقظ فلان وفلان  
 فیہم عمر فقال اھبطوا فاستيقظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال افعلوا  
 کما کنتم تفعلون فلم یافعلوا قال هکذا افعلوا عن نافر منکم ادرسی  
 فھذا - (منعز علیہ بین الامۃ)

جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رات  
 کو تشریف لائے اور یک شمیسی جگہ میں قیام پذیر ہوئے ، آپ نے فرمایا :  
 ہماری کون نگرانی کرے گا ، بلال نے جواب دیا میں اس کام کے لئے تیار ہوں  
 آپ نے فرمایا تجھے نیند آجائے گی ! موصوف جواب دیا نیند نہیں آئے گی ،  
 بلال اتنے سوئے کہ سورج طلوع ہو گیا ، جس سے فلان فلان بیدار ہوئے ،  
 ان میں عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے ، آپ نے فرمایا اس وادی سے نکلو ! جب آپ بیدار  
 ہوئے تو کہنے لگے جس طرح تم پہلے کرتے اسی طرح کرو ، جو شخص تم میں سے  
 سو جائے یا بھول جائے تو یاد آنے پر نماز ادا کر لے ”مسند احمد“

دو مسائل میں اختلاف | اس مسئلہ میں دو اختلاف ہیں ،  
 ۱۔ لفظی ، اور ۲۔ حکمی ،

۱۔ لفظی ! کیا اس نماز کو ادا یا قضاء کہا جائے گا ، ۲۔

اس میں صرف لفظی نزاع ہے یہ فرض نماز کی قضا اور ادائیگی سونے  
 والے اور بھولنے والے حق میں وقت کے اعتبار سے ہوگی ، کیونکہ اس کا یہ  
 وقت یاد اور بیداری کی شکل میں ہے ، انسان کو اسی وقت میں نماز ادا کرنی

چاہیے، جس میں اسے تیرک لازم آیا۔  
 فقہار نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے، جب انسان کو یاد آئے نماز ادا  
 کرے کیونکہ (یہ اس کا وقت ہے) لیکن زیادتی کتب حدیث میں موجود  
 نہیں، اس کی کوئی سند نہیں ہے،

عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من نسی صلاۃ فوقتہا  
 اذا ذکرہا (دارقطنی، بہیقی)

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وقت پر نماز پڑھنی  
 بھول جائے، اس کا وقت وہی ہے جس پر اسے یاد آیا،

## فصل ۱۱

مسئلہ حکمی | کیا فوراً بیداری اور یاد رکے وقت نماز ادا کرے یا اس کو تاخیر  
 سے ادا کرے؟

اس مسئلہ میں دو اقوال ہیں، صحیح یہ ہے کہ فوراً ادا کرنا واجب ہے  
 یہ قول جمہور فقہار کا ہے، ان میں ابراہیم نخعی، محمد بن شہاب زہری، ربیعہ  
 بن ابی عبد الرحمن، یحییٰ بن سعید انصاری، ابو حنیفہ، مالک، امام احمد ان کے  
 اصحاب اور اکثر علماء کا ہے۔

امام شافعی کے ظاہر مذہب کے اعتبار سے، تاخیر کی اجازت ہے۔  
 موصوف نے اس پر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور دلیل پیش  
 کیا ہے کہ جس جگہ میں سب صحابہ اور آپ سو گئے تھے آپ نے انہیں حکم دیا  
 اس جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاؤ، چنانچہ آپ نے دوسری جگہ پر اپنے  
 اصحاب کو نماز پڑھانی،

تقرارہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں، جب اسی بے بیدار ہوئے تو آپ نے

فرمایا سواری پر سوار ہو جاؤ ہم سوار ہو چلے حتیٰ کہ سورج بلند آگیا، آپ سواری سے اترے وضو کر کے لئے پانی منگوا یا وضو کیا، بلالؓ نے نماز کے لئے اذان کہی، آپ نے دو رکعت سنت ادا کی بعدہ فجر کی نماز پڑھائی (مسلم)

**استدلال** آپ اس جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوئے اگر فوراً قضاء نماز ہوتی تو دوسری جگہ منتقل نہ ہوتے، اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ آپ نے جس جگہ سے لوہج کیا تھا اس میں شیطان تھا اس لئے آپ نے اس جگہ نماز نہ پڑھی؛ کیونکہ کسی جگہ میں شیطان کا حاضر ہونا تاخیر جواب کے لئے غذر نہیں بن سکتا،

امام شافعیؒ فرماتے ہیں اگر فوت شدہ نماز کا وقت کاٹنگ ہو نا شیطان کی وجہ سے ہو تو تاخیر سے ادا کیا جائے، آپ نے نماز ادا کی اس حالت میں کہ شیطان کا گلہ دوبارہ ہے تھے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں نماز میں شیطان کا گلہ دبا نا زیادہ یلغ اس راوی میں جس میں شیطان ہوگا، اس دلیل کا وہ یہ جواب دیتے ہیں، یہ عبادہ موقوفہ ہے جب اس کا وقت فوت ہو جائے تو قضاء فوراً نہ ہوگی، جس طرح رمضان کا روزہ، بلکہ اولیٰ یہی ہے، کیونکہ نماز کی ادائیگی میں وسعت ہے۔ روزہ میں اتنی گنجائش نہیں، قضا میں گنجائش اولیٰ ہے،

ابو سحاق مروزیؒ فرماتے ہیں اگر کسی غذر کی بنا پر نماز کو لیت کیا تو وہ دیر سے قضا کرے، (حدیث)

اور اگر بغیر عذر کے نماز کو موخر کرے تو وہ اسے فوراً قضا کرے، تاکہ تقریط اور عیبیت کے پیش رخصت نہ ثابت ہو سکے، حالانکہ ایسا نہیں جمہور علما کی دلیل جمہور علما دلیل پیش کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیس فی النوم تقریط نیند میں تقریط نہیں ہے، جب کوئی شخص نماز بھول جائے یا نماز

کے وقت سو جائے تو یاد آنے پر نماز ادا کر لے، نماز کا ادا کر لینا ہی لغا رہے ہے، ایک دوسری حدیث میں ہے جس کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، جو نماز کو بھول جانے یا یاد آنے پر پڑھ لے،

ربانی حکم اَقِمِ الصَّلَاةَ لِنُكْرِي، میرے فکر کے لئے نماز قائم رکھو،  
دارقطنی میں یہ الفاظ ہیں مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَوَقَّعَهَا إِذَا ذَكَرَهَا،

جو شخص نماز بھول جائے اس کا وقت وہ ہے جس میں اسے یاد کرے۔  
نتیجہ اس حدیث سے واضح ہے، نماز کو فوراً ادا کرنا واجب ہے۔

**استدلال تاخیر** | تاخیر نماز کا استدلال نیا اس شکل میں ہے کہ اتنا وقفہ دیا جائے جس میں تکمیل نماز کا موقع مل جائے  
رفقار کا انتظار یا جماعت کرنا تاکہ نماز کا اجر کثیر مل جائے گا، یعنی کسی مصلحت کے تحت معمولی تاخیر کی اجازت ہے، تاخیر کا مطلب یہ نہیں کہ کئی سال لگا دے،

امام احمدؒ مسافر کے متعلق فرماتے ہیں جب وہ اپنی منزل میں نماز کے وقت سو جائے حتیٰ کہ اس کی نماز فوت ہو جائے تو مسافر کے لئے مستحب یہی ہے کہ اس جگہ سے منتقل ہو کر کسی دوسری جگہ نماز کو قضا کر لے، حالانکہ موصوف کلمہ میں ہے فوراً نماز کو ادا کر لے۔

جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے امور مطلق ہیں تو انہیں مقید کرنے کی ضرورت کیا ہے، مطلق حکم کے تحت مقیدہ پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے،

**قضا رمضان پر قیاس کرنا** | یعنی قضا نماز کے لئے تاخیر کرنے پر قضا رمضان پر قیاس کرنا، اس کا جواب دو

طریق سے ہے،

۱۔ سنت نے دو مقامات میں تفریق کی ہے، قضا رمضان کی تاخیر

جائز ہے، اور بھولنے والے کو یاد آنے پر نماز ادا کرنا واجب ہے، ہم سنت کی جمع شدہ چیز میں تفریق نہیں کر سکتے،

۲۔ قیاس حجت ہے اس شکل میں کہ تاخیر رمضان، اس وقت جائز ہے، کہ جب دوسرا امکان نہ آوے۔ اور حالانکہ یہ لوگ فوت شدہ نماز کی تاخیر کو جائز قرار دیتے ہیں، اگرچہ اس پر بے شمار نمازوں کے اوقات گزر چکیں، اب قیاس کہاں ہوگا؟

### ان کا یہ قول

اگر قضاء نماز فوراً واجب ہوئی تو شیطان کی وجہ سے تاخیر جائز نہ ہوتی، اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے، وہ یہ کہ فوراً نماز کی ادائیگی کے قائل کسی مصیحت کے پیش معمولی تاخیر کو جائز قرار دیتے ہیں۔

اور ان کا یہ استدلال کہ آپ نے شیطان کا حالت نماز میں گلا گھونٹنا تھا تو یہ عجیب نقص ہے۔

معمولی تاخیر سے شیطانی جگہ سے عدولی کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے نماز کو ترک کر دیا جائے، ہاں جس کی نمازیں شیطان محلّ ہو جائے تو اگر اس وجہ سے نماز ترک کرے گا تو نماز باطل، کیونکہ اس نے دخول نماز کے بعد یہ کام کیا ہے، اور اگر دوبار نماز ادا کرتے ہوئے اس کو قطع کر دیا، تو کھلی طور پر تارک نماز ہو جائے گا، اب ان مسائل کا آپس میں کیا تعلق ہوگا؟ اللہ تعالیٰ صواب کو جانتا ہے!

## فصل ۱۵

مسئلہ | دوسری صورت یہ ہے کہ جب انسان نے قصداً نماز کو ترک کر دیا، حتیٰ کہ اس کا وقت چلا گیا! یہ مسئلہ اتنا عظیم ہے اس میں لوگوں

نے تنازعہ کیا، کیا اس صورت میں قضا نماز مفید اور قبول ہوگی، یا اسے نفع نہ دے گی، اور اس کے تدارک کے لئے کوئی حل ہے؟

امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں: اس پر قضا واجب ہے، قضا کی وجہ سے فوت ہونے کا گناہ زائل نہ ہوگا، بلکہ وہ نماز کا مستحق ہوگا، ہاں اگر اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے،

بعض اصحاب سلف و خلف کے قول کے مطابق جس نے نماز کو قصداً بلا غدر نماز کو تاخیر سے ادا کیا تو اس کے تدارک کی کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی وہ قضا پر کبھی قدرت رکھتا ہے، اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی ہاں یہ غیر اختلافی مسئلہ ہے، کیا تو بے اسے نفع دے گی،

اب سوال یہ باقی رہا کیا اس کی تمام فوت شدہ نمازوں کی توبہ ہوگی بغیر قضا کے توبہ صحیح نہ ہوگی، یا توبہ قضا پر موقوف نہیں ہے جس کے پیش وہ مستقبل میں ادا کرے اور کثرت نوافل پڑھے، اس کے باوجود سابقہ تلائی کا استدراک مشکل سے ہوگا،

اس صورت میں اختلاف ہے، ہم اس سلسلہ میں فریقین کے دلائل ذکر کرتے ہیں،

۱) جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نائم رموں سے قضا کے واجب کرنے والوں کے دلائل والا ناسی (بھولنے والا) کو قضا کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ وہ دونوں ایسے معذوریں جن میں

(۱) افراط ( کوتاہی ) نہیں، تو عاصی افراط کرنے والے پر بطریق اولیٰ قضا نماز واجب ہے، اگر نماز وقت پر ہی صحیح ہوتی تو بعد وقت قضا دینا بھی نائم اور ناسی کے حق میں مفید نہ ہوتا،

(۲) دوسری دلیل: جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اصحاب غزوہ



خندق کے موقع پر عصر کی نماز مغرب کی نماز کے بعد ادا کی، واضح بات ہے نہ لوگ سوئے ہوئے تھے اور نہ ہی غافل تھے، اور اگر نسیان کا عارضہ لاحق ہوتا تو کسی ایک کو ہوتا، سب کے لئے تو ایسا عارضہ لاحق نہیں تھا،

(۳) تیسری دلیل، تاخیر کے ساتھ نماز پڑھنے والا معذور سے کیسے بہتر ہو سکتا ہے کہ معذور پر سختی کی جائے اور مفطر پر تخفیف کی جائے یہ کیسے؟

(۴) چوتھی دلیل اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ اور آپ کے اصحابؓ پر نیند طاری کر دی تاکہ امت کے لئے فوت شدہ نماز کا حکم بیان کر دیا جائے کہ نماز فوت ہونے سے معاف نہیں ہوتی بلکہ اس کے بعد ادائیگی سے تلافی ہو جاتی ہے

(۵) پانچویں دلیل جناب رسول کریمؐ نے اس شخص کو حکم دیا جس نے ماہ رمضان میں اپنی بیوی سے دن میں جماع کیا تھا کہ روزہ افطار کر دے اور اس کی جگہ ایک روزہ کی قضا کر دے،

(۶) چھٹی دلیل: قیاس اس بات کا متقاضی ہے کہ قضا رازد واجب ہے، کیونکہ حکم مکلف کے لئے ہے کہ وہ عبادت کو وقت میں ادا کرے، جب انسان وقت میں افراط کرے، اور اسے ترک کر دے ان صورتوں میں نماز یا دیگر کوئی عبادت معاف نہ ہوگی

وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اور مرتبانی دو قسم کے ہیں، عدم قضا کے دلائل (۱) نوع مطلق، غیر موقت، جس کا وقت مقرر نہیں، مطلق قسم جس میں وقت کا تعین نہیں ہے، اس میں جب چاہے عبادت کر سکتا ہے،

(۲) نوع موقت بوقت محدود، ایک قسم جو بوقت محدود کے ساتھ متعلق ہے، اس کی پھر دو اقسام ہیں،

(۱) خاص وقت: جس طرح روزہ کا وقت ہے،

(۲) عام وقت: جس طرح نماز کا وقت ہے، یہ قسم اس کا فعل عبادت

وقت کی شرط ہے جس کا اسے اس اعتبار سے علم دیا گیا ہے کہ عبادت اس وقت کے علاوہ نہ ہوگی

**دلیل** | جس عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے وقت مقرر کیا ہے تو اس بعد وقت ادا کرنا شرعاً جائز نہیں، اگر حیثی طور پر ممکن ہے بلکہ وہ حیثی طور پر ممکن نہیں ہے، بعد وقت کے اس کا ادا کرنا غیر مشروع ہے

**دلیل** | مشروع وہی ہوگا جس کی اللہ اور اس کے رسولؐ نے اجازت دی ہوگی، اللہ تعالیٰ نے نماز، روزہ، حج، کیلئے اوقات مخصوص ہیں جب ان کے اوقات ختم ہو جائیں گے تو مشروعیت ختم،

اللہ تعالیٰ نے جمعہ کو ہفتہ کے دن مقرر نہیں کیا، اور نہ عرفہ کا وقوف دس تاریخ کو کیا اور نہ حج کو غیر حج کے مہینوں کو مقرر کیا، نماز پنجگانہ قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔

**نیند، نسیان (بھول جانا) منوط علی النفل، معذوری کے خاتمہ پر نمازیں ادا کر لے،**

یہی حالت رمضان کے روزوں کی ہے، اللہ تعالیٰ نے عذر کے باعث یعنی بیماری، سفر، حیض، (عورت کیلئے) کی صورت میں بعد میں قضا دینے کی اجازت دی ہے۔

یہی رخصت جمع میں صلاتیں (یعنی دو نمازیں جمع کر سکتا ہے) بیک وقت جمع میں صلاتیں، سفر، یا بیماری، یا ایسا کام جس میں دو نمازوں کے جمع میں جواز ہو،

پس ان صورتوں میں مخصوص وقت سے دوسرے وقت تک معذور کے لئے تاخیر کی اجازت ہے، اور کسی دوسرے کے لئے ایسی رخصت نہیں ہے، اس فیصلہ پر اتفاق ہے،

بغیر عذر کے نمازیں جمع کرنا کبیرہ گناہ ہے، یہی عمر بن خطابؓ کا فرمان ہے

سہ، اسے جس کا دماغ صحیح نہیں ۱۲ مترجم۔

کہ بغیر عذر کے نمازیں جمع کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

اگر کسی نے نماز کو تاخیر سے ادا کیا تو اس پر واجب ہے کہ اسے ادا کرے دوسرے وقت میں، فی الجملہ اسی وقت میں نماز ادا ہوگی،

جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ان خلفاء کی اقتدار میں نماز پڑھو جو نماز کے وقت پڑھتے ہیں، آپ نے عرض کیا اَلَا نَقَاتِلُهُمْ؟ کیا ہم ان سے لڑائی نہ کریں، آپ نے فرمایا نہ! جب تک کہ نماز ادا کریں،

انصراف خاص کو خطبہ کی نماز کو عصر کے وقت تک مؤخر کرتے تھے، اس بنا پر ان کی اقتدار میں نماز پڑھنے کا حکم دیا، مناسی کی نماز ان کی اقتدار میں ہوگی، وہ نفل نماز ہوگی، حالانکہ آپ کا حکم ہے کہ نماز وقت میں ادا کی جائے، اور قتال سے بھی منع کیا،

جس نے دن کی نماز کو رات کی نماز سے ملا کر پڑھا، یا رات کی نماز کو دلیل دن کی نماز سے ملا کر پڑھا، اس طرح سے نماز کو تاخیر سے ادا کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے ثابت نہیں، ایسی نماز نہ صبح اور نہ ہی قبول ہوگی،

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عصر کی نماز کو ترک کر دیا اس کا عمل برباد، دلیل

دوسری حدیث: جس نے عصر کی نماز فوت کر لی گویا اس کا اصل اور مال برباد ہو گیا، اگر نماز کا استدراک (ادا کرنا) رات کو جائز ہو تا تو دن کی نماز کا عمل برباد نہ ہوتا،

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: اِنَّ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَاكَ الْعَصْرَ ۚ  
فَكَانَ اَمِنْ اَدْرَاكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَاكَ

الصُّبْحَ ۚ

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

جس نے عہد کی ایک رکعت سورج کے غروب ہونے سے پہلے پالی اسے عہد کی نماز پالی،

اسی طرح جس نے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت پالی،

اس نے صبح کی نماز پالی،

اگر اس کا فعل مغرب کے بعد طلوع شمس کے بعد مطلق صحیح ہوتا تو یقیناً نتیجہ مدرک نماز ہوتا، یہ بات یکساں ہے، ایک رکعت پالے یا اس سے کم، یا کچھ بھی نہ پائے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا اگر اس نے ایک رکعت پالی تو اس کی نماز بغیر گناہ کے صحیح ہوگی، کیونکہ امت کا متفق علیہ فیصلہ ہے کہ نماز کو تنگ وقت میں ادا نہ کرنا چاہیئے،

ادراک کا مطلب ہے نماز کی صحت اور اجزاء رکعت کا پالینا، تمہارے نزدیک صبح اور کافی ہوگا، جب کسی نے اللہ اکبر کے برابر ادراک کیا یا کچھ حصہ پایا تو اس صورت میں حدیث کا کوئی مفہوم نہ ہوگا۔

دلیل | اللہ تعالیٰ نے ہر نماز کے لئے وقت محدود، اول اور آخر مقرر کیا ہے اس بنا پر قبل دخول وقت اور بعد خروج وقت اجازت نہیں دی قبل وقت اور بعد وقت نماز پڑھنا غیر شرعی امر ہے، اگر نماز کی صحت کیلئے وقت شرط نہ ہوتا تو قبل وقت اور بعد وقت میں نماز کے ادا کرنے کی صحت میں فرق نہ ہوتا، مگر نہ دو نمازوں کو غیر وقت میں ادا کیا جاتا،

اب سوال یہ ہے کہ افراط سے فوت کرنے والے کی نماز قبول افراط بالتعمیل کی نماز غیر مقبول کیوں؟

نماز وقت پر ادا کرنی ہر حال میں واجب ہے جتنی کہ وقت کی خاطر نماز واجباً اور شرعاً کو ترک کر دے،

دلیل | نماز کو بروقت ادا کرنا ہر حال میں واجب ہے حتیٰ کہ نماز کے واجبات اور شرائط کو ترک کرنا پر سے، مطلب یہ ہے کہ نماز بروقت ضروری ہے،

جب انسان وضو سے استقبال قبلہ، یا طہارت کپڑا، بدن، سہ عورت یا قرأت فاتحہ، یا قیام سے وقت میں عاجز ہو جائے، اور اس کے لئے ممکن ہو کہ بعد وقت نماز ادا کرے، ان امور کے پیش اس کی نماز وقت میں مشروع ہے اور واجب ہے، اسے بعد وقت نماز پڑھنا کامل شرط اور واجبات کے ساتھ جائز نہیں،

**نتیجہ** | ان امور سے واضح ہو گیا، تمام واجبات سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں وقت مقدم ہے، اگر وقت کا خیال نہ رکھا جائے تو دو صورتیں لازم آئے گی،

(۱) شرط واجبات کو ترک کر دے، نماز کو وقت پر ادا کرے، اور اگر استراک نماز کے لئے وقت نکل چکا ہے تو اس کی نماز وقت کے بعد پورے شرائط واجبات کے ساتھ ادا کرنا، اس نماز سے بہتر ہے جو وقت میں ادا کی جائے اور واجبات کا خیال نہ رکھا جائے، ایسی نماز اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے، ایسی نماز قرآن اور اجماع صحابہ سے باطل ہے،

**دلیل** | اللہ تعالیٰ نے اس پر وعید فرمائی ہے جو وقت پر نماز ادا نہیں کرتا، ارشاد ربانی: **وَلَا تَلْعَلُ الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوةٍ سَاهُوْنَ** ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غافل ہیں!

**سہو کی تفسیر** | اصحاب رسول نے سہو کی تفسیر تاخیر وقت بیان کی ہے یہ تفسیر سعد بن ابی وقاصؓ نے اس سلسلہ میں مرفوع حدیث بیان کی ہے **فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَةَ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ عَذَابًا** ارشاد ربانی

**اضاعت کا معنی** | صحابہؓ اور تابعینؓ نے اضاعت کا معنی وقت کو ضائع کرنا مراد لیا ہے،

تحقیق حق یہ ہے کہ اضاعت کا معنی (۱) مطلق ترک کرنا، (۲) وقت کو

ترک کرنا، (۳) واجبات کو ترک کرنا (۴) ارکان کو ترک کرنا، (۵) قصداً تاخیر و ترک کرنا، جس سے حدود میں تجاوز ہو جائے، یا وقت سے پہلے ہو جائے،  
 آخر اس کی کیا پوزیشن ہوگی جو حد سے زیادہ تجاوز کرے تو غیر قبول؟  
 یاد رہے کہ استدر اک قضا (قضا کرنے نماز پڑھنا) بھی انصاعت میں شمار ہوگا،

ایک سوال | جس نماز کی ادائیگی کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیدے یہ وہی نماز ہے، یا اس کے علاوہ ہے؟

اگر اس کا جواب یہ ہے کہ وہی نماز ہے تو اس پر سوال ہوگا، عمداً اس کا تارک اس کا نافرمان نہ ہوگا کیونکہ اس نے وہ کام کیا جس کا اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو اس صورت میں اس پر گناہ اور ملامت کا ارتکاب نہ ہوگا، یہ فیصلہ بالکل باطل ہے۔

اگر یہ کوئی کہے کہ یہ حکم نہیں ہے، تو اسے کہا جائے گا تو ہم اسے دلیل سے قائل کریں گے، اور اسے کہیں گے! جس نے قصداً وقت ضائع کر کے نماز ادا کی، یہ اس کی نماز اطاعت میں شمار ہوگی یا معصیت (نافرمانی) میں اگر وہ جواب دے کہ اطاعت والی نماز ہے تو وہ شخص مطیع بنا، اس صورت میں قرآن و سنت اور اجماع کی مخالفت ہوگی، اگر وہ جواب میں کہیں اس کی نماز معصیت ہے تو کہا جائے گا معصیت سے قرب الہی کیسے حاصل ہوتا ہے اور معصیت اطاعت کی کیسے نائب بن سکتا ہے، اور اگر تم یہ ذکر کرو، بالفصل مطیع ہے لیکن تاخیر کی وجہ سے نافرمان ہے، تو بالفصل مقرب بنا اطاعت کی وجہ سے نہ کہ معصیت سے جس کی وجہ سے نماز اس کی فوت ہوئی تھی۔

اس پر یہ کہا جاسکتا ہے اطاعت حکم کے موافق ہے، اور اس کے حکم کے مطابق ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے اس حکم کی صورت یہ ہوگی جو عمداً نماز کو بلا غدر بے وقت پڑھتا ہے اور وہ مطیع کیسا ہوگا؟



اگر ایسا انسان مطیع بن سکتا ہے تو نزاع ختم ہو جاتا ہے !  
**نتیجہ** نہ ہوگی جس طرح روزہ رات کو قبول قبول نہیں ہوتا اور غیر حج کے  
 مہینوں میں حج قبول نہیں ہوتا اور جمعہ کے وقت کے علاوہ جمعہ نہیں کیا جاتا  
 جو شخص یہ کہتا ہے میں دن میں افطار کرتا ہوں اور رات کو روزہ رکھتا ہوں  
 یا یوں کہتا ہے میں ماہ رمضان کا روزہ شدید گرمی کی وجہ سے افطار کرتا ہوں  
 اور اس کی جگہ موسم بہار میں روزے رکھتا ہوں، یا یوں کہتا ہے میں حج کو  
 حرم کے مہینہ میں ادا کرتا ہوں یا یوں کہتا ہے میں جمعہ کی نماز عشاء کے  
 بعد ادا کرتا ہوں، یا عیدین کی نماز وسط مہینہ میں ادا کرتا ہوں، ایسا کرنے  
 والے میں کیا فرق ہے،

اسی طرح جو شخص یہ کہتا ہے میں دن کی نماز کو رات تک اور رات  
 کی نماز کو دن تک مؤخر کرتا ہوں کیا ممکن ہے ان کے درمیان تفریق کو  
 جاسکے ؟

**دلیل** اللہ تعالیٰ نے عبادات کے لئے جگہ، زمانہ، اور صفات ایسی مقرر  
 کی ہیں جس کے پیش ایک جگہ دوسری جگہ کے لئے کام نہیں آسکتی  
 مثال کے طور پر حج کے لئے میقات ہیں، عرفہ، مزدلفہ، منی، موضع جہاد،  
 مہیت، صفا، مروہ، تو ان کی جگہ کوئی دوسری کام نہیں دے سکتی، اور  
 نہ کسی ایک جگہ کی صفت دوسری جگہ کی صفت کے لئے کام دے سکتی ہے،  
 اسی طرح کوئی زمانہ دوسرے زمانہ کی جگہ کام نہیں دے سکتا !

**دلیل** انس اور جہاخ سے ثابت ہے جس نے قصداً نماز کو وقت سے  
 مؤخر کر کے فوت کر لیا، جس طرح کہ جناب رسول کریم نے فرمایا  
 جس کی عمر کی مذمت ہو گئی گویا اس کا اہل اور مال برباد ہو گیا، جو  
 چیز فوت ہو جائے اس کا ادراک کسی صورت میں نہیں ہو سکتا، اور

جج کا فوت ہونا اس کے وقت کے شکلے کی بنا پر ہے کیونکہ کسی دوسرے روز کے لئے اس کا ادراک ممکن نہیں ہے، اس سے نسیان اور نائم از نماز کو قیاس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ نائم اور ناس کی نماز کو "فوت" ہونے والی نہیں کہتے، لہذا نائم اور ناس، اسی وعید میں نہیں ہوگا تارک نماز عصر ایسا ہی ہے جس کا اس کے اصل اور مال کو میر باد کر دیا گیا،

**دلیل** کہتے ہیں تمام امت کا جماعی فیصلہ ہے جس نے قصد نماز کو ترک کر دیا حتیٰ کہ اس کا وقت نکل گیا تو اس کی نماز فوت ہوگی، اگر اس کی نماز قبول کی جاتی اور وقت کے بعد صبح ہوتی تو اس کا نام فائتہ رکھنا فقہ اور باطل ہوتا، جس کا ادراک کیا جائے وہ فوت کیسے ہوگی؟ تو وہ اسکا جواب دیتے ہیں، جس طرح فوت شدہ نماز کا ادراک وقت نہیں ہے،

اسی طرح اس کی سفت اور فرض استدراک نہیں ہو سکتا یہی معنی ہے حدیث نبویؐ کا جسے امام احمد نے بیان کیا، مَنْ أَفْطَرَ يَوْمَهَا مِنْ رَهْضَانَ مِنْ غَيْرِ عِلٍّ لَمْ يَقْضِهِ عَنْهُ صِيَامُ الدَّهْرِ ۖ جس نے ماہ رمضان کے ایک دن کا بلا عذر روزہ افطار (نہ رکھا)، تو وہ اس کی زمانہ بھر قضا نہیں دے سکتا ہے، وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمن کے مقابلہ نماز خوف

**دلیل** قصر ارکان پڑھنے کا حکم دیا ہے اور اس میں افعال کثیر بھی کر سکتے ہیں، حالت خوف میں قبلہ بدل سکتے ہیں، امام سے قبل سلام بھیج سکتے ہیں پیادہ اور سوار ہو کر نماز ادا کر سکتے ہیں، اشارے سے نماز ادا کر سکتے ہیں۔

شد افضل کثیر ۱۔ اسے عمل کثیر بھی کہتے ہیں نماز عجلہ بدعتنا اور تجبیرا روا تھان اور نیچے جلتے آئے بھی کرنا افضل تشریف کہتے ہیں نماز میں تشریف۔ وقت عجلہ نماز عجلہ نماز عجلہ بدعتنا بدعتی بلکہ عجلہ نماز عجلہ بدعتی بدعتی

بغیر وقت کے غیر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کر سکتے ہیں، اگر خوف زدہ کی نماز غیر وقت پر ادا شدہ قبول ہو سکتی ہے تو وقت امن اس کی تاخیر جائز ہے، اس سے واضح ہوتا ہے خروج وقت کے بعد نہ نماز جائز ہوئی اور نہ ہی قبول ہوگی، باوجود اس غدر کے جو فی سبیل اللہ دشمن کے ساتھ جہاد کی وجہ سے ہوا ہے، تو مقیم تندرست کی نماز بلا غدر کیسے قبول ہوگی، جب وہ مؤذن کی آذان کو بلند آواز سے سنتا ہے وقت کے ختم ہو جانے پر نماز پڑھتا ہے، بلکہ مریض کے لئے بھی اتنی رعایت نہیں کہ وہ نماز بے وقت پر ادا کرے، بلکہ اسے حکم دیا گیا ہے! بغیر قیام، رکوع اور سجدہ کے پہلو پر بیٹ کر نماز ادا کرے، اگر بے وقتی نماز قبول ہوتی تو مریض کو زمانہ صحت میں تاخیر کی اجازت دی جاتی، حالانکہ ایسا حکم نہیں ہے، تو تمہیں چاہیے کہ ہمیں قرآن و سنت یا سان رسالت کے کسی اثر سے بتائیے کہ جو شخص قصداً نماز کو فوت کر لے اور وقت نکلنے پر نماز ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول کر لیتا ہے، اس کی نماز بالکل صحیح ہوتی ہے، اپنے ذمہ سے ہدی ہو جاتا ہے، اور اسے فرض کی ادائیگی پر ثواب ملتا ہے، واللہ تمہارے پاس اس کا کوئی جواب قیامت تک نہ بن پائے گا، ہمیں تمہیں اپنے دعویٰ پر لائق اصحاب رسول کی لسان سے پیش کرتے ہیں، ملاحظہ کریں:

## فصل ۱۹

وصیت ابو بکر رضی اللہ عنہ عمرؓ جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول جس کی کسی صحابی نے مخالفت تک نہ کی،

جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمرؓ بن خطاب کو وصیت فرمائی: میں تجھے وصیت کر رہا ہوں ایسی وصیت ہے اگر تو نے اسے محفوظ

کر لیا تو تیرے لئے نتائج کے اعتبار سے بہتر ہوگی،  
 اللہ تعالیٰ کے کچھ حق دن میں ہیں جنہیں وہ رات کو قبول نہیں فرماتا اور  
 کچھ حق رات میں ہیں وہ انہیں دن میں قبول نہیں فرماتا،  
 اور یاد رہے اللہ تعالیٰ نوافل قبول نہیں کرتا جب تک فرائض نہ ادا کئے  
 جائیں جن لوگوں نے دنیا میں حق کی اتباع کی قیادت میں ان کے میزان کا وزن  
 بھاری ہوگا، میزان میں حق ہی رکھا جائے گا اور حق ہی وزنی ہوتا ہے جس  
 نے دنیا میں باطل کی اتباع کی اس کا قیامت میں میزان ہلکا ہوگا اور حقیقت  
 باطل کا وزن ہلکا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر کیا اور ان کے گناہوں کو معاف کر دیا،  
 جب تو اہل جنت کا ذکر کرے تو اس پر رکھ کر میں ان سے ہوں گا۔  
 موصوف نے اہل نارا اور ان کے اعمال کا ذکر کیا اور فرمایا جب تو اہل  
 نار کا ذکر کرے تو دعا کرنا یا اللہ مجھے ان سے بچائو،  
 رحمت کی آیت کا ذکر کرنا اور عذاب کی آیت کا تاکہ مومن رحمت سے  
 پر امید ہو اور عذاب پر خائف ہو، انسان حق کی اللہ کے ہاں امید رکھے اور  
 اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے،  
 اگر آپ نے میری وصیت کو یاد کر لیا تو کوئی غائب چیز تجھے موت سے  
 زیادہ محبوب نہ ہوگی، اور ضرور تو موت کو یاد کرے گا، اور اگر تو نے میری  
 وصیت کو ضائع کر دیا تو موت سے تجھے نفرت ہوگی اور یہ چیز تیرے لئے  
 خطرناک ثابت ہوگی،

ایک روایت میں ہے ابو بکر رضیہ وصیت مرگ کے وقت ارشاد  
 فرمائی تھی۔

ابو بکر (عبداللہ بن ابی قحافہ) صدیق رضی کی وصیت میں یہ جملہ قابل غور  
 ہے اللہ تعالیٰ دن کے عمل کو رات کے وقت اور رات کے عمل کو دن کے وقت

قبول نہیں فرماتا، جس نے ہماری اس مسئلہ میں مخالفت کی ہے ایسے نپا بیٹے کہ یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ عشاء کی نماز دوپہر کو قبول کرتا ہے، عصر کی نماز دن کے حصہ میں قبول کرتا ہے۔

ہمارے دلائل کی حمایت میں ابو بکرؓ، عمرؓ، ابن عمرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، سلمان فارسیؓ، ابن مسعودؓ، قاسمؓ بن محمدؓ بن ابی بکرؓ، بدیل عقیلیؓ، محمد بن سیرینؓ، مطرف بن عبد اللہؓ، عمر بن عبد العزیزؓ۔

ابن حراش بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے ایک شخص کو لکھا کہ وہ صحیفہ میں پڑھ رہا تھا تو اسے فرمانے لگے قاری صاحب یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: اس شخص کی نماز نہیں ہے جو وقت پر ادا نہیں کرتا، پہلے نماز پڑھ، بعد وجہی میں آئے پڑھ نہیں لینا۔

وہ کہتے ہیں! یہ تمہاری تاویل صحیح نہیں! صلاۃ کا حلقہ! دلیل نماز کامل نہیں ہوتی، اس کی چند وجوہ ہیں،

۱۔ نفی حقیقت مسمیٰ کی نفی کرتی ہے، مسمیٰ اس مقام پر ترتیب سے اور اس کی حقیقت منفی ہے، یہ لفظ کی حقیقت نفی اس سے خروج کو واجب کرنے والی کونسی چیز ہے؟

۲۔ نفی سے مراد اگر نفی کمال ہے کمال مستحب تو باطل ہے، کیونکہ حقیقت شرعیہ مستحب کی نفی کے ساتھ منفی نہیں ہوتی، کیونکہ وہ تو ارکان سے رکن یا اجزاء سے جز کی نفی کرتی ہے اسی طرح جو نفی حقیقت شرعیہ پر وارد ہوگی، ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:-

لَا اِيْمَانُ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ  
وَلَا صَلَٰةٌ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ  
وَلَا عَمَلٌ لِمَنْ لَا نِيَّةَ لَهُ  
لَا صِيَامَ لِمَنْ لَا بَيْتَ الصِّيَامِ مِنَ اللَّيْلِ  
جو امین نہیں اس کا ایمان نہیں،  
جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں  
جس کی نیت نہیں اس کا عمل نہیں  
بیت الصیام من اللیل

لہ کتاب الصیام ج ۲، مشکوٰۃ،

نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں،  
 وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يَقْضِي بِنَاقَةِ الْكِتَابِ، جو سورۃ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں،

اگر کوئی عبادت بعض مستحب امور کے باعث ختم ہو جاتی ہے تو کوئی ایسی عبادت نہیں ہے، جس کے اوپر ایک جنس ہے وہ اللہ کو محبوب ہے، تم نے ہمارے ساتھ اتفاق کیا ہے، وقت نماز واجبات سے ہے، اور جب واجب (وقت) کی نفی ہو گئی تو وہ نماز نہ صحیح اور نہ قبول ہوگی، جب حقیقت مسلمہ کی نفی نہ ہوگی تو اس کی صحت کی نفی ہوگی، تو یہ نفی کمال مستحب کے لئے اقرب ہوگی،

اس سلسلہ میں ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ نماز کا وقت ہے حج کے وقت کی طرح نماز کو وقت پر ادا کرو، موصوف نے صراحت کر دی کہ نماز کا وقت حج کے وقت کی طرح ہے، جب حج بے وقت نہیں ہو سکتا، تو نماز بے وقتی کی کس طرح کفایت کر سکتی ہے؟

بدیل خفیلی بیان کرتے ہیں جب انسان نماز وقت پر ادا کرتا ہے، تو نماز اوپر پرواز کرتی ہے اس صورت میں کہ اس کا نور آسمان میں پھیل جاتا ہے، اور کہتی ہے تو نے میری حفاظت کی اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے گا، اور جب نماز بے وقتی پڑھی جائے تو اسے اس طرح لپیٹا جاتا ہے جس طرح پرانا کپڑا تو وہ نماز اس کے منہ پر مار دی جاتی ہے،

## فصل ۲

جو لوگ بے وقت نماز کو شمار کرتے ہیں اس نمازی کو بری الذمہ مسئلہ قرار دیتے ہیں،

سورۃ بھاری ج ۱، اکت بالصلوۃ، مشکوٰۃ ج ۱،



اس مسئلہ کی حمایت کے لئے عمر بن عبدالبر نے خوب محنت کی ہے، ہم اس کی پوری کلام کا ذکر کرتے ہیں، جسے موصوف نے اپنی کتاب الاستدکار کے باب النوم عن الصلوة، میں ابن عباس سے ایک حدیث نبویؐ پیش کی ہے، وہ یہ ہے، جناب رسول کریمؐ ایک سفر میں تھے رات کے آخری حصہ میں کسی جگہ ڈیرہ ڈالاسب رفقار قافلہ سورج کے طلوع ہونے کے بعد بیدار ہوئے آپؐ نے بلالؓ کو حکم دیا موصوف نے اذان دی پھر دو رکعت نماز ادا کی، سنت فجر، ابن عباس فرماتے ہیں مجھے اسی رخصت سے دنیا و مافیہا (دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) کی کوئی چیز بھی اچھی نہ لگی، (یعنی بہت خوشی ہوئی، تاخیر نماز کی رخصت پر)۔

ابو عمرو بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے سبب کو خوب جانتا ہے، ہو سکتا ہے کہ اصحاب رسولؐ تمام امت کو یہ مسئلہ بتا دیں گے، کہ جو شخص وقت میں نماز ادا نہیں کر سکا وہ قضا کر کے ادا کر لے، جس صورت میں بھی ہونا ٹم (سوئے والا، ناسی، بھولنے والا، غافل) یا عمدًا تارک نماز ہے، اس سلسلہ میں سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں، جناب رسول کریمؐ نے فرمایا: مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے جب اسے یاد آئے نماز پڑھ لے،

**نسیان** لغت عرب میں نسیان کا اطلاق عمدًا اچھوڑنے، یا بھول جانے کے معنی میں آتا ہے،

ارشاد ربانی: فَسْأَلُكَ اللَّهُ فَتَسْبِيحُهُمْ يَوْمَ يَعْنِي انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو ترک کر دیا، نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پیغام پر ایمان لانا چھوڑ دیا، جس کے پیش اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت سے محروم کر دیا، یہ معنی قرآنی تنکیم کے مخالف نہیں ہے،

**سوال** اگر کوئی شخص یہ سوال کرے تو نام ناسی کو ذکر کے ساتھ کیوں خاص

۱۔ مشکوٰۃ ج ۱ کتاب الصلوة فی الاذان، ۲۔ سورۃ قمر ۱۰۶۔

کیا ہے ؟ جیسا کہ حدیث میں ہے مَنْ نَافَرَ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا؟ ناٹم اور ناسی! کے ذکر کا مطلب یہ تھا کہ تاکہ وہم اور ظن گمان رفع ہو جائے اس بنا پر کہ ناٹم (سوئے والے) مرفوع القلم ہے اس سے گناہ نیند کے باعث معاف ہو جاتے ہیں اور یہی حالت نسیان کی ہے!

جناب رسول کریمؐ نے واضح فرمایا گناہ کی معافی سے فرض نماز معاف نہیں ہوتی، ان دونوں پر نماز ذکر (یاد رکھنے کے وقت واجب ہے، ہر ایک ان میں سے خروج وقت سے یاد آنے پر نماز کی قضاء دے،

اللہ تعالیٰ نے یکساں طور پر اپنے نبی کریمؐ کی لسان سے واضح فرمادیا نماز مَوْقُتٌ اور روزہ موقت ماہ رمضان میں، ان دونوں کو خروج وقت کے بعد قضاء دے، ناٹم اور ناسی نماز کی پوزیشن واضح ہو چکی، مریض اور مسافر وقت نکلنے پر حالت صحت اور اقامت میں روزہ قضاء کرے،

تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے ایک شخص نے ماہ رمضان کے روزے حالت ایمان میں عمداً غروراً اور تکبر کے باعث ترک کر دیئے اس کے بعد اس نے توبہ کر لی، تو اس پر قضاء ہوگی،

اسی طرح ایک شخص قصداً نماز کو ترک کر دیتا ہے اس پر قضاء ہے قصداً اور بھولنے والا نماز اور روزہ کی قضا میں برابر حکم رکھتے ہیں اگرچہ ان کا اختلاف گناہ میں ہے۔ مثال کے طور پر ایک ظالم عمداً اور بھول کر یا ل ضائع کر دیتا ہے، جہرم میں برابر لیکن گناہ میں برابر نہیں، اس قسم کا فیصلہ رمی جہار فی الحج کے مسئلہ کے خلاف ہے، عمداً اور ناسی کے لئے غیر وقت رمی جہار کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ خولع دینا پڑتا ہے، (یعنی جانور فرج کرنا) بخلاف قربانی کے کیونکہ قربانی فرض کے طور واجب نہیں، نماز اور روزہ دونوں فرض واجب اور قرض ثابت، جسے ہمیشہ حدیثہ ادا کرنا پڑتا ہے، اگر وقت نکل جائے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دَیْنُ اللَّهِ أَحَقُّ أَنْ تُقِضَ،

سہ ایک جانور بطور جہاد ذبح کرنا پڑتا ہے ۱۲ مترجم

اللہ تعالیٰ کا قرض زیادہ لائق ہے کہ اسے ادا کیا جائے،  
**ناثم اور ناسی** | دونوں معذور ہونے کے باعث خروج وقت کے بعد نماز  
 کی قضا دیں تو عمدًا نماز کا تارک اپنے فعل میں گنہگار ہے  
 اگرچہ وہ انکار کرے تو اس سے فرض نماز ساقط نہ ہوگی، اسے نماز کی ادائیگی کا  
 حکم دیا جائے گا، نافرمانی کی تو یہ اسی شکل میں ہوگی جس چیز کو قصد ترک کیا ہے  
 اسے اپنی ندامت کے پیش سابقہ گناہ کی تلافی اقامت اور ادائیگی کی شکل میں  
 کی جائے،

### دَاوُد ظاہری کا مذہب بعض اہل ظاہر کا مسلک

بعض اہل ظاہر جمہور علماء اسلام کے خلاف ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ جس نے عمدًا  
 نماز کو وقت میں ترک کر دیا چونکہ وہ نہ ناثم تھا اور نہ ہی ناسی اس لئے غیر وقت  
 میں نماز نہیں پڑھ سکتا،

حالانکہ جناب رسول کریمؐ نے فرمایا جو انسان اپنی نماز کے وقت سو جائے  
 یا بھول جائے، وہ یاد آنے پر نماز ادا کر لے، ان کے ہاں عمدًا ترک کرنے والا  
 نہ ناسی اور نہ ہی ناثم ہے، ان کا قیاس ہمارے ہاں جائز نہیں،  
 جو شخص حالت احرام میں شکار کو قتل کرے، ہمارے ہاں اس کی کوئی  
 جزا نہیں،

ظاہری نے جمہور علماء کے ساتھ دو مسائل میں اختلاف کیا ہے، اس  
 نے خیال کیا کہ میرا مواخذہ نہ ہوگا، تو اس نے اپنے مقصد کے لئے ایک شکوہ  
 روایت تابعین نے نقل کر دی ہے،

جناب ظاہری نے طریق نظر اور اعتبار کی مخالفت کی ہے اور اہل شہر  
 کی ایک عظیم علماء کی جماعت کی مخالفت کی ہے،

لے شاذ روایت اسے کہتے ہیں، مارواہ المتقد و تقدیر، تقدیر اوی بیان کر اس صورت میں کردہ منفرد ہو، جبکہ  
 کوئی موافق اور معاضد نہ پایا جائے، مقدمہ مشکوٰۃ ص ۱۰۸

ظاہری نے اپنے دعویٰ میں کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی،  
جناب ظاہری کی ایک دلیل یہ ہے، نماز کی قضا نہ خروج وقت پر ہوگی  
جیسا کہ روزہ کی قضا اجماع امت اس بات پر ہے کہ جناب رسول کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک رکعت عصر کی غروب شمس سے  
قبل پائی، اس نے عصر کی نماز پائی اور جس نے صبح کی نماز پائی، اس میں  
آپ نے عہد کا استثنیٰ نہ فرمایا،

تمام صحابہؓ نے آیت سے نقل کیا جس نے ایک رکعت عصر کی نماز سے  
پالی غروب شمس سے پہلے تو اس نے غروب شمس کے بعد پوری عصر کی نماز  
پڑھ لی، یہ اس صورت میں ہے جب نماز کا وقت جا چکا ہو، تمام کے ہاں  
یہی مسئلہ ہے،

کوئی فرق نہیں ایسے شخص کے بارے میں ساری نماز عصر، عہد،  
انسان، یا فراط میں ادا کرے، اور بعض نے اس کے عمل میں نظری خیال  
کیا نہ کہ اعتبار کے لحاظ سے،

جناب رسول کریمؐ اور آپ کے صحابہؓ خندق کے روز  
دوسری دلیل | ظہر، عصر، کی نماز غروب سورج کے بعد ادا کی اسی  
کام کی بنا پر کہ مشرکوں نے جنگ پارکھی تھی (حدیث)

نتیجہ | اس روز آپ نہ ناٹم اور نہ ہی ناسی تھے، اور نہ ہی اس روز مسلمانوں  
اور کافروں کے درمیان کو خطرناک جنگ تھی، آپ نے ظہر اور  
عصر کی نماز رات کو ادا کی،

جناب رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنے  
تیسری دلیل | اصحاب سے خندق سے واپسی پر فرمایا:

لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْعَصْرَ إِلَّا فِي نَبِيٍّ قُرَيْظَةٍ ۝

ہر شخص تم میں سے عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھے۔ (حدیث)

سہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۱، غزہ خندق، ۱۱ھ ص ۱۶۱،

تمام اصحاب رسولؐ بھاگ نکلے، بعض نے بغیر بنو قریظہ کے نماز ادا کی، اس خیال سے کہ وقت مقررہ نکل جائے گا، بعض نے سورج کے غروب ہونے کے بعد بنو قریظہ میں نماز پڑھی، اس ارشاد نبویؐ کے پیش (لا یصلین احدکم العصر الا فی نبی قریظہ،

**نتیجہ** | جناب رسول کریمؐ نے دونوں جماعتوں کو ان کے نماز کی ادائیگی پر کسی کو عتاب نہ کیا، حالانکہ ان دونوں جماعتوں میں تمام کے تمام نہ نام تھے اور نہ ہی ناسی تھے، بعض نے نماز کو تاخیر سے ایسے وقت میں ادا کیا کہ اصل وقت جا چکا تھا، اس تاخیر کا آپؐ کو پوری طرح علم تھا، اور کسی کو آپؐ نے یوں نہ کہا کہ تو نے نماز وقت میں ادا نہ کی، اور نہ کسی کو فرمایا کہ خروج وقت پر قضائہ دے،

**پوچھنی دلیل** | ارشاد نبویؐ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَّةٌ يَكْفُرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مِيقَاتِهَا، قَالُوا أَفُضِّلُ مَعَهُمْ؟ قَالَ نَعَمْ ۖ آپؐ نے فرمایا میرے بعد ایسے امراء ہوں گے جو نماز کو اپنے وقت سے تاخیر سے ادا کریں گے صحابہ نے عرض کیا کیا ہم ان کی اقتدار میں نماز ادا کر لیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں!

دوسری روایت میں یوں الفاظ ہیں، بروایت عبادة بن حامت : كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَّةٌ يَنْتَقِمُ مِنْ أَشْيَاءَ حَتَّى لَا يُصَلُّوا الصَّلَاةَ لِمِيقَاتِهَا، قَالُوا أَفُضِّلُ مَعَهُمْ؟ قَالَ نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ نَعَمْ،

کہ ہم آپؐ کے پاس تھے، آپؐ نے فرمایا میرے بعد ایسے امراء آئیں گے انہیں بعض امور ایسی مشغول کر دیں گے کہ وہ نماز کو وقت پر نہ ادا کریں گے، صحابہ نے عرض کیا ہم ان کی اقتدار میں نماز ادا کریں؟ آپؐ نے فرمایا نعم، — ہاں،

۱۱ مشکوٰۃ

اس حدیث میں ابو ثنیٰ احمسی - اہلو کی بقول ابو عمر ثقہ راوی ہے !  
 آپ نے اس فرمان سے نماز کو مباح (جائز) قرار دیا، خروج وقت  
 نتیجہ پر نماز پڑھنے کے متعلق بے شمار احادیث ہیں،  
 امراء بنو امیہ تھے اور یہ اکثر امراء جمعہ کی نماز کو عزوب شمس  
 امرار سے مراد تک ادا کرتے تھے،

ارشاد نبوی ﴿انما التفریط علی من لم یصل حتی یدخل وقت الاخری﴾  
 تفریط یہ ہے کہ نماز کو تاخیر کر کے دوسرے وقت میں ادا  
 کیا جائے، جبکہ آپ نے فرمایا: حالت اقامت میں ظہر کا وقت اس وقت  
 تک ہے کہ جب تک عصر کا وقت نہ ہو،  
 آپ سے بے شمار صحیح احادیث منقول ہیں جن کا میں نے تذکرہ کتاب  
 الاستدکار، کے شروع میں کر دیا ہے،  
 ابوقتادہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم نے فرمایا:

لیس فی النوم تفریط نہ نیند میں تفریط نہیں ہے، تفریط کا شکار  
 وہ ہے جو نماز کو مؤخر کر کے دوسرے وقت میں ادا کرتا ہے، ایسے شخص کو  
 آپ نے مفروط فرمایا ہے، اور ظاہر ہے کہ مفروط معذور نہیں ہے جس طرح  
 کہ نائم اور ناسی عذر کی بنا پر معذور ہوتا ہے! اس بنا پر آپ نے مفراط کی  
 نماز کو جائز قرار دیا ہے جیسا کہ حدیث ابوقتادہ میں ہے، آپ نے فرمایا  
 صبح کو وقت پر نماز ادا کر لینا،

یہ فلسفہ مفراط کے حق میں واضح طور پر البعد ہے کہ وہ نماز کو یاد آنے  
 کے وقت اور البعد یاد آنے کے وقت ادا کر لے،

ابوقتادہ کی حدیث مذکور سند کے اعتبار سے صحیح ہے، لیکن اس کا معنی  
 عمران بن حصین کی حدیث کہ رسول کریم کی سفر میں نماز کا نیند کی وجہ سے  
 متروک ہو جانے کے جس میں ہے کہ اصحابؓ نے ذکر کیا کہ ہم اسے کل صبح

وقت پر نوا کر لیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا! نہیں! اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع کیا ہے، تفریط سے وہ تم سے قبول کر لے،

اسی طرح کی حدیث ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، ان تمام احادیث کی اس کتاب ”تمہید“ میں ذکر ہو چکی ہیں،

عبدالرحمن بن علقمہ ثقفی صحابی نے ذکر کیا کہ ثقیف قبیلہ کا وفد رسول کریمؐ کے پاس آیا آپؐ سے انہوں نے سوالات کا سلسلہ شروع کر دیا اس دن آپؐ نے ظہر کی نماز عصر کے ساتھ ادا کی،

نتیجہ | اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے آپؐ نے مصروفیت کی بنا پر نماز کو تاخیر سے ادا کیا،

فیصلہ علماء | جس انسان نے عمدۂ نماز کو ترک کر دیا حتیٰ کہ نماز کا وقت جاتا رہا تو وہ عاصی ہے،

بعض علماء کے نزدیک ایسا فعل کرنے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا، اس پر بھی علماء کا اتفاق ہے کہ عاصی اپنے گناہ سے توبہ کرے اور اس پر نادم ہو ورنہ، اور یہ اعتقاد ظاہر کرے، دوبارہ اس جہنم کا اعادہ نہ کرے گا،

ربانی ارشاد | **وَنُفِخُ بِنُفْثِ الْإِنْسَانِ إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَكُمْ قُلُوبٌ تَفْقَهُونَ** اللہ کی طرف توبہ کرو تمام کے تمام اے مومنوں تاکہ تم فلاح پا جاؤ،

جس انسان پر اللہ کا حق لازم ہے یا کسی بندے کا حق اس پر لازم ہے کہ اس سے خلاصی حاصل کرے۔

جناب رسول کریمؐ نے اللہ تعالیٰ کے حق کو آدمیوں کے حقوق سے تشبیہ دی ہے، فرمایا **ذِينَ اللَّهُ اخْتَارَ أَنْ يُفَضِّلَهُ اللَّهُ** کا قرضہ زیادہ لائق ہے کہ اسے پورا کیا جائے،

لیکن ظاہر ہی کی تاویلات پر انتہائی افسوس ہے کہ اس کی اساس شاذ



روایات پر ہے، فرائض کا سقوط اجماع کے ساتھ یا سنت ثابت کے ساتھ ہوتا ہے، فرض نمازین اجماع سے واجب ہیں، بعدہ شاذ روایات ہیں جسے علماء اجماع نے نقل کیا، ان میں سنت کا ثبوت نہ تھا، تو فرائض کو اجماع کے باوجود ختم کر دینا اور اصل کو چھو دینا اور اپنے آپ کو بھلا دینا یہ کوئی اصول کی بات نہیں،

ابن عبد البر نے داؤد اور اس کے اصحاب کا ذکر کیا ہے، جب عمداً کوئی شخص نماز کو فوت کر لے تو اس پر قضا نماز واجب ہے یہ داؤد کا قول ہے جو اہل ظاہر کی دلیل ہے،

میرے خیال کے مطابق ظاہری۔ علماء سلف اور خلف کی جماعت سے خارج ہے اور اس نے تمام فقہار کے فرقوں کی مخالفت کر کے علیحدگی اختیار کر رکھی ہے،

وہ شخص کبھی بھی علم میں امام نہیں ہو سکتا جو شاذ علم کو اختیار کرے، ظاہری نے اپنی کتاب میں صحاب اور تابعین سے اقوال کے بیان کرنے کے مغالطہ میں ڈالاسے،

أَصْنَعُوا الصَّلَاةَ کے متعلق اس نے ابن مسعود، مسروق، عمر بن عبد العزیز کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اصاعت کا معنی اصاعت وقت مراد لیا ہے، اور اگر وہ اسے ترک کر دیتے تو ترک کے باعث کافر بن جاتے، حالانکہ ظاہری، عمداً تارک نماز کو کافر قرار نہیں دیتا، جبکہ وہ اس کی اقامت کا انکار کرے اور نہ اس پر قتل کا حکم لگاتا ہے، جب کہ وہ ترک نماز کا اقرار کرے،

ایسے شخص کا قول کیسے حجت ہوگا؟ حالانکہ یہ بات معلوم ہے جس نے نماز کو قضا کر لیا اس نے اس کے ضائع ہونے سے توبہ کر لی،

ارشاد ربانی :- اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَغَمَلَ صَالِحًا ثُمَّ أَهْتَدٰی میں اس شخص کو بخش دیتا ہوں جس نے توبہ کر لی اور ایمان لایا، اور

نیک عمل کیا اس نے نجات پائی،  
یاد رہے! نماز کو ضائع کرنے والے کی توبہ اس کا وقت صحیح ہوگی جب  
وہ نماز کو ادا کرے گا، جس طرح مقروض جب تک فرض ادا نہ کرے تو اس کی  
توبہ قبول نہ ہوگی،

جس نے نماز حالت افراط میں قضا کی اس نے توبہ اور نیک عمل کیا،  
اللہ تعالیٰ عمدہ عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا،  
سیمان سے منقول ہے: **الصَّلَاةُ مَكِيلٌ خَمْنٌ وَقَالُوا فِي لَهْ وَمَنْ**  
**طَفَفَهُ فَقَدْ عَلِمْتُمْ قَالَ اللَّهُ فِي الْمُطْطَفِينَ**

نماز ایک پیمانہ ہے جس نے اسے پورا کیا اسے پورا پورا دیا جائے گا،  
اور جس نے اس میں کمی کی تمہیں معلوم ہے اللہ نے کمی کرنے والوں کے بارے  
میں کیا ارشاد فرمایا (یعنی ہلاکت ہے کمی کرنے والوں کے لئے)  
اس بات سے حجت نہیں ہو سکتی، کیونکہ ظاہری معنی مطفف کا یہی ہے  
اگرچہ نماز وقت پر ادا کرے،

نماز کی حالت بھی ایسی ہوتی ہے کبھی رکوع اور سجدہ وقت میں کمی بیشی  
باوجود ادا کرنے کے بھی واقع ہو جاتی ہے،

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: **لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ بِوَقْتِهَا**  
جو شخص نماز وقت پر ادا نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہوتی،

ہم کہیں گے کہ اس کی نماز کامل اجزاء والی نہیں ہوتی جس طرح ہے  
**لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ**، مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد ہی  
میں ہوتی ہے،

**لَا إِيمَانَ مَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ**، جس کی امانت نہیں اس کا ایمان نہیں،  
جس نے نماز کی قضا دی اس نے نماز کو ادا کیا، جس نے ترک کیا اور  
اپنے لہیان پر توبہ کی، جس نے یہ معنی لیا اس کی حجت قوی اور صحیح نہیں ہے،

سلفہ و تدریث سند صحیح نہیں۔ الا فی المصنوعہ ج ۱۔

## فصل ۲

### مانعین | خروج وقت کے بعد نماز صحیح اور نہ ہی قبول ہوگی ؟

یہ مسئلہ بیان کر کے تم نے ڈرایا اور دھمکا یا تم نے مسائل کے بیان کرنے میں کسی قسم کا انصاف نہ کیا، جب کہ تم نے اپنے دعویٰ میں ارباب سلف سے کوئی دلیل پیش نہ کی،

ہمارا دعویٰ ہے کہ ! جو شخص وقت پر نماز نہ پڑھے اس کی نماز ساقط ہو جاتی ہے، اس کا کوئی بھی قائل نہیں، اس بنا پر یہ فیصلہ مستحسن نہیں جبکہ صحابہ و تابعین کا ارشاد ہے نماز کو مؤخر کرنے والا اور نماز کو فوت کرنے والا مجرم ہے، ایسا شخص سزا کا مستحق اور گنہگار ہے، اس کا ادراک اس شکل میں ہو سکتا ہے کہ توبہ کرے اور نئے سرے سے عمل کا آغاز کرے، یہ وہ دلائل ہیں جن کی تردید نہیں کی جاسکتی، اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو اسے کسی طریقہ سے رد کر لو، اطاعت اور اس کی چیز کی معرفت جس کو آپ لائے ہیں،

نتیجہ | اس سے مقصد اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اور اور معرفت ہے،

ہم تمہاری کلام میں مقبول اور مردود کی وجہ بیان کرتے ہیں، تمہاری یہ دلیل کہ ابن عباسؓ نے آپؐ کی نماز سفر بعد طلوع شمس کے ادا کرنے کے واقعہ پر خوشی کا اظہار کرنا کہ انسان نماز کو تاخیر سے پڑھ سکتا ہے جس نے نماز وقت پر نہیں ادا کی نیند کی صورت میں یا نسیان کی حالت میں یا عمدتاً ترک کرنے کی صورت میں، اس سے تمہارا محض ظن ہے، ابن عباسؓ کی خوشی اس بنا پر تھی کہ موصوف نے آپؐ کے ساتھ نماز ادا کی، موصوف

کو دو حصہ ہے، جس طرح صحابہ کو ایک اجر ملا، اس نماز کو فاضل کرنے کا مطلب یہ تھا کہ سامع کو تنبیہ ہو جائے اس بنا پر کہ نماز سورج کے طلوع ہونے کے بعد ادا کی تھی، تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ نماز ناقص ہے اور اس میں کوئی اجر نہیں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ جملہ حائیس فی ہما الدنیا والآخرۃ! دنیا و آخرت کی اشیاء مجھے خوش نہیں کر سکتی، کا مطلب وہ نہیں ہے جو تم نے سمجھا ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمد پر رحمت کی، تاکہ جو شخص نیند کی بنا پر نماز سے غافل ہو جائے وہ تاخیر سے نماز پڑھے گا تو افراط کرنے والا نہ ہوگا، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خوشی اس بات پر نہ تھی کہ رات کی نماز کو دن تک عمداً موخر کیا جائے، اور دن کی نماز کو رات تک لیٹ کر کے ادا کیا جائے، اس سے کہاں معلوم ہوا کہ اس کی نماز صحیح اور قبول کی جائے گی اور وہ اپنے ذمہ سے بری ہوگا، یہ مفہوم اور مطلب تم نے کس انداز سے لیا ہے؟

## فصل ۲۲

**نسیان کا معنی** | تمہارا نسیان کے معنی میں یہ قول کہ نسیان کا معنی لغت میں ترک ہے،

ارشاد باری تعالیٰ (سُئِلَ اللَّهُ فَتَسْبِيحُهُمْ) انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں بھلا دیا،  
واللہ لفظ نسیان قرآن پاک میں دو وجہ پر آیا ہے،

(۱) نسیان ترک، (۲) نسیان سہو، (غفلت)

حدیث کو نسیان ترک پر محمول کرنا عمداً باطل ہے چار وجہ سے:

(۱) آپ نے فرمایا: فلیصلا اذا ذکرہا، جب اسے یاد آوے نماز پڑھ لے، اس سے واضح ہے اس سے مراد نسیان سہو ہوگا،

ربانی ارشاد: واذکر ربك اذا نسيت جب آپ بھول جائیں تو رب کو یاد کر لیا کرو،

(۲۱) فکفر بہا ان یصلیہا اذا ذکرہا! اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اسے وقت یاد آئے تو نماز پڑھ لے،

جس نے عمدً نماز کو ترک کر دیا فوت کرنے کا گناہ اس سے کافور نہ نتیجہ ہوگا، اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں،

جب حدیث کا معنی واضح ہے تو اس کی نیت آپ کی طرف کرنا صحیح نہیں، اس بنا پر جس نے نماز کو عمدً ترک کر دیا جبکہ اس کا وقت خارج ہو جائے تو اس کے گناہ کا کفارہ یہ ہے کہ وقت کے بعد نماز ادا کرے، یہ قول قرین قیاس کے خلاف ہے،

(۳) ناسی کا نام کے ساتھ مقابلہ کیا، اور یہ مقابلہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ مسابہ (بھولنے والا) ہے، جس طرح اہل شریعت کا فیصلہ ہے کہ سونے والے اور بھولنے والے پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہے،

(۴) ناسی کلام شارع میں موجب ناسی کے ساتھ احکام معلق ہوں گے تو مراد اس سے مسابہ ہوگا، اور یہ معنی غیر مسلم ہے جیسا کہ حدیث میں ہے من اکل او شرب ناسیاً فلیتم صومہ فانما اطعمہ اللہ! جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھالیا یا پانی لیا تو وہ اپنا روزہ پورا کر لے، کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا ہے،

## فصل ۲۳

تمہارا یہ قول | کہ اللہ تعالیٰ نے عابد اور ناسی کے بارے میں برابر حکم دیا ہے، نماز موقت اور روزہ موقت کا حکم ایک

ہی ہے یعنی خروج وقت کے بعد اسے پورا کیا جاسکتا ہے، نائم اور ساہی کے معاملہ میں نض موجود ہے جس کا ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے، مریض اور مسافر کے روزہ میں بھی نض ہے، امت کا اس بات پر اجماع ہے جو شخص ماہ رمضان کے عمارتوں سے نہیں رکھتا، حالانکہ وہ مومن ہے جس نے روزہ تبکسر اور عذو رکی بنا پر نہیں رکھا، جب اس نے توبہ کر لی تو اس پر دوسرے رمضان تک قضاء فرض ہے، اس سوال کا جواب چند وجوہ سے ہے،

۱۔ تمہارا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے عمارتوں اور ناسی کے معاملہ میں مساوات کی ہے یہ قول سراسر باطل ہے، اللہ تعالیٰ نے عمارتوں اور ناسی میں قطعاً مساوی حکم نہیں رکھا،

ہماری کلام عاصی دکنہ گار، مفرط کے بارے میں ہے جو انتہائی تفریط کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز اور روزہ کے احکام میں کسی مقام پر مساوی حکم نہیں لگایا،

تمہارا یہ قول نائم اور ناسی فی الصلاۃ میں نض ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا، نسیان جس کا ذکر نماز میں گزر چکا ہے تو اسے عمدہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، حدیث میں جس نسیان کی صراحت ہے وہ نسیان سہو ہے جو کہ نیند کی نظیر ہے، جس کا عمارت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں،

رہا مریض اور مسافر کی نض روزہ میں اگر وہ عمدہً افطار کر دے تارک نماز عمدہً کا حکم صائم اور مریض کے لئے نہ لیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے تارک نماز عمدہً اور تارک نماز مرض اور یا سفر کے باعث والے کو مساوی حکم نہیں دیتا، ایک کا حکم دوسرے سے لیا جائے، روزہ مرض اور سفر کی وجہ سے موخر ہوگا، جس طرح نماز نیند اور نسیان کی وجہ سے موخر ہوگی، یہ وہ دو امور ہیں جن کے حکم میں اللہ اور رسول باری کی ہے، اللہ تعالیٰ نے مریض اور مسافر کو روزہ میں معذوری کی بنا پر رخصت

۱۔ قرآن اور حدیث کی دلیل مرا ہے ۲

کا حکم دیا ہے،

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناٹم اور ناسی نماز کے بارے میں عذر کی صورت میں نص بیان کی ہے، اس لحاظ سے ان کا حکم روزہ اور نماز میں برابر ہوا لیکن کس طرح حکم برابر ہوگا، اس شخص کے بارے میں جو عامد، مفرط، اثم ہے، رہا مرین مسافر، ناٹم، ناسی جو کہ معذور ہیں، اس کی وضاحت یوں ہے، مرض کے باعث افطار کرنا بعض دفعہ واجب ہوتا ہے، اس حیثیت سے کہ اس پر روزہ حرام ہو جاتا ہے، سفر میں روزہ افطار کرنا،

اصحاب سلف اور خلف کے ہاں واجب ہوگا، یا وہ روزہ سے افضل ہوگا، غیر کے ہاں، یا دونوں برابر ہوں گے، یا روزہ افضل ہوگا اس شخص کے لئے جس پر دشوار نہیں، ہر صورت میں تارک نماز اور تارک روزہ، پر عامد کا الحاق کرنا زیادتی ہے، جس سے الحاق فاسد اور قیاس باطل ہوگا، اس کی حکمت اہل علم پر مخفی نہیں ہے،

تمہارا یہ قول کہ امت کا اجماع اور تمام لوگوں نے بیان کیا ہے اور تمام لوگوں نے جو شخص ماہ رمضان کے عمدۃً تکبر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا پھر وہ توبہ کر لیتا ہے تو اس پر ماہ رمضان کی قضاء ہے،

اس پر تمہیں کہا جائے گا، کہ اس سلسلہ میں اس اصحاب رسول یا اس سے کم کی صراحت بتاؤ، تو یقیناً صراحت کی کوئی راہ نہ پا دیں گے، اسی قسم کے اجماع کے دعویٰ کا انکار امام احمد اور امام شافعی نے کیا ہے، اس بنا پر کہ اس کا نتیجہ عدم علم بالخلاف نہ کہ علم عدم کے خلاف ہے یہ طریقہ لا حاصل ہے، اس لئے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لائے نہیں اور دلائل شرعیہ اس پر قائم نہیں ہوئے تو اس صورت میں کسی کو جائز نہیں کہ عدم علم کی بنا پر کسی حکم کی نفی کرے کہ اس نے یہ کہا ہے، دلیل کے لئے مدلول کی اتباع واجب ہے، عدم علم جس کے متعلق بیان کیا ہے،



ہو سکتا ہے کسی وجہ سے اُس کا معارضہ صحیح نہ ہوا، یطرزائمہ مقتدی کی مشروع سے چلی اُڑی ہے !

امام احمدؒ اپنے فرزند عبداللہؒ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ اجماع کا مدعی کاذب ہے ! شاید لوگوں نے اختلاف کیا ہو ایہی دعویٰ پشمر لیبی، اور جناب اصم کا ہے اور اس کے ساتھ وہ کہتا ہے لا نعلم للناس اختلافاً ہمیں معلوم نہیں کہ لوگوں نے اختلاف کیا ہو، جب کہ اسے کوئی چیز نہیں پہنچی مروذی کی روایت میں ہے، آدمی کو کیسے جائز ہے کہ اجمعوا؟ کہے جب کبھی تم سنتے ہو تودہ اجمعوا، کہتے ہیں یہ ان پر تہمت ہے، اگر یوں کہے انی لا اعلم مخالفاً میں مخالف کو نہیں جانتا، تو درست تھا ابوطالب کی روایت میں اس طرح کہنا ما اعلم ان الناس مجمعون؟ اسے کیا معلوم کہ لوگوں کا اس پر اجماع ہے، یوں کہنا کذب ہے، بلکہ یوں کہے ما اعلم فیہ اختلافاً، میں اس میں اختلاف کو نہیں جانتا تو یہ قول اجمع الناس، بے احسن ہے،

ابو حارث کی روایت میں ہے، کسی کو لائق نہیں کہ وہ اجماع کا دعویٰ کرے، ہو سکتا ہے کہ لوگوں کا اس میں اختلاف ہو،

امام شافعیؒ محمد بن یحییٰ سے دوران مناظرہ فرمایا تھا، کس کو یہ حق نہیں کہ ”اجمعوا“ کہے، جب تک کہ تمام اہل شہر کا اجماع ثابت نہ ہو اور اس شخص کے قول کو نہ تسلیم کیا جائے گا

جس کا گھران سے دور ہے ہاں جماعت کی خبر جماعت سے قبول ہوگی محمدؐ نے کہا کہ یہ مسئلہ دشوار ہے، میں نے جواباً کہا باوجود دشوار ہونے کے غیر موجود ہے، ایک دوسرے مقام پر موصوف نے دعویٰ اجماع کو ضعیف قرار دیا، اور مناظر کو اس کے مطالبات میں عاجز کر دیا، مناظر نے کہا کیا ضہل من اجماع؟ کیا یہ اجماع سے ہے! میں نے جواب میں کہا ہاں،

الحمد لله! یہ ان تمام فرائض میں ہوگا جن میں عدم علم کی گنجائش نہ ہوگی۔ اس طرح کے اجماع پر حق حاصل ہے۔ اجماع الناس کہا جائے، اس اجماع کا کوئی بھی انکار نہیں کرے گا، اس طریق سے دعویٰ اجماع کی تصدیق کی جاسکتی ہے،

موصوفہ مناظرہ طویل کلام کے بعد فرمایا، تجھے عیب اجماع کا علم ہو گیا، کہ جناب رسول کریمؐ کے بعد کسی نے اجماع کا دعویٰ نہیں ذکر کیا جس میں کسی نے اختلاف نہ کیا ہو، اس تیرے زمانہ تک؟ مناظر نے جواب دیا تمہارے بعض حضرات نے دعویٰ کیا ہے،

امام شافعی فرماتے ہیں میں نے جواب میں کہا، کیسا تو نے میرے دعویٰ کی تقریف کی، مناظر نے جواب میں کہا نہیں، میں نے اسے جواب دیا تو تو نے کیسے اپنے عیب زدہ استدلال کو اجماع میں داخل کر لیا! حالانکہ وہ ترک دعویٰ اجماع ہے تو نے اس طریق کو اجماع کہہ کر اپنے ساتھ انصاف نہیں کیا، حقیقت ہے تیرے ساتھی تجھے تیرے اس دعویٰ اجماع پر معاذ اللہ کہیں گے،

امام شافعی اپنے رسالہ میں تحریر کرتے ہیں جس مسئلہ میں اختلاف معلوم نہیں فلیس اجماعاً، وہ اجماع نہیں ہو سکتا! ائمہ کرام کی یہ کلام، دعویٰ اجماع کے متعلق تھی،

ہم اب اپنے مقصد کو لیتے ہیں، کہ بعض اصحاب رسولؐ سے منقول ہے جس نے عمداً بلا عذر نماز کو چھوڑ دیا، حتیٰ کہ نماز کا وقت ختم ہو گیا بعد وقت یہ نماز اسے نفع دے گی، اور قبول کی جائے گی، اور وہ اپنے ذمہ سے بری ہو جائے گا،

ہم اس سلسلہ میں کسی ایک کا قول نہیں معلوم کر سکے، حالانکہ اس سلسلہ میں سابقہ اوراق میں صحابہ، تابعین کے اقوال نقل کر آئے ہیں،

ہمارے قول کی وضاحت حسن نے بیان کی ہے جسے محمد بن نضر وزی نے نقل کیا ہے من الحسن اذا امرک الرجل صلاۃ واحدۃ متعبدًا فانہ لا یقضیہ ہاجب آدمی ایک نماز قصد اچھوڑ دے تو وہ اس کی قضاء نہ دے ،

محمد بن نضر فرماتے ہیں کہ حسن کے قول میں دو معانی کا امکان ہے ،  
 (۱) حسن تارک نماز عمدہ کو کافر کہتا ہے ، جس کی بنا پر کافر پر قضا نہیں ، کیونکہ کافر حالت کفر میں جو فرض چھوڑ دے ، اس پر فرض کی قضا نہیں  
 (۲) حسن تارک نماز کو کافر اس لئے نہیں کہتا ، کہ اللہ تعالیٰ نے فرض نماز کی ادائیگی کے لئے ایک وقت معین مقرر کیا جب اس نے وقت کو ترک کر دیا ، تو اسے فرض کے ترک پر وقت مامور کے باعث معصیت لازم آئی اور جب وہ ایسے وقت میں ادا کرے گا ، جس وقت کا وہ مامور نہیں تھا تو مامور غیر مامور میں اسے کس طرح فائدہ دے گی ! اس بنا پر تارک نماز کو وہ کافر نہ کہتا تھا ،

نتیجہ | حسن کا یہ قول ظاہری طور پر قابل انکار نہیں اگر علماء کا اجماع اسکے مخالف نہ ہو !

جس نے اس طریق کو اختیار کیا وہ ناسی اور نائم کے بارے میں کہتا ہے بعد وقت ادا کر لے ، جبکہ آپ سے یہ روایت منقول نہ ہوتی تو ارشاد نبویؐ جو اپنی نماز سے سو جائے یا مجھول جائے ، جب بیدار ہو تو نماز پڑھ لے ، اور ساتھ ہی فرمایا ایک صبح کی نماز میں آپؐ مع اصحاب سفر میں تھے سو گئے وقت گزر جانے کے بعد فجر کی نماز ادا کی ، حالانکہ ظاہری طور قضا واجب نہ تھی ، جناب رسول اللہؐ سے نماز کی قضا کا ثبوت ہے ، تو معاملہ ختم ہو گیا ،

محمد بن نضر نے جو ذکر کیا ہے وہ صریحاً خلاف ہے ، امت کا اس کے

خلاف اجماع ہے اس میں دو معانی کا امکان ہے،

(۱) اجماع خلاف کے بعد رونما ہوتا ہے،

(۲) ایک کا اختلاف اجماع کے لئے مضر نہیں ہو سکتا،

ان دو مسائل میں شدید نزاع ہے،

اس کا یہ قول کہ قیاس کا تقاضا ہے کہ نائم اور ناسی قضائے دس، کیونکہ

نائم اور ناسی کا وقت ہی وہ ہو گا جس میں وہ نماز یاد کرے گا، اور بیدار ہو گا، اس کے علاوہ اس کا دوسرا کوئی وقت نہیں، ”واللہ اعلم“

تمہارا یہ قول کہ تمام نے نقل کیا اور امت کا اجماع ہے اس بات پر جو شخص ماہ رمضان کا روزہ غزوہ اور تکبر کی بنا پر نہ رکھے، اس پر قضا رہے، جب اصحاب رسولؐ سے بات آئے گی تو نقل کہاں سے ہے،

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، جس نے رمضان کا ایک روزہ افطار کر لیا، بلا عذر وہ اس کی زمانہ بھر کے روزوں سے قضا نہیں دے سکتا، اگرچہ وہ روزہ رکھ لے، یہ روایت مشہور ہے،

وہ روایت کہاں ہے جو اس نے اور اس کے اصحاب نے بیان کی، جس نے رمضان کا روزہ افطار کیا یا اس کا کوئی ایک روزہ چھوٹ گیا تو اس سے کفایت کرے گا کہ اتنے روزے رکھ لے،

کہ نماز اور روزہ یہ قرض لازم ہے جسے ادا کرنا ہو گا، اگرچہ تمہارا یہ قول اس کا وقت موقت نکل جائے، ارشاد نبویؐ کے پیش، کہ اللہ کا قرض زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے ادا کیا جائے،

ہم اس کے جواب میں دو مقدمات پیش کرتے ہیں،

(۱) نماز اور روزہ اس کے ذمہ قرض ہے جو اسے قصداً بھڑ دے،

(۲) کہ یہ قرض قابل ادا ہے اس کی ادائیگی واجب ہے، پہلے مقدمہ میں کوئی نزاع نہیں، اور نہ ہی کسی اہل علم نے بیان کیا ہے کہ تاخیر سے قرض

معاف ہو جائے گا،

لیکن تم نے محض وہم بے راہ رومی سے کام لیا اور یہ نہ ہم نے اور نہ ہی کسی اہل اسلام نے ایسی بات کہی ہے،

دوسرے مقدمہ میں نزاع واقع ہوا ہے، اور تمہارے پاس اس کے قائم کرنے میں کوئی دلیل نہیں ہے، تم نے محل نزاع کو دعویٰ قرار دیا اور اسے مقدمات دلیل کا مقدمہ بنایا اور حکم بھی ثابت کر دیا، اور تمہارے فریق ہی کہتے ہیں مکلف کے لئے فوت شدہ نماز کا کوئی استدراک نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ ادا حق کو وقت ہی میں قبول کرتا ہے اور اس صفت پر جس کیلئے اسے مقرر کیا ہے اور اس پر انہوں نے دلائل پیش کئے ہیں جو تم نے بھی سنے ہیں، اس پر کیا دلیل ہے کہ حق قابل ادا ہے، شرعاً غیر وقت محدود میں اور خروج وقت کے بعد عبادت ہوگی،

ارشاد لسانِ رسالت: "اقضوا للہ فاد اللہ احق بالقضاء"  
۲۔ دین اللہ احق ان یقضی، اللہ کا قرض ادا کرو، اللہ تعالیٰ قضا کا حق دار ہے، اللہ تعالیٰ کا قرض زیادہ فائق ہے، اسے اتارا جائے، آپ کا یہ حکم معذور کے حق میں ہے نہ کہ مفروط کے حق میں، ہم کہتے ہیں اس طرح کا قرض قضاء کو قبول کرتا ہے، جیسا کہ جناب رسول کریمؐ نذر مطلق کے بارے میں فرمایا اس کے لئے محدود ظرفین وقت نہیں ہے،

صحیحین میں حدیث ہے جس کے راوی ابن عباس ہیں، ایک عورت نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ فوت ہو چکی ہے اور اس کے ذمہ نذر کار روزہ تھا، کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھ لوں؟ آپ نے اسے فرمایا: یہ بتا اگر تیری والدہ کے ذمہ قرض ہو تو اسے ادا کرے تو کیا وہ ادا ہو جائے گا؟ تو اس نے جواب دیا یقیناً، آپ نے

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح -

حکم دیا اپنی والدہ کی طرف سے نذرکار روزہ رکھ لے! ایک روایت میں ہے ایک عورت سمندر میں سفر کر رہی تھی، اس نے نذرمان لی اگر اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے نجات دی تو وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے نجات بخشی بغیر روزہ رکھنے کے فوت ہو گئی، تو اس کی قرابتدار جناب رسول کریم کے پاس تشریف لاکر پورا واقعہ ذکر کیا، آپ نے فرمایا تو اس کی طرف سے روزہ رکھ لے، (اہل سنن) اسی طرح اس شخص کے بارے میں جس کا حج عمرہ کے ختم سے فوت ہو جاتا ہے، کو حکم دیا اس قرض کو پورا کرے،

مسند اور سنن میں عبد اللہ بن دبیرؓ سے منقول ہے، ایک آدمی ختم قبیلہ کا آپ سے عرض کرنے لگا میرا باپ مسلمان ہے لیکن شیخ لا یتطبیع اکوب رحل! اتنا ضعیف ہے کہ وہ سواری پر سوار نہیں ہو سکتا، حالانکہ حج اس پر فرض ہو چکا ہے، کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں؟ آپ نے اسے فرمایا کیا تو اس کا اَبَرُؤْدُہ بڑا بیٹا ہے؟ اس نے کہا ہاں جی! آپ نے اسے فرمایا اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو اسے ادا کر دیتا، کیا وہ تیرے باپ کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا ہاں! آپ نے اسے فرمایا تو تو حج ادا کر لے،

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں ایک جہینہ قبیلہ کی عورت آپ سے عرض کرنے لگی! کیا میری والدہ نے حج کی نذرمانی ہے لیکن حج ادا کرنے سے قبل فوت ہو گئی ہے، کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں! تو آپ نے اسے فرمایا اگر تیری والدہ پر قرض ہو تو کیا اسے ادا کرے گی! اور ساتھ ہی فرمایا اللہ کا قرض ادا کرو، اللہ تعالیٰ زیادہ لائق ہے کہ اس کا قرض چکایا جائے، (متفق علی صحتمہ)

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ایک آدمی آپ کے پاس آکر عرض کرنے

۱۔ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۲ کتاب المناک، بروایت ابن عباس،

لگا میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس پر اسلامی حج واجب ہے !  
 کیا میں اس کی طرح سے حج پڑھ لوں؟ آپ نے اسے فرمایا اگر تیرا  
 باپ قرض چھوڑ جائے اور تو اسے ادا کر دے کیا وہ اس سے کفایت کرے گا؟  
 اس نے جواباً عرض کیا یقیناً، آپ نے فرمایا تو پھر تو باپ کی طرف سے حج  
 کر لے ! (دارقطنی)

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اسی قسم کے قابل ادارہ قرض کو ادا کرنا چاہیئے، اللہ  
 کا قرض زیادہ حق دار ہے کہ اسے ادا کیا جائے جو قضا احادیث میں مذکور ہے  
 اس سے مراد قضا عبادت موقت محدود طریقہ نہیں ہے جس نے اسے ضائع  
 کر دیا اس نے معصیت کا ارتکاب کیا، یہ وہ قرض ہے جسے شرعی نظر سے ادا  
 کیا جائے اور اگر غیر شرعی صورت پر ادا کیا جائے گا تو مفید نہ ہوگا۔

## فصل ۲۲

تمہارا یہ قول کہ ناظم اور ناسی در نماز دونوں معذور ہونے کے باعث  
 خروج وقت کے بعد ادا کریں، تو عمدہ نماز کا تارک اولیٰ ہے، اس کا جواب  
 کئی وجوہ سے ہے،

اس بات کا معارضہ کرنا جو صحیح ہو یا اس کی مثل، اس کی صورت  
 معارضہ | یوں ہے وقت کے گزر جانے کے بعد معذور پر قضا لازم  
 نہ آئے گی، اس شخص کی جو اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار ہے، اور  
 وہ اپنے فعل میں تفریط نہیں کرتا، تو اس کا عمل قبول ہوگا، رہی بات جو  
 شخص حدود اللہ سے تجاوز کرتا ہے، ربانی حکم کو ضائع کرتا ہے، عمدہ اور  
 ظلماً حق کو ترک کر دیتا ہے تو اس کی صحت قضا لازم نہ ہوگی، ایسی عبادت  
 کا صحت عبادت اور قبول، برأت ذمہ پر قیاس کرنا فاسد قیاس ہے،



۲۔ نیند اور نسیان کی وجہ سے معذور جس نے بے وقتی نماز اس وقت میں جو اللہ نے وقت مقرر کیا تھا، اس کا وقت اس وقت ہوگا جب یاد یا بیدار ہوگا، جیسا کہ ارشاد نبویؐ میں ہے، جو وقت میں نماز پڑھنا بھول گیا اس کا وقت وہ ہے جس میں وہ یاد کرے، (یہقی، دارقطنی)

وقت کی دو اقسام ہیں | ۱۔ وقت اختیار، ۲۔ وقت عذر،  
تو یہ اپنے وقت میں نماز پڑھے، تو اس پر غیر وقت پر نماز پڑھنے والے پر کیسے قیاس کیا جائے گا،

۳۔ شریعت نے عائد، ناسی، معذور کے موارد اور مصادر میں تفریق بیان کر دی ہے، اس میں کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے، ایک قسم کو دوسری قسم سے ملا نا جائز نہیں،

۴۔ ہم عائد مفطر سے نماز معاف نہیں کرتے اور نہ ہی ہم معذور کو حکم کرتے ہیں جس سے تمہاری ہم پر حجت قائم ہو جائے، بلکہ ہم مفطر متعدی لازم کرتے ہیں، سختی کرتے ہوئے کہ اس کے لئے استدراک کی کوئی سبیل نہیں ہے، ہم نے معذور غیر مفطر کے لئے قضاء کو جائز قرار دیا،

## فصل ۲۵

مسئلہ | تمہارا استدلال، اس ارشاد نبویؐ سے جس نے سورج کے غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی، اس نے عصر پالی، یہ کوئی صحیح حدیث نہیں ہے، اور نہ ہی تمہارے قول کے مطابق ہے جب کہ تم کہتے ہو وہ مدرک عصر ہے، اگرچہ وہ اس کا وقت نہ پاسکے، یعنی اس کا معنی ہیں کہ وہ مدرک بالفصل ہے، اس کا ادراک صحیح ہے جس سے وہ اپنے ذمہ سے بری ہوگا، اگر نماز خروج وقت کے بعد صحیح ہو تو ادر قبول کی

جاتی، تو اس کا ادراک ایک رکعت سے نہ ہوتا، اور معلوم ہے کہ آپ کا ارادہ یہ نہیں تھا جس نے ایک رکعت عصر کی پالی، اس کی نماز بغیر گناہ کے صحیح ہو گئی، بلکہ وہ عمدہ ایسے کرنے کے باعث اتفاقاً گنہگار ہو گا، کیونکہ اسے حکم دیا جائے گا کہ تمام کو وقت میں ادا کرے تو معلوم ہوا کہ یہ ادراک گناہ کو ختم نہیں کرتا بلکہ یہ ادراک موجب گناہ ہے،

اور اگر بعد غروب نماز صحیح ہوتی تو یہ فرق نہ ہوتا کہ وقت میں ایک رکعت پائے یا نہ پائے، اگر تم یہ کہو کہ اس نے غروب کے بعد موخر کیا تو وہ اعظم گناہ کا مرتکب ہوا، تو اس کا جواب یہ ہو گا کہ جناب رسول کریمؐ ادراک رکعت اور عدم ادراک رکعت میں کثرت گناہ اور خفیف گناہ میں تفریق نہیں کی، بلکہ آپؐ نے ادراک اور عدم میں تفریق کی ہے، بلاشبہ، مجموعہ نماز کا وقت میں فوت کرنے والا اس سے زیادہ عظیم ہے جو کثرت سے فوت کرتا ہے، ایک رکعت کے فوت کرنے والے سے اعظم ہے، ہم تم سے سوال کرتے ہیں اور گزارش کرتے ہیں کیا ایک رکعت سے ادراک حاصل ہو گا؟ کیا یہ ادراک گناہ کو ختم کر دے گا، حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے، یا ادراک صحت کا متقاضی ہو! اس میں کوئی فرق نہیں ہے ساری نماز فوت ہو جائے یا ایک رکعت فوت ہو جائے،

## فصل ۲۶

مسئلہ | تمہارا دلیل لینا کہ نبی کریمؐ نے خندق کے روز بغیر نیند اور نیاں کے نماز کو موخر کیا پھر اسے قضائے انتہائی افسوس ہے، اور اگر ہم اس قسم کا استدلال قائم کریں تو تمہیر قیامت برپا ہو جائے اور

تم ہم پر خطرناک قسم کی قیامت برپا کر دو گے،  
یہ حدیث اس شخص کے بارے میں کیسے حجت ہو سکتی ہے، جو اللہ کا نافرمان  
گنہگار، حدود کو توڑنے والا موجب سزا ہے!

پھر مثال اس شخص کی نماز فوت ہونے کی دینا جو تمام مخلوق سے مطیع  
پسندیدہ، ربانی حکم کی اتباع کرنے والے تھے، اس نماز کی تاخیر کرنے میں  
اور ربانی مرضیات کے متلاشی تھے، آپ کی تاخیر نسیان یا قصداً نہ تھی،  
اس لئے یہ حدیث تمہارے دعویٰ میں حجت نہیں بن سکتی،

اور اگر تم اسے نسیان کی وجہ قرار دو، تو ہم اور ساری امت اس کے  
قابل ہیں کہ ناسی (بھولنے والا) جب اسے وقت یاد آئے تو نماز ادا کر لے،  
اور اگر عامداً قصداً ہے، تو اس قسم کی تاخیر ایک وقت سے دوسرے  
وقت تک تو وہ جائز ہے،

جیسا کہ مسافر، نماز کو موخر کرے، اور معذور ظہر کو عصر تک موخر کرے،  
اور مغرب کو عشاء کے وقت تک،

اب اس بارہ میں اختلاف ہے کہ ایک شخص دشمن کے ساتھ لڑائی  
میں مشغول ہے اور ادھر نماز کا وقت ہو چکا ہے، اس سلسلہ میں تین اقوال ہیں  
۱۔ حالت قتال میں وقت پر نماز ادا کرے تاخیر نہ کرے، خندق کے  
دن کی تاخیر والا معاملہ منسوخ ہے، یہ قول امام شافعی، امام مالک، امام  
احمد، کے مشہور قول میں ہے،

۲۔ نماز کو تاخیر سے پڑھ لے جس طرح کہ رسول کریم ﷺ نے خندق کے روز  
کیا تھا، یہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے،

پہلا گروہ اس کا جواب یوں دیتا ہے کہ مسئلہ نماز خوف سے پہلے  
مشروع تھا، جب نماز خوف کا حکم دیا گیا تو کسی غزوہ اس کے بعد تاخیر  
کی اجازت نہ تھی،

امام ابوحنیفہؒ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ نماز خوف چند وجوہ کی بنا پر مشروع تھی جب تک لڑائی نہ ہووے، ممکن ہے کہ وہ ربانی حکم کے تحت نماز خوف کو دو صنفیں باندھ کر نماز پڑھیں، (۱) ایک صنف یہی نماز پڑھیں، ۲۔ دوسرے صنف والے نگرانی کریں، جنگ کی حالت میں یہ صورت ممکن نہیں ہے، تاخیر اس وقت جائز ہے جب قتال میں مشغولت ہو، اور نماز خوف لڑائی سے مشغولیت سے پہلے تھی اُنے سامنے کی حالت میں ادا کی جائے، نماز خوف کا اپنا مقام نماز جندق کا اپنا مقام ہے،

۳۔ تیسرا قول یہ ہے تقدیم اور تاخیر نماز مختار ہے، جس طرح ممکن ہو نماز ادا کر لے، یہ شافعی جماعت کا مذہب ہے، اسی طرح امام احمد کی دو روایات میں ایک روایت ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ نے نبی قرینہ کے موقع پر نماز کو یوں ادا کیا تھا، (یعنی بعض نے وقت پر اور بعض نے غروب شمس کے بعد یہ نماز عصر کی تھی)

قصہ بنی قریظہ ہم آئندہ اوراق میں بیان کریں گے،  
مذکورہ تین اقوال کے پیش عاصی، مفرط، اور متدبر کی تاخیر نماز کیلئے لئے، حجت نہیں ہے، بلکہ ایسا کرنے والا ربانی عقاب کا مستحق ہے نماز کے فوت کرنے کے باعث موجب گناہ ہے،

## فصل ۲

اس مسئلہ میں تمہارا استدلال کہ بنو قریظہ کے موقع پر اصحاب رسولؐ نے نماز عصر کو تاخیر سے ادا کیا تھا، خارج ہو گیا،  
اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا (۱) یصلین حد منکم العصر (۲) فی بنی قریظہ،

کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہ جو عصر کی نماز بنو قریظہ میں ادا کرے ،  
اس حدیث کے پیش ، صحابہ کی ایک جماعت نے راستہ میں نماز پڑھ لی ، اس دلیل سے تاخیر نماز کی ہیں اجازت نہیں دی ،  
دوسری جماعت نے عشاء کی نماز کے بعد بنو قریظہ میں عصر کی نماز ادا کی ، جب آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے دونوں جماعتوں میں سے کسی کو عتاب تک نہ کیا ،

نماز تاخیر سے ادا کرنے والے بھی مطیع رسول اللہ تھے ، جن کا اعتقاد وجوب تاخیر کا تھا ، کیونکہ انہیں اس وقت کا حکم دیا گیا تھا جس کے باعث انہوں نے بنو قریظہ میں نماز ادا کرنا تھی ،

اس واقعہ پر عاصی ، حدود اللہ کی بے حرمتی کرنے والے ربانی امور کے تابع داری کرنے والے پر کس طرح قیاس کیا جاسکتا ہے ..  
یہ قیاس انتہائی باطل اور فاسد ہے ، (ربا اللہ التوفیق)

**علماء کی رائے** | بعض علمائے ان اصحاب کی فضیلت بیان کی ہے جنہوں نے بنو قریظہ میں تاخیر سے نماز ادا کی تھی بالنسبت ان کے جنہوں نے راستہ میں نماز پڑھ لی تھی ، انہوں نے حقیقت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی تھی ، راستہ میں نماز پڑھنے والوں کی تاویل کے تحت نماز کو ادا کیا تھا ،

## فصل ۲۷

www.KitaboSunnat.com

تمہارا اس حدیث سے استدلال لینا کہ جناب رسول کریم نے فرمایا کہ جو امر نماز کو وقت سے تاخیر پر ادا کریں ان کی اقتدار میں نماز ادا کرنا تمہاری نفل نماز ہوگی ، تو یہ حدیث تمہارے لئے حجت نہیں ہو سکتی !

اس لئے کہ امر اردن کی نماز کو رات تک اور رات کی نماز کو دن تک موخر نہ کرتے تھے بلکہ وہ ظہر کو عصر کے وقت تک ادا کرتے تھے،

ہم اس سلسلہ میں گزارش کرتے ہیں، جب کسی نے جمعہ کی دو نمازوں میں سے ایک نماز کو موخر کیا اسے دوسری نماز کے وقت میں ادا کیا، اگر وہ غیر معذور ہے، اسی طرح جب وہ عصر کو غروب شمس تک موخر کرے، بلکہ جب کہ ایک رکعت کا وقت باقی رہے، جیسا کہ نص سے ثابت ہے، جناب رسول کریمؐ نے مدینہ میں دو نمازیں جمع کیں، بغیر خوف، اور بارش کے، اس بنا پر کہ امت پر کسی قسم کی تنگی نہ ہووے، اس قسم کی تاخیر حجت نماز کو نہیں روکتی،

تہا رایہ قول کہ جناب رسول کریمؐ نے اجازت دی کہ ظہر کی نماز کو عصر تک موخر کر لے، باوجودیکہ ظہر کا وقت جاتا رہے، اس کا جواب یہ ہے: وقت میں صلاتین فی الجملہ مشترک ہے۔

جناب رسول کریمؐ نے مدینہ میں بغیر خوف اور بارش کے نمازوں کو جمع کیا، یہ وہ طریقہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں، لیکن کیا نبی کریمؐ نے صبح کی نماز کو ضعی (چاشت) کے وقت بغیر نیند اور نسیان کے جائز قرار دیا ہے؟

تہا رایہ قول کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کی نماز سے سو جائے، جب دوسری ہو تو اس کے وقت پر نماز ادا کرے اس حدیث سے واضح ہوا کہ مفرط یا داتے کے بعد نماز ادا کر لے (اہتمام) اور یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ہے،

مقام تعجب ہے | اس حدیث سے کس طریق سے معلوم ہوا کہ جو شخص نافرمان حدود اللہ سے تجاوز کرنے والا صحیح وقت میں نماز فوت کر لے اور بعد وقت میں نماز ادا کر لے تو اس کے ذمہ سے برات ہوگی،

لے جامع ترمذی،

اور اس کی نماز قبول ہوگی؟ اس حدیث نے تم نے یہ مفہوم لیا کہ اذان کا  
الغد فلیصلہا لیا تھا؛ دوسرے روز کے وقت میں نماز (گذشتہ صبح) کی  
ادا کر لے، یعنی آپؐ نے تاخیر نماز کا حکم دیا!

یہ استدلال قطعی طور پر باطل ہے، آپؐ کا ہر گز ہرگز یہ مطلب نہ تھا،  
یہ حدیث صراحتاً اس مفہوم میں باطل ہے، حالانکہ آپؐ نے فرمایا جب بیدار  
ہو یا اسے یاد آئے تو نماز ادا کر لے، یہ جملہ حدیث میں زیادہ ہے،

محدثین اس زیادتی اور اس کے معنی کے بارے میں اختلاف کیا ہے کیا  
یہ زیادتی صحیح ہے، بعض حفاظ کے فرمان کے مطابق یہ زیادتی عبد اللہ بن  
ربیع کی طرف سے ہے، جس نے ابو قتادہ سے یا دیگر کسی راوی سے بیان  
کیا ہے،

امام بخاری فرماتے ہیں فلیصل اذاناً کمہا بوقتہا من الغد، کی  
منابت نہیں ہے،

عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ میں جناب رسول کریمؐ کے ساتھ  
ایک سفر میں تھا جب رات کا آخری حصہ ہوا تو ہم نے ڈیرہ ڈال لیا، ہم  
صبح کو سورج کے طلوع ہونے پر بیدار ہوئے، ہر آدمی عالم گھبراہٹ میں  
وضو کر کے لئے اٹھا، آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ آرام کرو، جب خوب سورج  
چڑھ آیا، آپؐ نے وضو کیا پھر بلال کو اذان دینے کا حکم دیا، دو رکعت  
سنت ادا کیں، پھر تکبیر کہنے کے بعد پھر نماز پڑھائی، صحابہ نے عرض کیا  
ہم اس نماز کو کل کی فجر کے ساتھ نہ ادا کر لیں، کیا تمہیں اللہ تعالیٰ نے سود  
کے قبول کرنے سے منع کیا اور تم سے قبول کر لے گا، (مسند احمد)

حافظ مقدسیؒ فرماتے ہیں اس میں دلیل ہے جو امام بخاری نے بیان کی  
ہے، کیونکہ عمران بن حصین جو اس میں خود موجود تھا میرے نزدیک ان دونوں  
احادیث میں کسی قسم کا تعارض نہیں، آپؐ نے دوسرے روز کے وقت پر



اعادہ کا حکم نہیں دیا، لیکن آپؐ نے دوسرے وقت کام کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ عیند اور نسیان سے وقت ساقط نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی جگہ پر واپس آتا ہے۔ قولہ کہ ثقیف قبیلہ کا ایک وفد آپؐ کے پاس آیا اور اس نے آتے ہی آپؐ سے چند سوالات کئے اس روز آپؐ نے ظہر کی نماز عصر کے ساتھ ادا کی اس حدیث کا سابقہ اوراق میں کئی بار ذکر جا چکا ہے، آپؐ کی تاخیر کا باعث ربانی قربت اور اطاعت کی بنا پر تھا، جس کا خلاصہ یہ ہو سکتا ہے مسلمانوں کے باعث دو نمازوں کو جمع کر دیا تو اس سے کس طرح لیا جاسکتا ہے کہ ربانی حدود کے باغی کے لئے تاخیر کو جائز قرار دیا جائے، اس قسم کی گنجائش صحیح نہیں ہو سکتی،

قولہ عہد نماز کو ترک کر دینا حتیٰ کہ اصل وقت ختم ہو جائے جمہور کے ہاں قولہ نو کبیرہ گناہ نہ ہوگا، اس پر افسوس ہی کافی ہے، حالانکہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ کبائیر سے ہے،

جب آپؐ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو شخص عصر کی نماز عہد ترک کر دیتا ہے، اس کے اعمال تباہ، نماز کے فوت ہو جانے سے کبیرہ گناہ کی تقویت کا باعث ہے، جب اعمال ہی برباد ہو جائیں، جنہ عمر رضی نے فرمایا بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کرنا کبائیر سے ہے، اس مسئلہ میں آپؐ کی کسی صحابی نے مخالفت نہیں کی بلکہ آپؐ کی آثار صحابہ سے ثابت ہیں، یہ مسئلہ تو جامع بین صلاتین کے لئے ہوا، لیکن جو شخص صبح کی نماز عہد اضحیٰ کے وقت میں ادا کرتا ہے اور عصر کی نماز اُدھی رات کے حصہ میں ادا کرتا ہے، اس کے متعلق کیا ارشاد ہے ؟

حالانکہ جناب ابو بکر رضی نے صراحتاً فرمادیا، اللہ تعالیٰ ایسی نماز ہرگز ہرگز قبول نہیں فرمایا اور آپؐ کی اس ارشاد میں کسی ایک صحابی نے بھی مخالفت نہ کی، اللہ تعالیٰ نے نماز سے غافل اور ضائع کرنے والے کو مقام

غنی، اور ویل، کے ساتھ وعید کی ہے، امت کے بہترین علماء و صحابہؓ نے اضاعت نماز کا معنی تاخیر وقت کیا ہے اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے،

**مقام تعجب ہے** | جب انسان کے عمل ہی برباد ہو جائیں تو اس سے اور کونسا زیادہ کبیرہ گناہ ہو سکتا ہے، اس کا یہ گناہ انسان کو ایسا بناتا ہے جس طرح کہ اس کا اصل اور مال تباہ ہو چکا اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دن کی نماز کو رات تک موخر کیا جائے اور رات کی نماز کو دن تک لیٹ کر لیا جائے بغیر کسی عذر کے تو کبیرہ گناہ نہ ہو! بلکہ ہم کہتے ہیں شرک باللہ کے بعد بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے، شرک کی منزا کے بعد سب سے بڑی منزا یہ ہے کہ انسان بغیر عذر کے دن کی نماز کو رات تک اور رات کی نماز کو دن تک لیٹ کر کے ادا کرے،

جناب مستور بن خرمہ حضرت ابن عباس کے ساتھ عمرؓ کے پاس تشریف لے گئے جب موصوف کو خنجر گھونپ دیا گیا تھا، ابن عباسؓ نے یوں ذکر کیا اے امیر المومنین نماز! آپؓ نے جواب میں فرمایا ہاں میں نے نماز پڑھ لی ہے، اور ساتھ ہی فرمایا نماز کے ضائع کرنے والے کا اسلام میں کچھ ہمت نہیں ہے،

اسماعیل بن علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ لوگوں کو ”تعلیمان الاسلام“ اسلام کی تعلیم دیتے تھے،

(۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت کو اس میں شرک نہ ہو، (۲) نماز جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے اسے اس کے وقت پورا کرو، کیونکہ نماز کی کوتاہی میں ہلاکت ہے، محمد بن نصر دوزی بیان کرتے ہیں کہ صحیح حدیث ہے، تارک نماز کافر ہے، عہد نبویؐ سے ہمارے زمانہ تک کے اہل علم کی متفقہ رائے ہے کہ نماز کو عہد ابلا عذر ترک کرنے والا، حتیٰ کہ اس کا اصل وقت ختم ہو جائے تو وہ کافر ہے،

ذہاب وقت کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کو غروب سورج اور مغرب کو طلوع فجر تک لیٹ کر کے ادا کرے،

اوقات نماز کا تذکرہ اس بنا پر کیا ہے کہ جناب نبی کریمؐ نے دو نمازوں کو عرفہ، مزدلفہ میں حالت سفر میں ادا کیا، ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کیا، جب آپؐ نے ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کیا، اور دوسری کو پہلی نماز کے وقت میں، تو ان دونوں کا ایک وقت ہو گیا،

حالت عذر کے باعث، جس طرح حائفہ کو حکم دیا گیا کہ جب وہ غروب شمس سے پہلے پاک ہو جائے تو وہ ظہر اور عصر کی نماز ادا کرے، مغرب اور عشاء کی نماز ادا کرے،

اور جو شخص عصر کی نماز کو لیٹ کر کے پڑھتا ہے، حتیٰ کہ سورج شیطان کے دو سینگوں میں ہو جائے، تو یہ نماز منافق کی نماز ہے، بارشاد نبویؐ: ایت اس کے متعلق کیا حکم دیں گے جو عشاء کے بعد نماز پڑھتا ہے،

ربانی ارشاد | اِنَّ تَجْتَنِبُوْا كِبٰرًا مَّا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نَكْرَهًا عَنْكُمْ سَيِّئًا قُلْمُ  
اگر تم کبیرہ گناہ سے اجتناب کرو جس سے ہم نے تمہیں روک

دیا ہے تو ہم تمہارے گناہ دور کر دیں گے، جب انسان کو کبائر سے روکا گیا ہے، اور وہ صبح کی نماز ضعیفی میں اور عصر کی نماز عشاء میں ادا کرے تو کیا ایسا شخص تمہارے قول کے مطابق غیر گنہگار بن جائے گا، جبکہ اس بات کا کوئی بھی قائل نہیں،

قولہ | ظاہری کا یہ قول عجیب ہے کہ وہ اصل کو توڑتا ہے، جب کہ وہ کہتا ہے، جو چیز اجماع سے واجب ہوگی اور اجماع سے ناقض ہوگی!

اس کا جواب یہ ہے: تمہارا نزاع تناقض چاہتا ہے تو اس صورت میں تناقض تمہارے قول کے لئے صحیح نہیں ہے،

سہ مشکوٰۃ باب اوقات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ازاہن عمرہ

اگر تم استعجاب کے ساتھ استدلال لیتے ہو تو نماز تو اس کے ذمہ اس  
اجماع سے تھی جو اجماع سے ہی ساقط ہوتی تھی، تو وہ یہاں مفقود ہے،  
تم سے سوال کیا جائے گا؟ کوئی وہ چیز تھی جس نے تاخیر سے تمہارا ذمہ ساقط  
کر دیا، اور تم اس سے بری الذمہ ہو گے۔

جو اس کا قائل ہے اس کا دعویٰ باطل ہے،  
اور اگر تم اس شکل میں کہتے ہو کہ وہ اس کے ذمہ اس وجہ سے تھی اسے ادار  
اور استدراک اس وقت میں ہی ہوا، تو یہ بالکل محال ہے، اس شکل میں اجماع اجماع  
مثل یا اقویٰ سے معارض ہوگا، تو ہم اس کا جواب دیں گے،  
مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے وہ شخص حد و د کے توڑنے اور تاخیر  
نماز پڑھنے کے باعث نافرمان ہے،

تو یہ ارتفاع اجماع کا مثل اجماع سے ہوگا، مسلمانوں نے بالکل اجماع  
نہیں کیا کہ بعد وقت نماز ادا کرنے سے کناہ اور زیادتی معاہوگی، ممکن ہے یہ بات  
کسی نے نہ کہی ہو، یہ فریقین کے دلائل سے متعلق ہے۔ اس کے علاوہ یہیں بحث  
نہیں ہے کہ کس نے مسئلہ میں پسند کیا ہے،

کتاب و سنت اور اقوال سنہ سے واضح ہو گیا کسی نے بھی اس انداز  
کو پسند نہیں کیا، (اللہ تعالیٰ اور ناصر ہو)

## فصل ۲۹

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید ماہ رمضان  
میں دن کو نسا کر کے والہ کو قضا کا حکم دیا اور مقامات میں،

(۱) جماع کرنے والا، (۲) قنی کرنے والا،

(۱) ابوالہرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

آیا، اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ماہ رمضان میں جماع کیا،  
اس حدیث میں یہ بھی مذکور ہے، آپ کے پاس ایک ٹوکرا کھجوروں کا لایا  
گیا، جس میں پندرہ ٹوپیٹے کھجوریں تھیں، اس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اسے حکم  
دیا کہ انت و اهل بتدک، تو خود ان کھجوروں کو کھا اور اپنے اہل بیت کو کھلا،  
ابن ماجہ میں و صوم یوما مکانہ! اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لے، و صوم یوما  
و تستغفر اللہ عن و حل، ایک دن کا روزہ رکھ لے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش  
مانگ لے،

۲۔ سنن اور مسند میں ابو ہریرہ سے حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ومن  
ذرعه القئی و هو صائم فلیس علیہ قضاء و من استقاد فلیقض ۱۰  
جس پر قئی غالب آئے اور روزہ کی حالت میں اس پر قضا نہیں اور جو جان  
بوجھ کر الٹی کرے اس پر قضا ہے،

**تبصرہ** | مذکورہ دونوں حدیثیں مسلول ہیں، جو سنداً صحیح ثابت  
نہیں ہیں،

رمضان میں جماع کرنے والے کا واقعہ اصحاب حدیث نے بیان کیا ہے  
لیکن کسی نے یہ الفاظ صوم یوما مکانہ کے ذکر نہیں کئے، اس حدیث کی سند  
میں عبد الجبار بن عمر ریلی، راوی ہے، جسے تمام ائمہ محدثین نے ضعیف کہا ہے،  
(۱) یحییٰ بن معین فرماتے ہیں، عبد الجبار کو نئی شے نہیں، اس کی حدیث نہ لکھی  
جائے، ایک بار آپ نے فرمایا یہ ضعیف ہے،

۲۔ ابو ہریرہ، ۳۔ سعدی، ۴۔ نسائی، نے بھی ابو معین کے قول کی تصدیق کی ہے

۵۔ امام بخاری فرماتے ہیں، لیس بالقوی یہ قوی نہیں ہے، کیونکہ اس کے  
پاس منکر احادیث تھیں،

۶۔ ابن عدی ۷۔ فرماتے ہیں اس کی اکثر روایات مخالف ہیں، اس کی روایات  
میں ضعف واضح ہے،

۱۰۔ بومرہ و مشکوٰۃ ج ۱ باب تشریح الصوم، ایضا ص ۱۰۰ فصل دوم ابو ہریرہ

۴۔ عبد الجبار سے ابن شہاب کے ائمہ نے روایات نقل کی ہیں، مالک وغیرہ، نے بھی لیکن انہوں نے صوم یوماً مکانہ کا قول نقل نہیں کیا، ابو مروان عثمانی نے ایک طویل سند سے بروایت ابی ہریرۃ اس واقعہ میں اقض یوماً مکانہ، کا ذکر کیا ہے،

داروردی نے بھی ابراہیم بن سعد عن لیث سے نقل کیا ہے، امام بیہقی فرماتے ہیں ابراہیم جو حدیث زہری سے بیان کرتا ہے اس میں یہ کلمہ درج نہیں،

حجاج بن ارطاة نے عمرو بن شعیب عن ابنہ عن جدہ سے ذکر کیا ہے، اس میں عمرو رازی ہے، وامر ان تقضی یوماً مکانہ، ہشام بن سعد نے زہری سے عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ میں صوم یوماً مکانہ، واستغفر اللہ کا ذکر کیا ہے،

لیکن ہشام نے عن ابی سلمہ والی روایت کی مخالفت کی ہے، حمید نے ابو ہریرۃ سے بیان کیا ان یصوم یوماً مکانہ یہ الفاظ ابن شہاب کے اصحاب کے مخالف ہیں اس لئے انہوں نے یہ الفاظ ذکر نہیں کئے، امام شافعی ابن مسیب سے بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول کریم کے پاس آیا اس نے حدیث بیان کی اس کے آخر میں فصوم یوماً مکانہ ہا اُصْنِتَ یہ مرسل مراسیل ابن مسیب سے ہیں،

داؤد بن ہند نے عطاء سے ذکر کیا ہے لیکن ان سے صوم یوماً مکانہ کا ذکر نہیں کیا،

ابن مسیب نے عطاء کی تکذیب کی ہے، ابن جہان فرماتے ہیں عبد الجبار کا حافظہ ردی تھا، بخطی ولا یعلم خطا کا اسے علم نہ رہتا تھا،

لہذا اس حدیث سے حجت لینا باطل ہوا،

۱۲۔ امام ترمذی کے نزدیک یہ حدیث حسن وغریب جدا ہے۔ ۱۲۰

۲۔ قنیٰ والی حدیث | من ذرعه القی فلا قضاء علیہ ومن استقاء فعلیہ القضاء، امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث

حسن غریب جدًّا،

۱۔ امام ترمذی کے نزدیک یہ حدیث حسن وغریب جدا ہے،  
محمد بن اسماعیل بخاری فرماتے ہیں، میرے نزدیک لا اراہ محفوظاً  
محفوظ نہیں،

۲۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں بیس ذاتی یہ روایت کچھ نہیں،  
۳۔ امام ترمذی نے کتاب العلل میں حدیث بیان کی اور اور امام بخاری  
سے اس کے متعلق دریافت کیا تو موصوف نے فرمایا لا اراہ محفوظاً میرے  
دیکر یہ روایت محفوظ نہیں،

۴۔ یحییٰ بن ابی کثیر عن ابن الحکم ابو ہریرۃ فرماتے تھے قنیٰ سے روزہ  
افطار نہیں ہوتا،

اگر حدیث کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی حجت نہیں، کیونکہ ایسا  
بھی ہو سکتا ہے، ایک معذور یا مرہق ضرورت کے وقت قنیٰ کر سکتا ہے  
عادت میں قنیٰ کرنے والا عذر کے تحت ہوگا ورنہ کوئی عقل مند انسان،  
بلا ضرورت عداً قنیٰ نہیں کرتا، اس کا مطلب یہ ہوگا قنیٰ کرنے والا قنیٰ سے  
روا کر رہا ہے جس طرح دوا پینے والا دوا پر پی کر علاج کرتا ہے،

ایسے انسان کی قضا بھی قبول اور اسے قضا کا حکم بھی دیا جائے گا،

اختلاف فقہاء | ایک شخص ماہ رمضان میں جماع کرتا ہے، جب ان  
سے کفار ادا کر دیا گیا اس پر واجب ہے کہ وہ اس

دن کا روزہ رکھے جس کو اس نے افطار کیا ہے!

اس مسئلہ میں تین اقوال جو امام شافعیؒ سے منقول ہیں،

۱۔ اس پر روزہ واجب، ۲۔ لایجب، روزہ واجب نہیں، ۳۔ اگر



اس نے غلام آزاد کرنے سے کفارہ دیا، یا کھانا کھلانے سے تو اس پر روزہ واجب ہے اور اگر اس نے روزہ کے ساتھ کفارہ دیا اس دن کی اس پر قضا واجب نہیں ہے،

## فصل ۳

چھٹا مسئلہ | جو شخص نماز باجماعت ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے لیکن وہ اکیلا نماز پڑھ لیتا ہے تو کیا اس صورت میں اس کی نماز صحیح ہوگی یا نہ؟

اس مسئلہ کی اساس دو اصولوں پر ہے !  
۱۔ نماز باجماعت فرض ہے یا سنت ہے؟  
اور اگر ہم کہیں کہ یہ فرض ہے تو کیا یہ صحت نماز کے لئے شرط ہے، یا اس کے بغیر صحیح ہوگی باوجود عصیان کہ تارک ہوگا؟  
پس یہ دو مسائل ہیں !

۱۔ پہلا مسئلہ میں فقہار نے اختلاف کیا ہے،  
عطاء بن رباح، حسن بصری، ابو عمرو، اوزاعی، ابو ثور، اور امام احمد اپنے ظاہر مذہب میں فرماتے ہیں کہ نماز واجب ہے،  
امام شافعی نے بھی مختصر مزی فی میں نفس پیش کی ہے کہ جماعت کیلئے بغیر عذر کے میں رخصت نہیں دیتا،

ابن منذر کتاب اوسط میں ذکر کرتے ہیں کہ جماعت میں اندھوں کو شمولیت کا حکم ہے اگرچہ ان کے گھر مساجد سے دور کیوں نہ ہوں، اس سے واضح ہوا کہ جماعت میں شامل ہونا فرض ہے نہ کہ مندوب،  
اس پر ابن ام مکتوم کی حدیث پیش کی کہ

انہ قال یا رسول اللہ ان یدنی ویدن المسجد غلاً وشجر اہل  
یسعنی ان اصری فی بکیتی؟ قال سمع الراقاۃ؟ قال نعم قال فائمہا!  
ابن ام مکتوم جو کہ نابینا تھا، اس نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا!  
میرے گھر اور مسجد کے راستہ میں اشجار اور کھجوریں ہیں کیا اس صورت  
میں مجھے گھر میں نماز ادا کرنے کی اجازت ہے، آپؐ نے فرمایا کیا تو اوقات  
کو سن لیتا ہے، موصوف نے جواب دیا ہاں آپؐ نے فرمایا پھر تجھے  
مسجد میں آنا ہے،

ابن منذرؒ فرماتے ہیں، جو شخص صبح اور عشاء کی نماز میں جماعت  
میں شریک نہیں ہوتا، اس کی نماز کا خطرہ ہے، پھر اس سلسلہ میں  
فرماتے ہیں کہ اخبار سے واضح ہوتا ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا  
واجب ہے، جو کہ معذور نہیں، اور فرید لطف یہ ہے کہ ابن مکتوم نابینا تھا  
اس کے متعلق آپؐ نے فرمایا میں تیرے لئے رخصت نہیں پاتا، جب  
اندھے کے لئے رخصت نہیں تو نابینا کے لئے بطریق اولیٰ رخصت نہیں ہے  
آپؐ نے جماعت کے اہتمام کے سلسلہ میں فرمایا بان ہرق علی  
قوم تخلقوا عن الصلوۃ بیوتہم، جو لوگ جماعت میں شرکت نہیں  
کرتے میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں،

اس ارشاد سے بات بالکل روشن ہے نماز باجماعت فرض ہے،  
اگر مستحب ہوتا جماعت میں شریک ہونا تو آپؐ مختلف کو آگ سے  
جلانے کی تہدید نہ فرماتے، معلوم ہوا کہ نماز باجماعت ادا کرنا فرض ہے،  
جس پر تہدید ثابت ہے، اس پر حدیث نمویؒ بروایت ابو ہریرہؓ ثابت  
ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اذان سن لینے کے بعد مسجد سے  
نکل گیا تو آپؐ نے اس وقت فرمایا اماھذا فقد عصی ابا القاسم  
اس شخص نے جناب ابو القاسم محمدؐ کو عیب کی نافرمانی کی ہے،

سہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۹۵ روایت ابن عمرؓ

**نتیجہ** | اگر انسان کو اقامت جماعت اور ترک جماعت میں اختیار ہوتا تو جماعت میں عدم شریک ہونے والے کو نافرمان ہونے کا حکم نہ لگایا جاتا، کیا لطف ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نماز خوف کو مال خوف میں جماعت سے نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے تو حالت امن میں تو زیادہ واجب ہے،

**نتیجہ ۲** | جن روایات میں جماعت میں عدم شرکت کی رخصت کا ذکر ہے ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو شرعی نقطہ نظر سے معذور ہیں، جماعت کی فرضیت کا حکم غیر معذور اصحاب کے لئے ہے، اور اگر حالت عذر اور غیر حالت عذر مساوی ہوتی تو رخصت ”چہ معنی دارو“!

**تاکید فرض جماعت** | جماعت میں شمولیت فرض ہے، اور اس پر تاکید شدید ہے، ارشاد نبوی:

من یسمع النداء فلم یجیب فلا صلاۃ لہ، جو شخص اذان سن لیتا ہے پھر نماز کے لئے نہیں آتا تو اس کی کوئی نماز نہیں،  
**ذکر اللہ نماز** | امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نماز کے لئے اذان کا ذکر کیا ہے، اذان اذیتہا الی الصلاۃ، اور جب تم نماز کے لئے اذان دو، (یعنی بلائے جاؤ)

۲۔ اِذَا تُؤَدُّ لَصَلَاةٍ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلَیْ ذِکْرِ اللّٰهِ،  
 جب جمعہ کے روز اذان دی جائے تو تمہیں نماز کے لئے کوشش کر کے آنا چاہیئے،

**اذان حکم نبویؐ** | جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ فرض نمازوں کے لئے نماز کو مقرر فرمایا،  
 ان واقعات سے بات واضح ہو گئی کہ مسافر یا مقیم کے لئے واجب ہے کہ وہ فرض نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرے،  
 ابن منذر رحمہ اللہ جو شخص جماعت میں شامل ہونے کی طاقت رکھتا ہے،

سہ سورۃ الجمعۃ ۱۸۰

میں اسے کسی صورت میں بغیر جماعت کے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا، اگر کوئی شخص جماعت میں شریک نہ ہو سکا تو وہ اکیلا نماز پڑھے، اس پر اعادہ کی ضرورت نہیں، چاہے وہ امام سے پہلے پڑھے یا بعد پڑھے، ہاں جمعہ کی نماز ایسی ہے اگر کسی نے ظہر امام کی نماز سے پہلے پڑھ لی تو اس پر اعادہ ضروری ہے، کیونکہ اس کی شمولیت فرض ہے، یہ تمام کلام ابن منذر کا ہے،

**جماعت کے متعلق مالکیہ اور حنفیہ کا فیصلہ** | حنفیہ اور مالکیہ کا مذہب ہے کہ جماعت سنت مؤکدہ ہے، لیکن ان کا یہ فیصلہ ہے کہ سن مؤکدہ کا تارک گنہگار ہے، نماز بغیر جماعت کو وہ صحیح قرار دیتے ہیں، سنت مؤکدہ اور واجب کہنے والوں کے درمیان اختلاف محض لفظی ہے

## نماز باجماعت ادا کرنے والوں کے وجوب کے دلائل

رَبَّانِي ارشاد: **وَإِذْ كُنْتَ فِيهِمْ فَأُمَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَعَكَ وَلِيَأْخُذُوا بِالْأَسْبَاطِ هُمْ إِذَا سَجَدُوا وَ أَلْيَكَ فَلَئِكُمْ ءَمْنٌ وَرَأْتِكُم مِّنَ الطَّائِفَةِ آخِرَى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ**

اور جس وقت آپ دن میں ہوں پس قائم کریں ان کے لئے نماز، پس ایک جماعت ان سے پس وہ تیرے پیچھے ہوں اور دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھے،

**وجہ استدلال** | اس آیت سے چند وجوہ کے باعث استدلال لیا گیا ہے، ۱۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ چھ دو بارہ دوسرے گروہ کے بارے میں حکم دے دیا،

وَلَمَّا تَطَافُتُ الْاُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ

دوسری جماعت جس نے نماز نہیں ادا کی وہ تیرے ساتھ نماز ادا کریں  
**نتیجہ** | اس آیت سے دلیل ہے کہ نماز باجماعت تمام پر فرض ہے جبکہ اللہ تعالیٰ پہلی جماعت کی باجماعت نماز کی ادائیگی دوسری جماعت سے نماز باجماعت کو ساقط قرار نہیں دیا، اور اگر جماعت سنت ہوتی تو یقیناً خوف کے عذر کے باعث نماز ساقط ہو جاتی، اور اگر نماز باجماعت فرض کفایہ ہوتی تو پہلے گروہ کے نماز ادا کرنے پر دوسری جماعت سے نماز باجماعت ساقط ہو جاتی،

قرآنی آیت میں تمام مسلمانوں پر نماز باجماعت کے واجب ہونے کی دلیل ہے،

اس کی تین اسباب ہیں،

۱۔ پہلے ان کو حکم دیا، ۲۔ پھر انہیں دوبارہ حکم دیا، انہیں حالت خوف میں نماز باجماعت چھوڑنے کی رخصت نہیں دی،

**دوسری دلیل** | ربانی ارشاد: يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعُوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتُطِيعُوْنَ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعُوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ  
 جس دن پٹنوں سے کھولا جاوے گا، اور انہیں سجدہ کی طرف بلایا جاوے گا، اور انہیں سجدہ کی طرف بلایا جاوے گا، پس وہ سجدہ کرنے کی طاقت نہ رکھیں گے، اس حال میں کہ ان کی آنکھوں پر ذلت ہوگی، اور تحقیق دنیا انہیں سجدہ کی طرف دعوت دیتی جاتی تھی جبکہ وہ سلامت تھے،

**وجہ استدلال** | اس آیت سے وجہ استدلال یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا اس بنا پر دی کہ دنیا میں انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، جب انہوں نے داعی کے حکم کا انکار کیا،

جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ داعی کی اجابت یہ ہے مسجد میں اگر جماعت میں حاضر ہونا، نہ یہ کہ اکیلے گھر میں نماز پڑھ لی،

جناب رسول کریمؐ نے بھی ”اجابت“ کی تشریح کی ہے،

عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل اعمى فقال یا رسول اللہ، لیس لی قائد یقودنی الی المسجد، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یرخص لہ فرخص لہ فلما ولی دعاہ فقال هل سمیع الذاء؟ قال نعم فاجابہ (صمیم مسلم)

ایک نابینا شخص آپؐ کے پاس اگر عذر پیش کرنے لگا میرا کوئی راہنما نہیں جو مجھے مسجد میں لائے، آپؐ مسجد میں نہ آنے کی رخصت طلب کی تو آپؐ نے اسے رخصت سے نوازا، جب وہ رخصت لیکر واپس پلٹا تو آپؐ نے اسے فرمایا کیا تو اذان سن لیتا ہے، ہاں میں اذان سن لیتا ہوں، تجھے ضرور دعوت قبول کرنا ہوگا۔

**نتیجہ** | اس حدیث کی روشنی سے واضح ہوا، اذان سننے کے بعد گھر میں نماز کی اجازت نہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت کے لئے مسجد میں حاضر ہونا وہ حکم ہے جس کی تعمیل ضروری ہے،

اس پر عبداللہ بن ام مکتوم کا واقعہ شاہد ہے کہ موصوف نے عرض کیا کہ مدینہ میں موفی جانوروں کے علاوہ درندے ہیں، آپؐ نے فرمایا کیا تو حیّٰ علی الصلوٰۃ، حیّٰ علی الفلاح (نماز اور فلاح کی طرف آؤ) سن لیتا ہے موصوف نے جواب دیا کیوں نہیں، آپؐ نے فرمایا پھر ضرور بضرور حاضر ہونا،

حیّٰ علی عربی گرائمر میں اسم فعل امر ہے جس کا معنی ”اجب، اقبل“ اس دعوت کو قبول کیجئے اور متوجہ ہونا ہے، صراحت ہے کہ اجابت کا مطلب جماعت میں شمولیت کرنا، جو نماز باجماعت سے پیچھے رہتا ہے اس نے

اجابت نہ کی،

اکثر سلف | نے ربانی ارشاد وقد کانوا یدعون الی السجود وهم  
سالمون کا مطلب یہ لیا ہے کہ اس سے مراد حی علی  
الصلوة وحیی علی الفلاح مراد ہے،

اس دلیل کی بنیاد دو مقدمات پر ہے:

۱۔ اجابت واجب ہے، ۲۔ اجابت تب حاصل ہوگی جب جماعت  
سے نماز ادا کی جائے گی،

یہی مفہوم صحابہ کرام نے اس آیت سے لیا ہے، جسے ابن منذر نے  
کتاب اوسط میں صحابہ و صحابیات کے اقوال نقل کئے ہیں،

اقوال صحابہ و صحابیات در اجابت جماعت | ابن مسعود اور ابو موسیٰ  
کے اقوال نقل ہیں کہ

جو شخص اذان سن لیتا ہے پھر وہ نماز جماعت سے نہیں پڑھتا لاجواز  
صلائہ دہنا سہ، اس کی نماز سر سے اوپر نہیں جاتی، ہاں عذر کی صورت  
میں جائز ہے،

۲۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں جس نے اذان سن لینے کے بعد جماعت کے  
ساتھ نماز نہیں پڑھی، اس نے خیر کا ارادہ نہ کیا،

۳۔ جناب ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ فرزند آدم اپنے دونوں کانوں میں  
سکہ پگھلا کر ڈال لے یہ بہتر ہے، اس سے کہ اذان سن کر جماعت میں شرکت  
نہ کرے،

ان اقوال اور دیگر اقوال صحابہ سے واضح ہے کہ جماعت میں حاضری ہی  
کا نام ”اجابت“ ہے جو نماز باجماعت میں شرکت نہیں کرتا وہ ”متخلف“  
ہونے کے باعث ”عاصی“ نافرمان ہے،

۳۔ ارشاد ربانی: وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعِ



الرَّاكِعَيْنِ ۖ لِمَا قَامَ كَرُوْا، اور زکوٰۃ دو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو،

وہما استدلال | اللہ تعالیٰ نے رکوع کا حکم دیا ہے، رکوع سجدہ نماز ہے، رکوع کا نام اس لئے لیا کہ چونکہ نماز کا رکن ہے اور نماز کی تعبیر ارکان اور واجبات سے ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا نام سجدہ قرآن، تسبیح سے لیا ہے،

راکعین کے لفظ سے ایک دوسرا فائدہ ہے یعنی نماز کا فعل نمازیوں کی جماعت سے ہوگا، نمازیوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا ہی مفید ہے، ربانی حکم باجماعت نماز پڑھنے کا اس حالت اور صفت میں مفید ہے کہ اسی حالت اور صفت میں نماز ادا کی جائے،

ایک سوال | اَلَمْ نَرْفَعُوْا مَعَ الرَّاٰكِعَيْنِ کَا حَکْمٍ یَّا صُرَیْہُ اَقْنَتِیْ لَیْسَ بِذٰلِکَ وَاسْجُدْیْ وَاسْرُکْعِیْ مَعَ الرَّاٰكِعَيْنِ،  
مریم اپنے رب کی عبادت کرو اور سجدہ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو، سے متصادم ہے، کیونکہ عورت کے لئے نماز باجماعت ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

جواب | اس آیت میں صرف اور صرف سیدہ مریم کو نماز باجماعت کا خاص حکم ہے، ہر عورت کے لئے یہ حکم نہیں ہے، کیونکہ ربانی حکم و اَقِمُوا الصَّلٰوۃَ وَاَتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَسْرُکْعُوا مَعَ الرَّاٰكِعِیْنَ، عام مردوں کے لئے حکم ہے،

خصوصیت مریم | سیدہ مریم کی جو خصوصیات ہیں وہ کسی دیگر عورت میں نہیں ہیں، اس کے پیش موصوفہ کو باجماعت نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، دیگر کسی عورت کے لئے یہ حکم نہ تھا،

اس کی خاص وجہ تھی کہ موصوفہ کی والدہ نے نذر مانی تھی، یہ بڑی اٹا کیلئے،  
نہ نقرہ

اللہ کی عبادت کے لئے، اور مسجد میں رہنے کے لئے آزاد ہو گئی، چنانچہ موصوفہ ہمیشہ مسجد میں رہا کرتی تھیں، جس کے پیش اسے باجماعت نماز پڑھنے کا پابند بنادیا گیا، جب اللہ تعالیٰ نے موصوفہ کا امتحان لے لیا اور اسے کائنات ارضی کی عورتوں سے پاک بنا کر منتخب کر لیا تو اسے خصوصیت سے اطاعت کا حکم دیا،

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهُ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰۤی نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ ۝

یَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِيْنَ ۝

جب فرشتوں نے کہا اے مریم بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھے منتخب کر لیا اور تجھے پاک کیا اور تجھے جہان والی عورتوں سے چن لیا، (لہذا) اے مریم تو اپنے رب کی عبادت کر اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ،

اگر یوں کہا جاوے کہ مردوں کو تو حکم تھا کہ وہ جماعت سے جماعت

**سوال** | ادا کریں تو مریم کے لئے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہ ان کی حالت رکوع میں رکوع کرے، بلکہ اسے حکم دیا گیا جس طرح وہ کرتے ہیں مریم بھی ویسا ہی کرے،

اس پر ربانی ارشاد شاہد ہے،

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ،

معیت، مشارکت فعل کو چاہتی ہے اس میں مضاف نہیں ہوتی کہ

**سوال** | ایک ساتھ مطلوب ہو،

بعض کے ہاں معیت مابعد اور ماقبل مصاحبت مراد ہوتی ہے، حقیقت معیت، مشارکت سے زیادہ مفید ہوتی ہے، خصوصاً نماز میں، مثال کے طور پر اگر یوں کہا جائے: صل مع الجماعة اوصليت مع الجماعة، نماز باجماعت پڑھو، یا تو نے باجماعت نماز پڑھی ہے، اس سے مقصود نماز میں

۱۔ آل عمران ۱۰۳، ۲۔ سیدہ مریم کی والدہ کا نام حضرت، ۳۔ اہلبیت والہزار ابن کثیرؒ، مترجم،

اجماع بیا جائے،

**چوتھی دلیل** | ارشاد نبویؐ: عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لقلد ھمت ان امر محطب فیحتطب شحرا صر بالصلاۃ فیؤذن لھا شحرا صر رجلا فیوم الناس شحرا خالف الی رجلا ل فاحرق علیہم سربوتہم صر،

والذی نفس بیدہ لولعلہم احدھما نہ یجد عرقا سمینا او مرما متین حسنیتین لشہد العشاء ص صحیحین ولفظ البغاری، جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے اہتمام کا ارادہ کیا کہ لکڑی جمع کرنے کا حکم دوں پھر اذان برائے نماز کا حکم دوں، پھر ایک آدمی کو حکم دوں وہ امامت کے فرائض سرانجام دے پھر میں لوگوں کے گھروں میں جا کر ان کے گھر جلا دوں،

دوسری روایت میں ہے: اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کسی آدمی کو علم ہو جائے کہ (وہ مسجد میں) ہر گوشت والی بڑی، یا پائے پالیکا تو وہ ضرور بظور وعشار کی نماز میں حاضر ہوتا،

**دوسری حدیث** | جناب ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ ارشاد نبویؐ یوں بیان کرتے ہیں کہ: منافقین پر فجر اور عشاء کی نماز بھاری ہے اگر لوگوں کو ان دو نمازوں کی عظمت کا علم ہو جائے تو یقیناً گھٹنے کے بل گھسیٹ گھسیٹ کر آئیں، اور تحقیق میں نے ارادہ کیا کہ نماز کا حکم دوں اس کی اقامت کہی جائے پھر میں کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں چند آدمیوں کو لے جا کر ایک لکڑی کا گٹھا اٹھا کر ایسے قوم کی طرف جاؤں جو نماز جماعت سے نہیں پڑھتے ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں،

فی روایۃ :- لولا ما فی البیوت من النساء والذریۃ اقمنا صلاۃ

والعشاء وامرت فتیاتی یحرقون ما فی البیوت ۲

۱۔ مشکوٰۃ ج ۱۱۹ بروایت ابی بن کعبہؓ، ۲۔ ایضاً بروایت ابی ہریرہؓ باب الجماعت

ایک روایت میں ہے اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز قائم کرتا اور لونجواؤں کو حکم دیا کہ ان کے گھروں کے اثاثہ کو جلا دو۔

**اساقطون** عدم وجوب جماعت کے دلائل | یہ لوگ پیش کرتے ہیں کہ

نماز باجماعت پڑھنا واجب نہیں ہیں اس پر وہ چند اسباب پیش کرتے ہیں:

۱۔ ارشاد نبویؐ و عید پر موقوف ہیں، جس طرح آپؐ نے جمعہ سے غافل رہنے والوں کے متعلق فرمایا:

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقوم یتخلفون عن الجمعة، لقد هممت ان امر رجل یصلی بالناس، ثم احرق علی رجال یتخلفون عن الجمعة بیوتہم، (صحیح مسلم)

ارشاد نبویؐ بروایت ابن مسعودؓ جو قوم جمعہ سے پیچھے رہے جاتے ہیں میں نے ان کے متعلق ارادہ کیا کہ ایک آدمی کو حکم دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تو جو لوگ جمعہ سے غافل رہتے ہیں میں ان کے گھروں کو بھونک دوں،

۲۔ یہ منرا اس وقت جائز تھی جب عقوبات مالیہ، ”مالی منرا“، دینی جائز تھی، جب مالی منرا کا حکم منسوخ ہو گیا تو منرا بھی ختم ہو گئی،

۳۔ آپؐ نے ”ہم“، منرا کا ارادہ کیا ہے منرا ہی نہیں ہے، اگر جلا نے کی منرا جائز تھی تو واجب تھا جلا تے، کیونکہ منرا میں دونوں طرفیں مساوی نہیں ہوتیں بلکہ واجب یا حرام ہوگی، جب آپؐ نے کسی سورت کو اختیار نہیں کیا تو جائز نہ رہا، تو ہماری دلیل سے ثابت ہوا کہ فرض ساقط ہے، کیونکہ آپؐ نے بھی پیچھے رہنے کا ارادہ کیا اور حالانکہ واجب کے ترک کا ارادہ نہ کرنا پناہیٰ تھی اور ساتھ ہی وہ کہتے ہیں کہ آپؐ نے ان کے گھروں کو نفاق کے پیش جلا نے کا حکم دیا تھا نہ کہ اس وجہ سے کہ وہ جماعت میں حاضر ہونے سے پیچھے رہتے ہیں،

**موجبون** | جو لوگ جماعت میں حاضریٰ کو واجب قرار دیتے ہیں:

جو دلائل عدم وجوب کے تم نے پیش کئے ہیں وہ حدیث سے ثابت نہیں ہیں، اور تمہارا یہ قول کہ وعید صرف جمعہ کے تارک کے متعلق ہے، ہاں یاد رہے وعید نبویؐ تارک جمعہ اور تارک جماعت کے لئے بھی ہے۔  
جناب ابو ہریرہؓ کی حدیث تارک جماعت کے حق میں واضح ہے، اور یہی وضاحت حدیث کے آغاز اور آخری جملہ میں بھی ہے،  
اور عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث تارک جمعہ کے لئے بالکل واضح ہے، لہذا دونوں احادیث میں کسی قسم کا اختلاف نہ رہا۔

تمہارا یہ قول کہ حدیث منسوخ ہے۔ یہ دعویٰ قابل عدم التفات ہے، اس حدیث میں نسخ کی کوئی شرائط ہیں جو معارض اور مقام متاخر ہیں، منسوخ کے دعویٰ پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔  
اکثر لوگوں کا دعویٰ ہے یہ حکم منسوخ ہو چکا، اور اجماع سے بھی نسخ کو ثابت کرتے ہیں، حالانکہ یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے۔

یاد رہے ہم دعویٰ نسخ اور دعویٰ اجماع کے پیش کسی صورت میں سنت صحیحہ کو نہیں چھوڑ سکتے، ہاں اگر صحیح نسخ متاخر حکم مل جائے جسے آئمہ نے نقل کیا ہو، یہ کہ صورت میں تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ محفوظ کو ترک کر دیا جائے منسوخ کو قبول کر لیا جائے، اس صورت میں تو دین کا خاتمہ ہو جائے گا،

بے شمار متعصب لوگ اپنے مذہب کی حمایت میں صحیح احادیث کی تاویل کرنے سے گریز نہیں

## متعصبین کی چال

کرتے، جب وہ حدیث اپنے مذہب کے مخالف پاتے ہیں تو دعویٰ اجماع کو پیش کر کے مخالفت شروع کر دیتے ہیں، یہ اہل اسلام میں سے کسی کا طریقہ نہیں ہے، بلکہ ہمیشہ سے آئمہ اسلام کا یہ دستور رہا ہے کہ جب وہ صحیح حدیث صراحت سے پالیتے تو وہ اسے اجماع، غلط تاویل اور نسخ سے باطل نہ کرتے تھے،  
اس سلسلہ میں امام شافعیؒ، امام احمدؒ، شدید ترین اجماع اور نسخ کے مخالف تھے،

جناب رسول کریمؐ نے جو ارادہ فرمایا تھا اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ کہ گھروں میں (غیر مکلف) یعنی بچے اور عورتیں ہیں، اگر آپ اہل خانہ کو جلا دیتے تو ان پر زیادتی ہوتی جس پر جماعت میں شرکت واجب نہ تھی، یہ اس بنا پر جائز نہیں کہ جس طرح حدِ حاملہ پر واجب ہے لیکن حدِ بچے/بچی کی پیدائش کے بعد ہوگی۔

۱۔ جناب رسول کریمؐ جو فعل جائز نہیں ہوتا آپ اس کا ارادہ نہ کرتے تھے، ان سوالات کا بعض لوگوں نے یوں جواب دیا ہے، کہ وہ قوم آپ سے خوفزدہ تھی، کہ آپ سے یہ جملہ سنیں، پھر وہ تخلف عن الجماعة پر اصرار کریں، تمہارا یہ قول کہ حدیث عدم وجوب جماعت پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ آپؐ نے صرف ارادہ، ترک کا کیا تھا، ایسا کسی نے خیال نہیں کیا، اور نہ ہی آپؐ کے متعلق کوئی گمان کرتا ہے کہ آپؐ ایک مسلمانوں کی جماعت کو آگ کے ساتھ جلانے کی سزا دیں اور ان کے گھروں کو آگ سے جلا دیں، سنت کے ترک کے پیش جبے اللہ اور نہ ہی اسکے رسولؐ نے واجب قرار دیا ہو، اور نہ ہی آپؐ کے اصحاب جو آپؐ کے ساتھ ان کے گھروں میں جاتے وہ جماعت سے نماز ادا کرتے، اگر آپؐ اکیلے نماز پڑھتے تو اس وقت واجب ہوتے،

۱۔ وجوب جماعت، ۲۔ وجوب عقوبت۔

یعنی نافرمان کو سزا دینا اور ان سے جہاد کرنا، تو واجبین کو ترک کر دیا اعلام کے لئے (بناتے) جس طرح کہ نماز خوف کی حالت ہوتی ہے،

تمہارا یہ قول کہ آپؐ نے ان کے نفاق کے باعث سزا کا ارادہ کیا تھا نہ کہ عجات میں عدم شرکت کی بنا پر اس طریقہ سے دو ممنوع چیزیں لازم آئیں گی،

۱۔ جو عبرتناک سزا آپؐ دینا چاہتے تھے وہ باطل ہو جائے گی کیونکہ حکم کا تعلق عجات میں عدم شرکت کی بنا پر تھا،

۲۔ عبرت کا حکم جب باطل ہو جائے گا، تو منافقین کو نفاق پر سزا نہ ہوگی، بلکہ ان کے ظاہر عمل کو قبول کیا جائے گا اور ان کے اندرونی کیس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے گا،

## پانچویں دلیل

جناب رسول کریم کے پاس ایک نابینا آیا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! میرے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں جو مجھے مسجد میں لائے، آپ سے اس نے رخصت مانگی، آپ نے اسے رخصت دے دی، جب وہ جانے لگا تو آپ نے فرمایا کیا تو اذان سن لیتا ہے؟ اس نے کہا ہاں جی، تو فرمایا وہ فاجب نماز مسجد میں پڑھنا ہوگا،

یہ نابینا ابن ام مکتوم تھا، اس کے نام میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں عبداللہ اور بعض کے ہاں عمرو، نام تھا، (رواہ مسلم)

عمرو بن ام مکتوم خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا انا ضریب شاسع الدار، ولی قائد لا یمینی، فہل یجد لی رخصة، اے اصلی فی بیٹی؟ قال تسمع النداء؟ قال نعم، قال ما بجد لك رخصة، مسند احمد (سنن ابی داؤد)

میں اندھا ہوں، گھر دور ہے، میرا قائد میرا ساتھ نہیں دیتا، کیا میرے لئے رخصت ہے، آپ نے جواب میں فرمایا تیرے لئے میرے پاس کوئی اجازت نہیں (جماعت سے غیر حاضری کی)

## مستقطول وجوب

جو لوگ واجب کو ساقط قرار دیتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ یہ امر استجبائی ہے امر وجوبی نہیں ہے، آپ کا فرمان ”لا بجد لك رخصة“، یعنی اگر تو جماعت کی فضیلت کا ارادہ رکھتا ہے، تو وہ اس کا جواب دیتے ہیں یہ حکم منسوخ ہے،

دوسرا گروہ جو امر کو مطلق وجوب کے قائل ہیں، کہ جب آپ نے صراحت کر دی کہ مختلف نابینا، معذور، مسجد سے دور رہائش پذیر کے لئے رخصت نہیں، اگر انسان کو اختیار ہوتا کہ اکیلا نماز پڑھے یا جماعت کے ساتھ تو ضرور نابینا کو اختیار مل جاتا،

ابو بکر بن منذر فرماتے ہیں نابینا حضرات کے لئے جماعت میں حاضری واجب ہے۔



اگر چہ ان کی رہائش مسجد سے دور ہو، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت میں حاضر ہونا واجب ہے مستحب نہیں جبکہ آپؐ نے عبداللہ بن ام مکتوم نابینا سے فرمایا:  
لا اجد لك رخصة تيرے لئے اجازت نہیں تو بیٹا! (اکھول والا، اولیٰ رخصت کا حق دار نہیں،

**چھٹی دلیل** | عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
من سمع النداء فلم يمنع من اتباعه عزرا قالوا وما العذر  
قال خوف او مرض، لم تقبل منه الصلاة التي صلاها، (ابوداؤد، ابوحاتم،  
صحيح ابن حبان ۱۰

جناب رسول کریمؐ نے فرمایا، جس نے اذان سن لی پھر اسے نماز میں شمولیت کے لئے عذر نہ روک لیا، صحابہ نے عرض کیا عذر کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا  
خوف، یا مرض، تو ایسے شخص کی نماز قبول نہ ہوگی،

**مسقطون** | جو لوگ وجوب نماز باجماعت کو ساقط قرار دیتے ہیں، اس حدیث کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث میں (علتان) دو سبب  
تقلیل ہیں ۱۲ اس حدیث کی سند میں معارک عبدی ہے جو محدث کے ہاں  
ضعیف ہے، (۲) ابن عباس کا قول ہے حدیث نہیں،

**موجبون** | جو نماز باجماعت کو واجب قرار دیتے ہیں، ابن عباسؓ کی حدیث سے  
دلیل پکڑتے ہیں،

ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من سمع النداء فلم يجب فلا صلاة له الا  
من عذر، (دواء، قاسم بن اصبغ فی کتابہ)

کہ جناب نبی کریمؐ نے فرمایا جس نے اذان سن لی پس اس نے پس اس نے نماز  
ادانہ کی، اس کی بغیر عذر کے نماز نہ ہوگی، (اس سند سے یہ روایت صحیح ہے)

۲۔ ابن عباسؓ سے ابن منذر نے مرفوع حدیث بیان کی ہے، یہ لوگ معارک عبدی  
کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ موصوف سے جلیل القدر محدث ابواسحاق یحییٰ نے روایت

۱۰ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۹۰ دارقطنی روایت ابن عباسؓ

کی ہے اور اگر اسے مرفوع نہ تسلیم کیا جائے تو ابن عباسؓ کی حدیث بیان کردہ بلاشبہ مرفوع ہے،

۲۔ ایک ایسے صاحب کا قول ہے جس کی کسی صاحب نے مخالفت نہیں کی،  
**ساتویں دلیل** | ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے آپ کو قیامت کے روز بحالت مسلمان خوش ہونا دیکھنا چاہتا ہے، اسے چاہیے پانچ نمازوں کو پابندی سے (کمیت تعداد، کیفیت طریقہ) ادا کرے، کیونکہ نمازیں ہدایت کے طریق ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو ہدایت کے طریقے بتائے، اور اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں پڑھو، جس طرح یہ شخص جماعت سے الگ گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تم نبیؐ کی سنت کو چھوڑ دو گے، اور جب نبیؐ کی سنت کو چھوڑ دو گے تو جاہدہ حق، سنت سے بھٹک جاؤ گے، جب بھی کوئی شخص طہارت اور وضو، عمدہ کرتا ہے پھر وہ مسجد کی راہ لیتا ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلہ میں ایک نیکی، ایک درجہ بلند، اور ایک گناہ ہٹایا جاتا ہے نماز سے تاخیر کرنے والا منافق ہے، جس کے نفاق میں کوئی شبہ نہیں۔

(اس حدیث کے سننے کے بعد) ہم نے لوگوں کو دیکھا کہ اسے دونوں کندوں سے پکڑ کر صوف میں کھڑ کیا جاتا، ایک روایت میں یوں مذکور ہے کہ جناب رسول کریمؐ ہمیں ہدایت کے راستے سکھائے اور ان سے نماز کا ادا کرنا اس مسجد میں جس میں اذان دی جاتی ہو، (رواہ صحیح مسلم)

**وجہ استدلال** | جماعت میں شرکت نہ کرنے والا منافق ہے، جس کے نفاق میں سے کسی قسم کا شبہ نہیں، ظاہر نفاق کی علامت مستحب ترک اور فعل مکروہ کی بنیاد نہیں ہوتی جس نے نفاق کی علامات کو غور سے دیکھا اس نے پایا کہ فرض کے ترک اور حرام کے ارتکاب سے نفاق پایا جاتا ہے، اس معنی کی تاکید آپ کے اس قول سے واضح ہے جسے خوش گناہ کہ قیامت میں مسلمان بن کر اللہ سے ملاقات کرے، اسے چاہیے کہ پانچوں نمازوں پر حفاظت کرے، جب ان کی اذان دی جائے،

گھر میں نماز پڑھنے، جماعت میں شرکت نہ کرنے والا تارک سنت ہے، یعنی اس نے رسول کریمؐ کے طریقہ کو ناپسند کر کے چھوڑ دیا، جس پر آپؐ مالک تھے اور اس شریعت کو ترک کر دیا جو امت کے لئے مقرر کیا تھا۔

یاد رہے اس جگہ سنت سے مراد یہ نہیں کہ جب یہاں کر لیا اور جب یہاں ترک کر دیا، اگر چھوڑ دیا تو گمراہ نہ ہوگا، اور نہ ہی منافق بنے گا، جیسے کوئی شخص صبح کی نماز رات کا قیام، سوموار، جمعرات کا روزہ،

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اذا کانوا ثلاثۃ فلیزمہم واحد ہم و احقہم بالامۃ اقرعہم  
”رواہ مسلم، ۱۷۸“

بعض دلیل

جناب رسول کریمؐ نے فرمایا جب تین افراد ہوں تو ایک ان میں سے امامت کرے اور امامت کا مقدار قاری ہے (یعنی عالم)

اس حدیث سے واضح ہے کہ آپؐ نے جماعت کا حکم دیا، آپؐ کا امر، حکم و وجوب پر دلالت کرتا ہے،

وجہ استدلال

امروہوی جو شخص امام کی اقتدار میں اکیلا صف میں نماز پڑھے اسے چاہیے کہ نماز کو لوٹائے، بدلیل:

نویں دلیل

عن وابسة بن معبد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا یصلی خلف الصف وحل لا فامرہ ان یعیل الصلاة، امام احمد، اہل سنن، ابوحاتم، ترمذی ۱۷۸

جناب رسول کریمؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ امام کے پیچھے صف میں اکیلا نماز ادا کر رہا تھا آپؐ نے فرمایا کہ وہ نماز کو دہرائے، (ترمذی)

۱۷۸ سنت کا معنی یہ کہ ناکہی کر دیا اور کبھی دیکھا، اس حدیث کے مخالف ہے، جس طریقہ کو آپؐ نے کرنے کا حکم دیا، اسے ترک کا دیکھا حکم کرنا، یہی انکار سنت ہے، سنت کی تعریف ہوئی ہو طریقہ اپنی امت کے لئے توفیق کیا اس پر عمل کیا جلدے، (مترجم)  
رہنا اصولوں کے تحت جتنے تحت شارع نے حکم دیا،  
۱۷۸ مشکوٰۃ ج ۱، مشکوٰۃ ج ۱، ۱۷۸

ومن علی بن شیبان قال خرجنا حتى قُبل منا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
فبايعنا، وحلينا خلفه، قال ثم صلينا ورواها صلاة اخرى ففقتني الصلاة فخرى  
رجلا فردا خلف الصف فوقف عليه حتى انصرف وقال استقبل صلاتك  
لا صلاة الذي خلف الصف ، مسند احمد ، ابن حبان ،

علی بن شیبان بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ میں آپ کے پاس حاضر ہوئے ہم نے  
آپ سے بیعت کی اور نماز ادا کی پھر ہم نے آپ کی اقتدار میں دوسری نماز ادا کی نماز  
پورا کرنے کے بعد آپ نے ایک انسان کو دیکھا کہ وہ صف میں اکیلا نماز پڑھا رہا تھا،  
حتیٰ کہ وہ فارغ ہوا آپ نے اسے مخاطب ہو کر فرمایا تو نماز ادا کر کیونکہ امام کی اقتدار  
میں اکیلا کھڑے ہو کر نماز نہیں ہوتی۔ (ابن حبان)

مسند امام احمد کی روایت میں ہے کہ میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
اقتدار میں نماز ادا کی، آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اکیلا صف میں امام کے پیچھے  
نماز ادا کر رہا تھا، آپ نے اس شخص کو دیکھا حتیٰ کہ وہ نماز سے فارغ ہوا، آپ نے  
اسے فرمایا نماز ادا کر کیونکہ منفرد کی امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی،

ابن منذر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمد اور اسحاق نے ثابت  
کیا ہے،

وجہ استدلال | آپ نے صف میں منفرد نماز پڑھنے والے کی نماز کو جماعت کی  
حالت میں باطل قرار دیا، اور اسے حکم دیا کہ نماز کو دوبارہ پڑھے،

حالانکہ منفرد نے خاص جگہ میں نماز ادا کی تھی، پھر بھی اسے اعادہ کا حکم دیا، جماعت  
سے منفرد کی نماز اور مکان میں باطل سے، کیونکہ مسجد میں مفرد جماعت کی حالت  
میں صف میں اکیلا نماز ادا کر رہا تھا، اگر منفرد جماعت میں صحیح ہوتی،  
تو آپ کبھی بھی منفرد کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم نہ فرماتے،

جو لوگ وجوب جماعت کو ساقط قرار دیتے ہیں،

مسقطون | حدیث مذکور اسے استدلال لینا کہ صف میں جماعت جماعت منفرد

کی نماز باطل ہے کا استدلال ممکن نہیں، یہ قول شاذ ہے جہوہور علماء اس قول کے نفی میں،

**اجماع اہل علم** | جب کہ اہل علم کا اجماع ثابت ہے کہ بحالت جماعت صفت میں منفرد عورت کی نماز صحیح ہے، اور جناب رسول کریمؐ نے جبرائیل کی اقتدار میں منفرد شکل میں نماز ادا کی تھی،

عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی علیہ وسلم اتاہ جبرائیل یعلم مواعیت الصلاة فتقد جبرائیل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلفہ والناس خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی الظهر حین زالت الشمس و اتاہ حسین کان الظل مثل شخصہ فصنع کما صنع فتقد جبرائیل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلفہ والناس خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رواہ النسائی

جناب نبی کریمؐ کے پاس جبرائیل امین نماز کے اوقات کی تعلیم دینے کے لئے تشریف لائے، چنانچہ جبرائیل نے امامت کرائی اور آپؐ نے آپ کی اقتدار اور آپ کے پیچھے باقی لوگ تھے، ظہر کی نماز زوال سورج پر ادا کی جبرائیل اس وقت تشریف لایا جب ہر چیز کا سایہ مثل تھا، آپؐ نے تنہا جبرائیل کی اقتدار میں اور لوگوں نے آپ کی اقتدار میں نماز ادا کی، (نسائی)

جناب رسول کریمؐ نے جبرائیل کی اقتدار میں نماز ادا کی، وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ نہ صفت کے پیچھے تنہا تکبیر تحریمہ دوسری دلیل | کہی، پھر چل کر صفت میں داخل ہو گیا، اسے نبی کریمؐ نے نماز کے اعادہ کا حکم نہ دیا،

وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے آپؐ کی بائیں جانب تیسری دلیل | تکبیر تحریمہ کہی، آپؐ نے اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اپنی داہنی جانب گھڑا کر لیا، آپؐ اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا، بل اس کا انفرادی طور پر

تکبیر تحر کو صحیح قرار دیا، یہ تمام مسائل نفل میں ہیں، امامت جبرائیل بدریث جابر، وہ مسئلہ فرض کا ہے،

**موجہوں** | جو لوگ نماز یا جماعت کو واجب قرار دیتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا احادیث میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے،

تمہارا یہ قول کہ یہ شاذ ہے بخدا یہ بالکل یہ شاذ نہیں اس کے ساتھ جناب رسول کریم ﷺ سنن صحیحہ صریحہ، اسے کون ترک کر سکتا ہے، ترک سنن مخفی نہیں ہے، یا کوئی ایسی قسم تادیل ہو جس میں ترک جائز ہو، تارک سنت کو کس طرح مقدم کیا جاسکتا ہے؟ اکابر تابعین نے ان کے اقوال کی تردید کی ہے، جو لوگ سنت کو شاذ کہتے ہیں، تابعین سے سنت کے قائلے: سید بن جبیر، طاؤس، ابراہیم نخعی،

تابع تابعین نے: حکم، حماد، ابن ابی لیلیٰ، حسن بن صالح، وکیع، اوزاعی، طحاوی، اسحاق بن راہویہ، امام احمد، ابوبکر بن منذر، محمد بن اسحاق بن خزیم، یہ روایات کس بنا پر شاذ ہیں جبکہ اکابر قائل ہیں کہ سنت ہے،

تمہارا ضمیمہ پیش کرنا کہ عورت اکیلی کی نماز سف میں جائز ہے، یہ فاسد ترین معارضہ ہے کیونکہ عورت کے لئے شرعی حکم یہی ہے کہ مردوں سے الگ رہے، اگر عورت مرد کے ساتھ ملکر نماز پڑھے تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی، یہ قول ابو حنیفہؒ اور ایک قول امام احمدؒ کا ہے،

ہاں اگر عورت عورتوں کی صف میں اکیلی صف میں بحالت جماعت کھڑی ہو کر نماز پڑھے، تو اس کی نماز صحیح ہوگی، بعض کے قول کے مطابق صحیح نہیں، بلکہ عورت اگر عورتوں کی صف میں سے الگ ہو کر نماز ادا کرے گی، تو اس کی نماز اس طرح صحیح نہ ہوگی، جس طرح مرد کی نماز بحالت جماعت الگ ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی، یہ قول ابو لیلیٰ کا ہے، جو موصوف نے تعلیق میں ذکر کیا ہے، آپ کے حکم عام کے اعتبار سے لا یدخل خلف الصف، صف کے پیچھے بحالت جماعت منفرد کی نماز نہیں ہوگی،

سید صحیح حدیث کے پیش نظر آدمیوں کی فقہ میں اکیلی نماز پڑھنے والی عورت خلع ہوگی، باقی مشہور ہو رہا، اگر عورت اکیلی جماعت نماز پڑھے گی تو اس کی نماز ہو جائے گی مرد کی نہ ہوگی۔ مترجم۔

باقی رہا مسئلہ آپ کا اکیلے جبرائیل کی اقتدار میں نماز ادا کرنا اور صحابہ کا آپ کے پیچھے کھڑا ہونا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ابتداء میں تھا جبکہ آپ کو میقات الصلوٰۃ کی تعلیم دینا تھا، یہ جواب صحیح ہے،

**جواب ابن قیم رحمہ اللہ** | میرے نزدیک ایک اور جواب یہ ہے، وہ یہ کہ جناب رسول کریم جبرائیلؑ ایک جانب میں کھڑا رہتا، جس طرح جناب رسول کریمؐ نے صحابہؓ کو منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانی تاکہ لوگ آپ کی اقتدار کریں اور آپ کی نماز سیکھ لیں آپکا منبر پر کھڑا ہونا تعلیم کی غرض سے تھا،

چنانچہ آپ نے کسی مقام میں منع نہیں فرمایا کہ امام امامت کے وقت مقتدیوں سے بلند جگہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا،

باقی رہا ابو بکرؓ کا واقعہ تو اس میں یہ ذکر نہیں کہ موصوف نے صف میں داخل ہونے سے پہلے رکوع سے سر اٹھا لیا تھا، ہاں اگر ایسا ثابت ہو جائے تو دلیل بن سکتی لیکن موصوف نے ایسا کیا ہی نہیں،

ایک شخص صف میں شامل ہونے سے قبل رکوع کر لیتا ہے، پھر وہ رکوع کی حالت میں چل کر امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے قبل صف میں داخل ہو جاتا ہے، تو اس شخص کے بارے میں امام احمدؒ سے تین روایات ہیں،

۱۔ اس کی نماز مطلقاً درست ہے، اس پر دلیل جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپ نے ابو بکرؓ کو نماز کے اعادہ کا حکم نہ دیا اور نہ ہی اس سے تفصیل طلب کی کیا اس نے رکعت کو رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے اٹھایا یا کہ نہ، اگر حالت مختلف ہوتی تو ضرور تفصیل پوچھتے،

سید بن منصور نے سنن میں زید بن ثابت سے بیان کیا ہے کہ موصوف صف میں داخل ہونے سے رکوع کرتے، پھر وہ رکوع کی حالت میں چلتے، اور اسے رکعت



شمار کرتے، صف میں ملایا نہ ملا،

زید بن ثابت والی روایت صحیح نہیں، اس کی صراحت ابوہریرہ بن عمار اور محمد بن حکم کی روایت میں ہے،

ایک شخص صف میں رکوع پالیتا ہے اور ایک صف میں رکوع نہیں پایا تو اس میں فرق ہے کیونکہ اس نے صف میں وہ چیز نہیں پائی جو کہ اس نے رکعت میں پائی، تو یہ تشبیہ گویا کہ اس نے اور رک کیا اور سجدہ کر لیا،

یہ روایت امام احمد کے اکثر اصحاب کے ہاں صحیح ترمذی ہے،

اگر اس کو نبی کا علم تھا تو اس کی نماز اس صورت میں صحیح نہ ہوتی، ورنہ ابو بکر کے قصہ کے پیش نظر اس کی نماز صحیح ہوتی،

کیونکہ ارشاد نبویؐ لا تعدوا عاده نکر، نہ ہی فساد کا تقاضا کرتی ہے لیکن نادانانہ کے لئے ترک ہے جبکہ اس کو اعادہ کا حکم نہیں دیا، یہ حالت ابو بکر کی تھی رہا ابن عباس اور جابرؓ کا واقعہ ابتدائی امر میں نماز کا چھوڑ دینا، تو انہوں نے الگ الگ تکبیر تحریر باندھی تھی، کیونکہ انہوں نے شروع میں ایسا کر لیا تھا کہ جب وہ نماز میں داخل ہو چکے تھے، اس روایت میں ہے کہ وہ دونوں آپ کی بائیں جانب کھڑے ہوئے تھے، تو آپ نے کھڑے ہوتے ہی پھر دیا،

اگر فرض کر لیا جائے کہ انہوں نے تکبیر تحریر کسے لی تھی، تو جو شخص الگ تکبیر تحریر کرے تو اس کی تکبیر نماز کے لئے صحیح ہوگی اور اس کا نماز میں داخل ہونا بھی صحیح ہوگا، اور اگر ہم تمام اقتدار کرنے والوں کا اکٹھا تکبیر تحریر تسلیم کر لیں تو کسی کی بھی تکبیر تحریر منعقد نہ ہوگی، حتیٰ کہ امام اور جو اس کی جانب نہیں ہے، ابتدا اور انتہا تکبیر میں اتفاق کر لیں، ایسا کرنا انتہائی مشقت اور حرج کا موجب ہے، اسی بنا پر ایسی صورت کا کسی نے اعتبار نہیں کیا، ”واللہ اعلم“،

جناب رسول کریمؐ نے فرمایا ایک بستی میں تین آدمی ہیں وہ نماز ان دسویں دلیل کہتے ہیں اور نہ جماعت قائم کرتے ہیں تو ان پر شیطان کا غلبہ ہے

ابو دردار تجھے جماعت کو لازم کرنا ہوگا، کیونکہ بھیڑیا ریوڑ سے الگ رہنے والی بکری کو بچھاڑ لیتا ہے، (یعنی جماعت میں تحفظ اور انفرادیت میں تہلکہ)

**وجہ استدلال** | اس حدیث سے یہ ہے کہ آپ فرمایا کہ اذان اور اقامت مناز، جماعت کا شعار ہے جس نے اسے ترک کر دیا اس پر شیطان غالب آیا، اگر نماز مندوب ہوتی تو انسان اختیار ہوتا چاہے وہ جماعت نماز ادا کرے یا نہ کرے، جب اس پر شیطان غالب آگیا جب اس نے جماعت کو ترک کر دیا، نماز کے شعار کو ترک کر دیا،

**بارہویں دلیل** | ابو شعثا بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں موجود تھے مؤذن نے اذان دی ایک آدمی اذان سنتے ہی مسجد سے باہر چلا گیا۔ جناب ابو ہریرہؓ نے موصوف کو نگاہ میں رکھا، جب وہ نکل گیا تو آپؐ نے فرمایا مسجد سے باہر چلے جانے والا انسان ابوالقاسم کا نافرمان ہے، دوسری روایت کا یہی مفہوم ہے، جناب ابو ہریرہؓ نے اذان سنکر مسجد سے باہر جانے والا اور نماز **وجہ استدلال** | باجماعت نہ ادا کرنے والے کو جناب رسول کریمؐ کا نافرمان قرار دیا،

جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ نماز جماعت سے پڑھنا مندوب ہے، وہ اذان سنکر الگ نماز پڑھنے والے کو اللہ اور رسول کا نافرمان نہیں کہتا، ابن مندوہؒ نے اس حدیث سے وجوب جماعت کے لئے دلیل لی ہے، اپنی کتاب میں فرماتے ہیں! اگر انسان کو ترک جماعت اور ادا جماعت کا اختیار ہوتا تو یقیناً جماعت میں نہ شریک ہونے والا اللہ اور رسول کا نافرمان نہ ہوتا،

اور جو شخص نماز باجماعت کو مندوب کا قائل ہے چاہے جماعت سے ادا کرے یا نہ کرے وہ اذان کے سن لینے کے بعد مسجد سے باہر جانے کی اجازت

سنة مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۰۰ باب الجماعت، سہ ندب کا معنی، اگر جماعت میں شامل ہو تو ثواب، اگر نہ شمولیت کرے تو عتاب نہیں، یہ اسطلاح قرآن و حدیث میں نہیں،

کا قائل ہے، بلکہ وہ اس کی بھی اجازت کا قائل ہے، کہ امام کے ساتھ نماز ادا کرو، بلکہ وہ الگ بیٹھا رہے۔ جب وہ جماعت کرائے لگیں تو وہ اکیلے اپنی نماز پڑھ لے۔ اگر جناب رسول کریمؐ اور اصحابؓ ایسے انسان کے ایسے فعل کو دیکھ لیتے تو شدید انکار کرتے، بلکہ اصحاب کے علاوہ لوگوں کے اس فعل پر انسان گھر میں نماز ادا کر لیتا ہے اور وہ جماعت میں نماز اس لئے ادا نہیں کرتا کہ اس کی گھر والی نماز ہی کافی ہے، جناب رسول کریمؐ نے فرمایا مالک (رحمہ اللہ) فصل معنا؟ تجھے کیا ہوا کہ تو نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی، اور ساتھ ہی فرمایا الیست برجل مسلم؟ کیا تو مسلمان نہیں ہے؟ آپؐ نے حکم دیا جو شخص نماز پڑھ چکے وہ جماعت سے نماز ادا کر لے جیسا کہ ارشاد نبویؐ اذ صلیتانی رحا لکما شرا تینا مسجد جماعة فصلیہا معہم، فانہا لکھر نافلۃ،

جب تم اپنے گھروں میں نماز ادا کرو پھر تم مسجد میں تشریف لاؤ تو جماعت سے نماز ادا کرو، گھر والی نماز تمہارے نقل ہو جائیں گے۔

**گیارہویں دلیل** وجوب جماعت پر اجماع صحابہؓ، اصحاب اقوال اس سلسلہ میں ہم ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ ابن مسعودؓ کا قول ولقد راتینا وما یختلف عنہما الا من فح معلق النفاق ہم نے دیکھا کہ نماز باجماعت سے الگ وہی شخص رہتا تھا جو منافق ہے اور اس کا نفاق بالکل معلوم ہے۔

ابن مسعودؓ کا یوں قول نقل کیا ہے من سمع المنادی فلم یجب بغیر عنہ فلا ھلا ثلثہ جس انسان نے اذان سن لی، پھر اس نے بغیر کسی عذر و درپیش کے نماز ادا کی تو اس کی نماز نہ ہوگی، (مسند امام احمدؒ)

۲۔ علیؑ فرماتے ہیں لا صلۃ لجماع المسجد الا فی المسجد، مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد میں ہوگی، آپؑ سے پوچھا گیا مسجد کا پڑوسی کون ہے، آپؑ نے فرمایا جو اذان سن لیتا ہے۔

حسن بن علیؑ فرماتے ہیں: جس نے اذان سن لی اور نماز جماعت سے ادا نہ کی

سے مشکوٰۃ باب من صلی، صلاۃ مرتین، بروایت یزید بن اسودؒ، سے مشکوٰۃ ص ۹۵،  
سے یہ روایت ضعیف ہے دارقطنی جو الکفری ابی ریحی ج ۱ ص ۳۷

تو اس کی نماز پڑھتی اور صلاۃ تہ را سدا اس کے سر سے اوپر نہ جائے گی۔ ہاں عذر کی صورت میں جائز ہے (مسند احمد)

علی بن ابی طالبؓ میں من سمع النداء من جملان المسجد وهو صلیع من غیر عذر صلاۃ لای۔ جس مسجد کے پڑوسی نے اذان سن لی، حالانکہ وہ بالکل سے تندرست تھا اور اسے کوئی عذر نہ تھا تو اس کی نماز نہ ہوگی،

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں، جو شخص اذان سن لیتا ہے، اور نماز ادا نہیں کرتا، اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنے کانوں میں رماسی (سکّہ) سے پھرے،

سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں، من سمع المنادی فلم یجب من غیر عذر لم یجد خیراً ولم یضربہ! جس نے اذان سن لی اور نماز باجماعت ادا نہ کی جبکہ اسے کوئی عذر نہ تھا نہ اسے خیر حاصل کی اور نہ ہی اس نے خبر کا ارادہ کیا،

ابن عباسؓ فرماتے من سمع النداء شر لم یجب من غیر عذر صلاۃ لای! جس نے اذان سن کر جماعت سے نماز ادا نہ کی اسے کوئی عذر نہ تھا اس کی نماز نہ ہوگی،

ابن عباسؓ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ بیسور النہام ویقوم اللیل (لایشہد جمعة والجماعة) دن کو روزہ اور رات کو قیام کرتا ہے جمعہ اور عید میں شریک نہیں ہوتا، موصوف نے جواب دیا وهو فی الناس، وہ آگ میں ہے، پھر سائل نے دوسرے روز اگر اس نے وہی سوال کیا تو موصوف نے پھر وہی جواب دیا کہ وہ ناری ہے،

سائل ہمینہ بھر آپ کے پاس آتا رہا آپ اسے یہی جواب دیتے کہ تو کہہ کہ ابن عباسؓ کہتا ہے وهو فی الناس، تارک جمعة اور جماعت ناری ہے،

صحابہؓ کے اقوال صریح ہیں جن کے صحیح ہونے اور مشہور ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اور لطف یہ ہے کسی صحابی کے قول میں کسی قسم کا اختلاف نہیں، ہر صحابی کا اثر مستقل دلیل ہے اگرچہ وہ ایک صحابی کا ہی قول ہو، جب صحابہؓ کے

اُنہیں میں دلائل مضبوط اور مستحکم ہوں، با اللہ التوفیق،

## فصل ۳۱

ساتواں مسئلہ | کیا نماز باجماعت ادا کرنا نماز کی صحت کے لئے شرط ہے، یا کہ نہ؟

موجبوں کے دلائل | جو لوگ کہتے ہیں جماعت صحت سکے کے لئے شرط ہے، ان کے دو قول ہیں،

۱۔ نماز باجماعت فرض ہے جو شخص تنہا نماز پڑھ لیتا ہے، وہ گنہگار اور زبانی ذمہ سے بری ہے، یہ قول امام احمد کے متاخرین اصحاب کا ہے۔ اس پر امام احمد نے نص پیش کی ہے اجابة الداعی الی السلاۃ فرض اولوان رجلا قال می عندی سنة اصليهما فی بینی مثل الوتر وغیرہ لکان خلاف الحدیث وصلاحہ جائز تھا۔ نماز باجماعت ادا کرنا فرض ہے، اور اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ میرے نزدیک نماز سنت ہے میں اسے گھر میں ادا کرتا ہوں، نماز وتر وغیرہ کی طرح تو قول وحدیث کے خلاف ہے، اس کی نماز جائز ہوگی،

۲۔ امام احمد سے دوسری روایت: ابوالحسن زعفرانی بیان کرتے ہیں جماعت نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے، فلا تصلح صلاۃ من صلی وحده، جو شخص، اکیلے نماز ادا کرے گا اس کی نماز صحیح نہ ہوگی (کتاب الاقناع) قاضی نے بعض اصحاب سے نقل کیا، اس قول کو ابووفابن عقیل ابوالحسن تیمی نے پسند کیا، یہی قول داؤد، اور اصحاب داؤد کا ہے،

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں یہ قول ہمارے تمام اصحاب کا ہے، ہمزلقین کے دلائل ذکر کرتے ہیں،

مشرطون | جو لوگ صحت نماز کے لئے جماعت کو شرط قرار دیتے ہیں وہ لبا

ہم نے نماز کے واجب ہونے کے لئے پیش کی ہے وہی ”شرط“ کے لئے دلیل ہے جب نماز واجب ہے تو مکلف نے اس حکم کی تعمیل نہ کی، جس کے بعد حکم وجوب باقی نہ رہا

مشرطون فرماتے ہیں، اگر نماز بغیر جماعت کے صحیح ہوتی تو اصحاب رسولؐ ان کے بارے میں لا صلاۃ لا، اس کی نماز نہیں، کا فتویٰ نہ لگانے،

اور اگر نماز صحیح ہوتی تو جناب رسول کریمؐ کا یہ حکم، من سمع النادی شعر لم یجبہ لم تقبل منه الصلاۃ، الیٰ صلی، جس نے اذان سننے کے باوجود نماز باجماعت نہ ادا کی جو اس نے (الگ نماز روا) نماز ادا کی وہ قبول نہ ہوگی،

نتیجہ | جب قبولیت جماعت پر موقوف ہے تو جماعت بذات خود شرط بن گئی، جس طرح انسان بے وضو ہو جائے، تو اس کی نماز کی مقبولیت کا مدار وضو پر ہے، تو قبولیت کے لئے وضو شرط ہے،

مذہب دوم، عدم قبولیت شرط یا رکن کے نہ ہونے کی باعث ہوتی ہے، یہ دلیل اس قول سے نہیں ختم ہوگی کہ ”غلام بھاگنے والے، اور شرابی کی نماز چالیس روز تک قبول نہیں ہوتی“، سے کیونکہ اس مقام پر عدم قبولیت حرام فعل کا ارتکاب ہے، جو نماز کا تعاون تھا، اس بنا پر قواب کو باطل قرار دیا،

۳۔ اگر منفرد کی نماز صحیح ہوتی تو ابن عباسؓ کچھ اس کے متعلق ”وہو فی النار“ وہ ناری کا حکم نہ دیتے،

۴۔ اگر نماز صحیح ہوتی تو واجب نہ ہوتی، عبادت اس انسان کی صحیح ہوگی جو حکم کے تحت ادا کرے گا، وجوب کے دلائل ہم نے تفصیل سے سابقہ اوراق میں بیان کر دیے ہیں (جو لوگ کہتے ہیں کہ منفرد کی نماز صحیح ہے) اس گروہ کے ہاں تمیز مصححون | اقام ہیں،

۱۔ سنت ہے! اگر چاہے جماعت سے پڑھ لے چاہے ترک کر دے،

۲۔ نماز جماعت سے فرض کفایہ ہے! اگر ایک جماعت، جماعت سے نماز ادا

کرسے گی تو دیگر سے نماز باجماعت سے ساقط ہو جائے گی،

۳۔ نماز باجماعت تمام اشخاص پر فرض ہے، جماعت کے علاوہ صحیح نہ ہوگی،

**دلائل** | عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الجماعة تفضل على صلاة الفذ بسبع وھشرون درجة

(صحیحین، بخاری و مسلم)

جناب ابن عمرؓ ارشاد نبویؐ یوں بیان کرتے ہیں جماعت سے نماز ادا کرنا بالبت

الگ "اکیلا"، ہو کر پڑھنے سے ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے،

ترجمہ: جناب ابو ہریرہؓ ارشاد نبویؐ یوں بیان کرتے ہیں انسان نماز جو گھر،

بازار میں ادا کی جاتی ہے اس سے اس کا جماعت سے نماز ادا کرنے سے پچیس گنا

بڑھا دیا جاتا ہے، یہ ثواب اس بنا پر انسان سے وضو عمدہ کیا پھر نماز کی خاطر مسجد میں

محض نماز کی خاطر قدم اٹھاتا رہا، اس کے ایک ایک قدم پر سجدہ درجہ بلند اور ایک

گناہ ختم، جب نماز ادا کرتا ہے تو فرشتے اس پر رحمت کی دعا کرتے ہیں جب تک

وہ اپنی جائے نماز میں با وضو رہتا ہے، اور ساتھ دعا کرتے ہیں یا اللہ نماز می پر

رحمت کجیو اور اس پر رحمت فرمائیو، اور جب تک یہ نماز کی انتظار میں ہے، بخائی مسلم

فرماتے ہیں اگر منفرد کی نماز باطل ہو تو منفرد اور جماعت سے نماز

**۱۔ مصححون** | پڑھنے میں یوں تغافل کیوں بیان کیا جاتا،

**ارشاد نبویؐ** | جناب رسول کریمؐ نے فرمایا جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی

اسے ثواب نصف رات کے قیام اور جس نے فجر کی نماز باجماعت

ادا کی اسے ثواب پوری رات کے قیام کا ہوگا،

**نتیجہ** | اس سلسلہ میں وہ کہتے ہیں منفرد کے فعل کی تشبیہ جماعت کے ساتھ دینا

جو واجب نہیں ہے، تو مشبہ کا حکم مشبہ بہ کے ساتھ ہوا، یا تھوڑا کم

ہوگا تاکید کے اعتبار سے،

۲۔ یزید بن اسود بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول کریمؐ کے ساتھ حجۃ الوداع

سہ درجہ ۲۵۔۲۶ میں تفاضل نماز کے اخلاص و خشوع کے باعث ہوتے ہیں منجم۔



میں حاضر تھا، تو میں نے آپ کے ساتھ مسجد خیف میں صبح کی نماز ادا کی، جب آپ نے نماز پڑھ لی تو آپ نے اچانک دو آدمیوں کو دیکھا جو قوم کے آخر میں بیٹھے تھے، انہوں نے نماز ادا نہ کی، آپ نے فرمایا علی بیہما، ان دونوں کو میرے پاس لاؤ، فحجی بہما تر عدل فرائضہما ان کو جب لایا گیا تو ان کے شانے کانپ رہے تھے، آپ نے ان سے فرمایا ما منعنا ان تَصْلُوا معنا! آپ نے کس بنا پر ہمارے ساتھ نماز ادا نہ کی، ان دونوں نے جواب دیا، یا رسول اللہ قد صلیتانی رحالنا، ہم نے نماز اپنے گھروں میں نماز ادا کر لی تھی، ساتھ ہی فرمایا فلا تفعلوا، ایسا نہ کیا کرو، جب دونوں اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو پھر تم اس مسجد میں تشریف لاؤ جس میں جماعت ہوتی ہو، تو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو، فانما لکان نافلۃ، تمہاری گھر والی نماز نفل ہوگی، (رواہ اہل سنن)

سنن ابوداؤد کی روایت میں ہے: اذ اصلیٰ احدکم فی رحلہ شہادۃ رک مع الایام فلیصلہا معہ فانہا لہ نافلۃ، جب تم سے کوئی انسان اپنے گھر میں نماز پڑھ لے پھر وہ امام کے ساتھ نماز پائے تو امام کے ساتھ نماز پڑھنے پہلی نماز اس کی نفل ہوگی

نتیجہ | وہ کہتے ہیں، اگر پہلی نماز صبح نہ ہو تو دوسری نفل نہ بنتی۔ ایک روایت مجن بن ادرع بیان کرتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم کے پاس آیا، نماز کا وقت ہوا تو آپ نے نماز ادا کی، یعنی میں نے نماز ادا نہ کی، آپ نے مجھے فرمایا: الاصلیت؟ تو نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہ ادا کی، میں نے جواب دیا کہ میں نے گھر میں نماز پڑھ لی تھی، بعد میں تمہارے پاس آیا ہوں، آپ نے فرمایا: اذا جئت فصل معہ و اجعلہا نافلۃ، جب تو حاضر ہو تو ان کے ساتھ نماز ادا کرنا اور دوسری نماز کو نفل بنائے، (مسند احمد)

اس سلسلہ میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ابو ذر، عبادہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں سلیمان ميمونہ کے غلام بیان کرتے ہیں،

لے مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۱۱ بروایت مبارک

میں آپ کے پاس آیا۔ موصوف ”بلاط“ مقام میں تھے، اور لوگ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، میں نے موصوف سے کہا: ما یمنعک ان تصلی مع الناس؟ آپ نے کس بنا پر لوگوں کے ساتھ نماز ادا نہ کی، موصوف نے جواب دیا کہ انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول (تصلوا صلاة فی یوم مرتین، رواہ ابو داؤد، نسائی،

میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرما رہے تھے کہ دن میں ایک نماز دو مرتبہ ادا کرو (ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مطلب یہ تھا کہ میں پہلے نماز ادا کر چکا ہوں) (تفضیل ثواب کو واجب کرنے والوں کے دلائل) وہ کہتے ہیں کہ انسان **موجبون** کسی صورت میں بری الذمہ نہیں ہو سکتا خواہ مطلق ہو یا مقید کیونکہ تفضیل (فضیلت) مفضل (جو فضیلت دیا گیا) مفضل علیہ، (جس پر فضیلت دی گئی) کے ساتھ ہر طریق سے منافقت (مخالفت) کی بنا سے حاصل ہوتی ہے، ربانی ارشاد: **أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا** ع قیامت میں اصحاب جنت کے بہترین مقام میں مکین ہوں گے اور احسن بات چیت کریں گے۔

ارشاد ربانی: **قُلْ أَذَلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ**۔

اعلان کیجئے یہ بہتر ہے یا جنت خلد، اس قسم کی آیات قرآن میں کثرت سے موجود ہیں،

**نتیجہ** منفرد کی نماز ستائیس اجزاء سے ایک جز ہوگا با نسبت تمام نماز کے، تو اس سے فرضیت جماعت ساقط نہیں ہوتی، اور جماعت کا مندرجہ ہونا لازم آتا ہے، کئی وجوہ سے، حاصل کلام یہ ہے انسان واجب کو ادا کرے، واجبات اور غیر واجبات میں فضیلت ہے، جس طرح کہ وہ انسان ایک صف میں کھڑے ہو کر ایک ہی نماز ادا کرتے ہیں، تو ان کی فضیلت میں اس طرح کا فرق ہے جس طرح کہ آسمان اور زمین میں فرق ہے،

ملہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۳۰ بروایت سلیمان، صفحہ سن ابو داؤد،

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ - اِنَّ الْعَبْدَ لَيُضِلُّ الصَّلَاةَ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا  
لَا مِنْ الْاَجْرِ اِلَّا نَفْسُهَا ثَلَاثُهَا، رُبْعُهَا، خُمْسُهَا، (سنن)

جناب رسول کریم نے فرمایا انسان جب نماز ادا کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال  
اجر ۱/۴، ۱/۴، ۱/۴ بھی نہیں لکھا جاتا، یہاں تک کہ سو اچھٹھ حصہ تک پہنچ جاتا ہے،  
جب دو انسان ایک فرض، نماز ادا کرتے ہیں، ایک نماز دوسرے کی نماز  
سے دس حصے افضل ہوتی ہے، حالانکہ دونوں نے فرض نماز ادا کی ہے، اسی طرح  
سمجھ لینا چاہیے کہ اکیلا نماز اور جماعت میں نماز پڑھنے کی فضیلت کیا ہوگی،  
اور اس سے زیادہ بلیغ قول کہ لیس اکت من صلواتك الا ما عقلت  
منها، ہے، نماز انسان کی وہی ہوگی جو سمجھ کے ادا کرے گا، اگرچہ اس سے نماز کا  
ذمہ ختم ہوگا، اسی طرح منفرد نماز پڑھنے والے کو ایک حصہ اجر کا ملے گا، اگرچہ  
اس سے بری الذمہ ہے،

صاحب شریعت نے ایسی نماز کو صحیح قرار نہیں دیا اگرچہ فقہاء کی اصطلاح  
نتیجہ میں اسے نمازی کا نا دیا جائے گا،

ہو پیر مطلق صحیح ہوگی اس پر اثر مرتب ہوگا اور اس سے مقصود حاصل ہوگا۔  
اور یہ عظیم اثر ختم ہو گیا تو اس سے عظیم مقصد حاصل نہ ہوگا، اور یہ کسی صورت میں  
صحیح نہ ہوگا، احسن حالت یہی ہے کہ اس سے نماز کا خاتمہ کیا جائے، اگرچہ اسے  
ثواب کا ایک حصہ مل گیا، یہ صورت اس انسان کے قول کے مطابق ہے جو جماعت  
کو نماز کی صحت کے لئے شرط قرار نہیں دیتا،

لیکن جو شخص جماعت نماز کے لئے صحت قرار دیتا ہے، اس کا جواب  
یہ ہے کہ فضیلت ان دو نمازوں میں ہوگی جو صحیح ہوں گی،

منفرد کی نماز عذر کی بنا پر صحیح ہوگی، بغیر عذر کے نماز ہوگی  
اکیلے کی نماز صحابہ کا بھی یہی قول ہے،

اگر یہ لوگ اس طریقہ سے جواب دیں، تو ان کا تنازعہ رد کیا جائے گا، اس

لحاظ سے کہ معذور کا نواپورا ہو جاتا ہے، اس اعتراض کا انہوں نے یہ جواب دیا ہے، نماز کی ادائیگی سے صرف ایک حصہ نماز کا حاصل ہوگا، نماز کا تکمیل ہونا فعل کی وجہ سے نہیں بلکہ نیت کے ساتھ ہوتا ہے، جب نمازی کی عادت ہو کہ وہ جماعت سے نماز ادا کرے، پس اچانک بیمار ہو گیا، یا قید کیا گیا، یا سفر پر گیا، جس کے پیش اس پر جماعت میں شریک ہونا مشکل ہو گیا،

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نیت کو جانتا ہے کہ وہ نماز جماعت پر ادا کرنے کی قدرت رکھتا تو یقیناً اسے ترک نہ کرتا، اس عذر کے پیش اس کی نماز مکمل ہو جائے گی، باوجود یکہ باجماعت نماز ادا کرنا افضل ہے، اس شخص کی نسبت جو اکیلا نماز پڑھتا ہے، یہ فضیلت دواغمال پر ہے،

**مصحون کہتے ہیں** | نصوص صریحہ سے واضح ہے کہ جو شخص اذان سن کر اکیلا نماز ادا کرتا ہے، اس کی نماز نہیں ہوتی،

**نتیجہ** | جس انسان کو ۲ ستائیس حصوں سے ایک حصہ ملا، وہ معذور ہے، اس کا وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عاجز کو فضیلت دینے پر قادر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ مواخذہ نہ کرے تو بھی فضیلت دینے پر قادر ہے،

عن عمران بن حصین قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صلوة الرجل فله نصف اجر القائر ومن صلی قائماً فله نصف اجر القاعد، عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے سوال کیا اس آدمی کی نماز کے متعلق جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے آپ نے جواباً فرمایا، جس نے بیٹھ کر نماز ادا کی اسے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور جو شخص سو کر نماز ادا کرے اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نسبت آدھا ثواب ملتا ہے، (بخاری)

**نتیجہ** | یہ پوزیشن اس کے متعلق ہے جو معذور ہے ورنہ غیر معذور کے لئے کچھ اجر نہ ہوگا، خصوصاً فرضی نماز پر، اگر نفل نماز ہو تو اس کے لئے پہلو پر

سے بوجہ ہی تشریح فتح الباری ج ۱۰ میں ملاحظہ کریں مترجم۔

لیٹ کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں کیونکہ جناب رسول کریم ﷺ نے زمانہ ہجر ایسا نہ لیا اور نہ ہی صحابہ کرامؓ نے باوجود عبادات کی اقسام پر شدید حرج من کرتے تھے، دیگر عبادات میں بھی ایسا شوق و ذوق رکھتے تھے،

**جمہور امت** | اسی بنا پر جمہور امت روکتے ہیں، پہلو پر لیٹ کر نماز وہ شخص پڑھ سکتا ہے جو کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے: صَلِّ اِنْ اَمَّا، فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِلًا فَاِنْ اَمَّا تَسْتَطِعْ فَعَلِيْ جَنْبٍ ۝

جناب عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ: ارشاد نبوی: نماز کھڑے ہو کر قائم کر، اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے، اگر ایسی حالت میں نہیں تو پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھ لے،

یاد رہے عمران بن حصینؓ دو احادیث کے راوی ہیں،

www.KitaboSunnat.com

## فصل ۳۱

حضرت عثمان بن عفانؓ من صلی العشاء فی جماعة فکانما قام نصف اللیل، جناب رسول کریمؐ نے فرمایا جس نے عشاء کی نماز جماعت میں ادا کی، گویا اس نے نصف رات تک قیام کیا،

**استدلال** | اس حدیث سے استدلال نیا بدترین استدلال ہے!

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان وأتبعه ستم شوال فکانما صام الدهر ۝ ارشاد نبویؐ جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھتے، اور بعدہ شوال کے چھ روزے رکھے، اسے زمانہ ہجر کے روزوں کا ثواب ہوگا،

**نتیجہ** | صیام الدهر (شوال کے چھ روزے) غیر واجب ہونے کے باوجود واجب صیام واجب سے تشبیہ دی ہے، بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ

سنة بلوغ المرام، ص ۱۵۱، کتاب الصوم ابواب الصائم فی رواية كان صيام الدهر مسلم

صیام الدھس کلد، زمانہ بھر کے روزے مکروہ ہیں، صوم واجب کو تشبیہ دی، واجب مستحب کو واجب قلیل کے ثواب پر تشبیہ دینا اجر کے دوگنا کرنے میں منع ہے!

## فصل ۳۲

یزید بن اسود، مجن بن ادرع، ابو ذرؓ اور عبادہؓ میں سے کسی نے بیان نہیں کیا کہ جو شخص اکیلا نماز ادا کرے باوجود جماعت پر نماز پر قدرت کرنے کے، نماز ہو جاتی ہے، اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیتے تو کوئی شخص بھی اس پر قائم نہ رہتا اور کوئی انکار نہ کرتا،

جناب ابن عمرؓ نے یہ نہیں فرمایا اصلیت وحلی وانا اقدس علی الجماعۃ کہ میں اکیلا نماز پڑھتا ہوں اور میں جماعت پر قدرت رکھتا ہوں۔ اس سلسلہ میں ہم بیان کرتے ہیں کہ جس نے جماعت کو ترک کر دیا باوجودیکہ قادر تھا، تو اس نے نماز نہیں پڑھی، ہم وہی بات کہتے ہیں جس طرح اصحاب محمدؐ نے فرمایا،

ادھ لاصلاۃ لہ، کہ ایسے شخص کی نماز نہیں،

سوال | جب یہ لوگ ان کے لئے نماز ثابت کرتے ہیں تو اس صورت میں دو کاموں میں سے ایک ہوگا،

۱۔ اگر وہ لوگ جماعت سے نماز ادا کریں غیر اس جماعت کے، یا وہ لوگ جو نماز کے وقت معذور تھے،

جس آدمی نے عذر کے پیش اکیلے موکر نماز ادا کی، پھر اس کا اسی وقت میں عذر زائل ہو گیا تو اس پر دوبارہ نماز پڑھنا ہوگا۔ کہ صورت اس طرح ہوگی، ایک شخص تیمم کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے، پھر وہ وقت میں پانی پالیتا ہے یا بیٹھ کر مرض کی بنا پر نماز ادا کرتا ہے، پھر وہ اسی وقت میں تندرست ہو جاتا ہے۔ یا

ننگے ہو کر نماز پڑھتا ہے پھر اسے اسی وقت میں کپڑا مل جاتا ہے ،  
**دلیل** احکام شرعیہ کے دلائل سے ثابت ہے کہ نماز باجماعت ادا کرنا ہر شخص پر فرض ہے ، اور اس کی کئی وجوہ ہیں ،

۱۔ نمازوں کو جمع کرنا بارش کی وجہ سے جائز ہے ، یہ جواز محض نماز باجماعت کی محافظت کی بنا پر ہوگا ، ورنہ ممکن ہے کہ ہر فرد مفرد اپنے گھر میں نماز پڑھے ، اور اگر نماز مندوب ہوتی تو واجب کا چھوڑنا جائز نہ ہوتا ، اور نہ ہی نماز کو کی تقدیم وقت سے قبل جائز ہوتی ، مندوب محض ہونے کی وجہ سے ،  
 ۲۔ مرہض جب جماعت میں کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھے ، اور جب اکیلا پڑھے تو کھڑے ہونے کی طاقت رکھے ، نماز جماعت سے پڑھے ، اور قیام کو ترک کر دے ، کیونکہ یہ محال ہے ، مندوب محض کی بنا پر نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ترک کر دے ،

۳۔ جماعت خوف کی حالت میں امام سے الگ کرتے ہیں ، اور عمل کثیر نماز میں کرتے ہیں ، اور امام کو ”وسط نماز“ ، نماز کے درمیان میں منفر د کرتے ہیں ، یہ تمام امور جماعت کے حصول کی خاطر ہیں اور امکان تھا کہ یہ لوگ علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی نماز پڑھ لیتے ،  
 امر مندوب کے لئے ایسے امور کا ارتکاب محال ہے ، کیونکہ مندوب میں پابندی نہیں ، چاہے کرے یا نہ کرے ،

## فصل ۳۳

**امھواں مسئلہ** کیا نماز کی اجازت گھر میں ہے یا مسجد میں ؟ اس مسئلہ میں علماء کرام کے دو قول ہیں اور یہ دونوں قول امام احمدؒ سے منقول ہیں ، (۱) گھر میں پڑھ لے ، یہی قول حنفیہ اور مالکیہ کا ہے اور ایک قول شافعیہ کا بھی ہے ،



۲۔ گھر میں پڑھے بلا عذر جائز ہے۔

۳۔ مسجد میں نماز پڑھنا فرض کفایہ ہے، اصحاب شافعی کا یہ دوسرا قول ہے، پہلے قول کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں آپؐ نے فرمایا: یعنی ان لوگوں کو جنہوں نے گھر میں نماز پڑھ لی تھی، آپؐ نے انہیں مسجد میں نماز پڑھنے کو مندوب قرار دیا، ان کی گھر والی پڑھی ہوئی نماز کا انکار نہ کیا، یہی واقعہ حدیث حدیث ابن عمرؓ میں گزر چکا ہے،

عن انس بن مالك قال كان النبي صلى الله عليه وسلم احسن الناس خلقا فربما حضرت الصلاة وهو في بيتنا فأمره البساط الذي تحته فيكنس وينضح ثم يقوم صلى الله عليه وسلم ونقوم خلفه فيصلي بنا (صحيحين)

جناب رسول کریمؐ تمام لوگوں سے احسن خلق کے مالک تھے اکثر دفعہ نماز کے وقت ہمارے گھر میں تشریف لاتے، چٹائی کو بچھاتے، چٹائی کو صاف کیا اور پانی کا چھڑکا دیا جاتا، آپؐ نماز قائم کرتے اور ہم آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے،

**دوسری روایت** سقط النبي صلى الله عليه وسلم عن فريش فحشش شقه الايمن فلجلنا عليه لعوده فحضرت الصدوق فضلي قاعداً (صحيحين)

جناب رسول کریمؐ ایک دفعہ گھوڑے گر گئے جس سے آپؐ کی داہنی جانب

نماز خوف عمل کثیر یہ ہے کہ نماز پڑھنے والی جماعت امام کی اقتداء سے الگ ہو کر ایک رکعت نماز ادا کر لے اور دوسری جماعت پیچھے سے آگے آ کر امام کے ساتھ ایک رکعت ادا کر لے، ہر جماعت کی ایک ایک رکعت امام کے ساتھ ہوگی، اور ایک ایک الگ الگ نماز پڑھ لیں، یہ ہے عمل کثیر نماز میں تقدیم و تاخیر اور الگ الگ نماز پڑھنا، ایسا کرنا جائز ہے (مترجم)

میں خراش کیا گیا، ہم آپ کی تیمارداری کے لئے حاضر ہوئے نماز کا وقت ہو گیا، آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی،

**تیسری حدیث** عن ابی ذر قال سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ائیں مسجد وضع فی الارض اول؟ قال المسجد الحرام، ثم

مسجد الاقصیٰ، ثم حیثما امرکتک الصلاة فصل (فانه مسجد)۔  
جناب ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے سوال کیا کہ زمین پر سب سے پہلی مسجد کونسی ہے جس کی زمین پر بنیاد رکھی گئی؟  
آپ نے فرمایا: مسجد حرام، مسجد اقصیٰ، جہاں تجھے نماز کا وقت ائے وہاں نماز پڑھے، وہی تیری مسجد ہے،

**چوتھی حدیث** قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الارض طیبۃ مسجداً وطہوراً،

آپ نے فرمایا میرے لئے زمین پاک، مسجد اور پاک ہے،  
**نتیجہ** جو روایات وجوب جماعت کے سلسلہ میں بیان کی گئیں ہیں، ان میں اس بات کی مراحت ہے کہ مسجد میں انا چاہیئے،

مسند احمد میں ایک حدیث ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ائیں المسجد فرائی فی القوم رقة فقال انی لا هم ان اجعل للناس اماماً ثم اخرج فلا اقدر علی الناس ینتخبون عن الصلاة فی بیتہ الا حرقة علیہ وفی لفظ لابی داؤد ثم ان قوموا یصلون فی بیوتہم لیس بہم علة فاحرق علیہم بیوتہم وقال لہ ابن امرکتومر وهو رجل اعمی، هل تجد لی رخصة ان اصلى فی بدی؟ قال لا اجد لك رخصة،

جناب رسول کریمؐ مسجد میں تشریف لائے قوم رفت ————— دیکھیں بعد فرمایا میرا پروگرام ہے کہ میں لوگوں کے لئے ایک امام مقرر کر دوں، پھر

۱۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۷ باب المسجد، ۲۔ طیبۃ کا لفظ کسی صحیح حدیث میں نہیں، (مترجم) کہا مسجد کے ہی بروایت ابو سعید، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۷ باب فضائل سید المرسلینؐ و از ابو ہریرۃ،

میں ان لوگوں کے گھروں میں جاؤں، بغیر کسی عذر کے نماز پڑھتے ہیں، ان کے میں گھروں کو آگ لگا دوں، اس پر عبداللہ ابن مکتوم نے عرض کیا، کیا میرے لئے رخصت ہے کہ میں اپنے گھر میں نماز ادا کروں، آپ نے فرمایا میرے پاس تیرے لئے رخصت نہیں ہے،

**پانچویں حدیث** | جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہما ارشاد نبوی بیان کرتے ہیں، اگر تم نمازیں گھروں میں پڑھنا شروع کرو جس طرح یہ شخص مسجد میں نہیں آتا، تو نبی کریم کی سنت کو ترک کر دو گے اور جب نبی کریم کی سنت ترک کر دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے، سہ

**چھٹی حدیث** | عن جابر بن عبد اللہ قال فقد البني صلى الله عليه وسلم قومًا فصلاحه فقال ملخا لکم عن الصلوة؟ فقالوا الماء كان بيننا فقال لا صلاحه لجام المسجد الا في المسجد، (دواہ دار قطبی) سہ جناب رسول کریم نے ایک قوم کو دیکھا کہ نماز میں غیر حاضر ہیں، فوراً فرمایا: انہیں کس چیز نے نماز میں شرکت سے روکا؟ انہوں نے جواب دیا پانی ہمارے درمیان حائل تھا، آپ نے فرمایا مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد ہی میں ہوتی ہے، دار قطبی، اس معنی میں جناب علی رضی اللہ عنہ مع دیگر صحابہ کے اقوال سابقہ اوراق میں گذر چکے ہیں اگر کوئی شخص بلا عذر جماعت میں شرکت نہ کرے گھر میں بغیر عذر مسئلہ نماز پڑھ لے ایسے شخص کی نماز کے صحیح ہونے کے بارے میں دو قول ہیں،

۱۔ امام ابوہریرات اپنی شرح میں بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جماعت میں شرکت نہ کرے اور گھر میں بغیر عذر کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح نہیں ابن عقیل نے بھی تارک جماعت کو مرتکب نہیں قرار دیا ہے، موصوف کے اس قول میں لا صلاحہ لجام المسجد الا فی المسجد، مؤید ہے، تارک نماز فی المسجد کی حجت کے لئے یہ حدیث دلیل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ: آدمی کی نماز

لے مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ - سہ یہ روایت ضعیف ہے - فتح الباری ج ۱ -

جماعت میں دو گنی کی جاتی ہے، اس کی اس نماز سے جو گھر میں بازار میں پڑھی جائے وہ نماز پچیس<sup>۲۵</sup> درجہ زیادہ ہوگی، اور یہ قول لاصلاح لاجرا المسجل الا فی المسجل، پڑوسی کی نماز مسجد میں ہی ہوتی ہے، کافر مان نفی کمال پر محمول ہے، یہ ان دونوں روایات میں تطبیق ہے،

پہلی روایات کو ہمارے اصحاب نے پسند کیا، اور مسجد میں حاضر نہ ہونا واجب نہیں، اور یہ میرے نزدیک کسی صورت میں درست نہیں، اگرچہ اسے ظاہر پر معمول کیا جائے، کیونکہ مسجد میں نماز نہ پڑھنا دین کے برائے شعائر اور علامات سے ہے، مسجد میں نماز نہ پڑھنا عظیم مفسدہ کا پیش خیمہ ہے، اور اس کے ساتھ نماز میں جانے سے قدموں کے نشان کا ذاب ختم ہو جاتا ہے، جس سے انسانوں کے ارادوں میں سستی اور کمی واقع ہونے سے اصل کام ختم ہو جائے گا، اسی بنا پر جناب ابن مسعودؓ نے فرمایا: اگر تم نے گھروں میں نماز پڑھنا شروع کر دی، جس طرح گھر میں یہ شخص نماز پڑھتا ہے، تو تم نبی کریمؐ کی سنت کو خیر باد کہے دو گے، اور جب تم نے سنت کو خیر باد کہہ دیا تو تم راہ حق سے بھٹک جاؤ گے، یہی اسی روایت کا مفہوم ہے، واللہ اعلم،

جب مسجد میں نماز ادا کی جاتی ہو، تو گھر میں نماز جائز ہے، مسجد میں نماز ادا کرنا فرض کفایہ ہے، دوسری روایت کے مطابق فرض

عین ہے،

اس پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ جمع بین صلاتین بارش کے لئے جائز ہے اگر واجب ہو تا فحل جماعت علاوہ مسجد کے تو جمع جائز ہوتی، کیونکہ اکثر لوگ گھروں میں جماعت پر قادر ہوتے ہیں، کیونکہ انسان اکثر دفعہ اپنی بیوی، بچوں، غلام، یا دوست وغیرہ کے ساتھ ہوتا ہے تو اس صورت میں نماز کی جماعت ممکن ہے، اس صورت میں سنت کی وجہ سے شرط کا ترک کرنا جائز نہیں ہے، جب جمع جائز ہے تو جماعت مسجد میں فرض ہے، یا فرض کفایت کی صورت میں یا عوام

کی حالت میں، جس نے سنت میں پوری طرح غور کیا، تو اسے معلوم ہوا مسجد میں نماز ادا کرنا اعیان پر فرض ہے، ہاں کسی عارضہ کی بنا پر مگر اس عارضہ کے پیش کہ وہ جمعہ اور جماعت کو ترک کر دے،

مسیٰ میں بغیر کسی عذر حاضر نہ ہونا اس طرح ہی ہے جس طرح کوئی اصل عبادت میں بغیر عذر کے شرکت نہ کرے، اسی مسئلہ پر احادیث اور آثار کثرت سے موجود ہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور آپ کی وفات کی خبر اہل مکہ کو پہنچی تو ہبیل بن عمرو نے خطبہ دیا، اس وقت مکہ پر عتاب بن اسید گورنر تھے، جو اہل مکہ کے خوف سے چھپ گئے تھے، ہبیل نے عتاب کو نکال دیا، اہل مکہ اسلام پر ثابت رہے، بعد عتاب نے خطبہ دیا،

عتابؓ کا فیصلہ تارک نماز کے متعلق

یا اهل مكة والله لا يبلغنا  
احدا منكم تخلف عن الصلاة

فی المسجد فی الجماعة الا ضربت عنقه،

یاد رکھو! اسے مکہ والو! اگر مجھے کسی کے متعلق یہ اطلاع ملی کہ کوئی شخص مسجد میں نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا،

شکر یہ اصحاب رسول

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موصوف کے اس فیصلہ پر شکر یہ ادا کیا اس فیصلہ سے موصوف کی منزلت اور وقعت پیدا ہوگی،

جس دین کو ہم نے اختیار کیا ہے وہ کسی انسان کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ بلا عذر نماز باجماعت مسجد میں ادا نہ کرے، واللہ اعلم،

## فصل ۳۳

نواں مسئلہ | اس شخص کے بارے میں جو نماز میں ٹھونگے مارتا ہے رکوع اور

سجدہ کو پورا نہیں کرتا،

اس مسئلہ میں ہمارے کافی اور وافی جناب رسول کریمؐ اور اصحاب کے اقوال ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ سنت رسولؐ سے بہتر ناصح کوئی نہیں، جس سے ہم اعتراض کر سکیں،

اس سلسلہ میں ہم جناب رسول کریمؐ اور اصحابؓ کے مذہب کو انہیں کے اہل میں بیان کرتے ہیں،

جناب ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ مسجد میں داخل ہوئے ایک آدمی داخل ہوا اس نے نماز ادا کی، اس نے آپؐ سے سلام کیا، آپؐ نے اسے سلام کا جواب دیا، آپؐ نے اسے فرمایا نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی، آپؐ نے تین بار یہی فرمایا کہ واپس پلٹ اور نماز پڑھ، تیسری بار اس نے کہا، جس نے تجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں اسے بہتر طریقہ نماز پڑھنے کا نہیں جانتا، لہذا مجھے آپؐ بہتر طریقہ پر نماز پڑھنے کی تعلیم دیں، آپؐ نے اسے فرمایا، جب تو نماز پڑھنے لگے تو کامل وضو کرنا، پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہنا، پھر جو تجھے قرآن آسانی سے یاد ہو اسے نماز میں پڑھنا، پھر رکوع پورے اطمینان سے کرنا، رکوع پوری طرح حالت اعتدال میں قیام کرنا، پھر پورے اطمینان سے سجدہ کرنا، پھر پورے سکون سے سجدہ سے اٹھ کر بیٹھ جانا پھر دوسرا سجدہ اطمینان سے کرنا اسی انداز پوری نماز میں اپنانا، (بخاری)

**نتیجہ** | اس نماز سے اس بات کی دلیل ہے کہ نماز میں داخل ہونے کیلئے ”اللہ اکبر“، مقرر ہے اور کوئی جملہ اس کا قائم مقام نہیں ہے جس طرح نماز کے لئے وضو اور استقبال قبلہ متعین ہے،

۲۔ قرآن نماز میں جو آسانی سے پڑھی جائے واجب ہے، دوسری دلیل کے اعتبار سے سورۃ فاتحہ کی نفی نہیں ہوتی، جو سورۃ فاتحہ کا قائل ہے وہ دلیل پیش کرتا ہے: کل صلاۃ لا یقرء فیہا باہر القرآن لہ فہمی خراج، جس پر نماز کا اطلاق

سلہ محمد بن اسماعیل بخاری مروی ہیں جسکی کتاب صحیح اور اسناد صحیح بخاری ہے (مترجم)



ہو سکتا ہے اگر اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ نماز ناقص ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ لا صلۃ لمن لم یقض بغایتۃ الكتاب، جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں، ایک سنت کو دوسری سنت پر چسپاں نہیں کیا جاسکتا،

۲۔ اس حدیث سے یہ بات دلیل ہے وجوب طمانینہ، از میں اطمینان واجب ہے، جو شخص طمانینہ کو ترک کر دے گا اس کے ذمہ حکم طمانینہ باقی ہے، انسان کو خور کرنا چاہیئے ارشاد نبوی میں رکوع میں اطمینان کا حکم اور بعد رکوع حالت قیام میں بھی یہی حکم ہے، کیونکہ مطلق اطمینان کافی نہیں ہے جب تک بعد رکوع کے اطمینان سے حالت قیام میں کھڑا نہ ہو تو وہ چیزیں نماز میں جمع ہوئیں، ایک اعتدال دوسرا اطمینان، ان شرائط سے اس شخص کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے جو شخص کہتا ہے کہ انسان رکوع کرے پھر رکوع سے سجدہ کرے، سر نہ اٹھائے تو اس کی نماز صحیح ہوگی، یا در ہے مطلق نماز میں سر اٹھانا کافی نہیں جب تک رکوع بعد رکوع سجدہ اور بعد سجدہ میں نماز کے پورے پورے ارکان اطمینان اور اعتدال سے نہ کرے، یا در ہے کہ رکوع اور سجدہ کی تسبیحات اور بعد رکوع کی تسبیحات اور تحمید کے وجوب کی نفی نہیں ہوتی، کیونکہ آپ نے تسبیح فی الركوع کا حکم دیا، جب ضمیمہ باسم ربك العظیم، آیت نازل ہوئی، یوں فرمایا: اجعلوها فی رکوعکم، اسے اپنے رکوع میں پڑھا کرو، اور تحمید کا حکم دیا، بعد رکوع جس وقت امام کہے سمع اللہ لمن حمد، اللہ نے اس کی حمد سن لی جس نے اس کی تعریف کی، فقولوا تو مقدمی حضرات یوں کہیں ربنا لک الحمد، ہمارے پروردگار تیرے لئے حمد خاص ہے،

نماز کے جملہ امور، رکوع، سجود، تسبیح، تحمید، اعتدال، طمانینہ کے احکام صاحب شریعت نے صادر فرمائے ہیں بعض روایات میں اعتدال جلسہ میں ہے، مطلق تلوار کی دھار کی طرح سیدھا ہونا کفایت نہیں کرتا، جب تک نماز میں اعتدال اور سکون والی کیفیت نہ ہو دے، کیونکہ نماز میں تمام امور مسلم ہیں،



اور کسی امام سے یہ بات ثابت نہیں کہ واجب نماز میں ساقط ہو جاتے ہیں،

۱- امام شافعیؒ نماز میں فاتحہ کو واجب، تشہد اخیر کو واجب۔

۲- ابوحنیفہؒ نماز میں مقدار تشہد، جلوس کو واجب فرماتے ہیں، اور نماز سے نکلنا منافی

امور سے، اس میں ان امور کا حدیث میں ذکر نہیں،

۳- امام مالکؒ تشہد، سلام کو واجب کہتے ہیں، ان امور کا حدیث میں ذکر نہیں،

۴- امام احمدؒ رکوع اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ اور بعد رکوع سمع اللہ لمن

حمد کا کو واجب قرار دیا، ربی اغض لی، ان امور کا ذکر حدیث میں نہیں ہے،

نتیجہ | اس کا مطلب یہ نہیں جس کا ذکر حدیث میں نہیں، اسے ختم کر دیا جائے،

سوال | اگر یہ کہا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس نمازی) کو دو بار اس کی

اس نماز پر مقرر رکھا، اگر اس کی نماز باطل ہوتی تو اسے برقرار نہ رکھتے کیونکہ آپ باطل

پر مقرر رکھنے کا حکم کس طرح دیتے،

آپ نے اس نمازی کو کس طرح برقرار رکھا جب

جواب بمقام افسوس | جب کہ آپ اسے بار بار حکم فرما رہے ہیں، ارجع

فصل نانک نہ فصل، واپس پلٹ اور نماز پڑھتیری نماز نہیں ہے،

آپ نے اسے حکم دیا اور ساتھ ہی فرمایا تیری نماز مسنون نہیں ہے، اس سے

بیلغ اور کونسا انکار ہو سکتا ہے،

آپ نے اس کی نفی نماز کا انکار نہ کیا، جواب ہے، کیونکہ اگر آپ اس کی

سوال | نفی نماز کا انکار کر دیتے اسے نفرت ہو جاتی جس کے باعث وہ مناسب

تعلیم سے محروم ہو جاتا،

مناسب تعلیم کا تقاضا تھا کہ جناب رسول کریمؐ نے جس بدوئی نے مسجد کے کونہ

صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں موجود تھے ایک بدوئی آیا اس نے مسجد کے ایک کونہ میں پیشاب کرنا شروع

شروع کر دیا اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا، آپ نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو کیونکہ تمہیں کرنے کیلئے

نہیں مبعوث کیا گیا بلکہ تمہیں فتنے کا حکم دیا گیا، جب وہ اپنی حاجب سے سفارح ہو گیا تو آپ نے اسے بلا کر آداب

مسجد سے آگاہ فرمایا کہ مسجد بیت الخلا ہے، بعد اسے حکم دیا وہ بائیں کاٹھول بھر کر لایا آپ نے

اس مقام پر بائیں ہاتھ مسجد کو پک کیا، (بخاری ج ۱) ۱۸۳ فتح الباری میں مذکور ہے کہ اس نے نماز پڑھی اور یہ وعار

مجھ پر اور رسول پر رحمت کر۔ بعد پیشاب کا۔ فتح الباری ۱۸۳۔

میں پیشاب کر دیا تھا، اسے برقرار رکھا کہ وہ پوری طرح پیشاب کر لے جب وہ فارغ ہو گیا، بعدہ آپ نے اسے تعلیم دی کہ مساجد و گھر بانی کے لئے ہوتی ہیں نہ بول بھراؤ کے لئے، جس طرز تعلیم آپ انتہائی کمال اور حسن اخلاق کا نقش لطیف تھا۔

سوال | آپ نے اس نمازی کو دوران نماز کیوں نہ فرمایا کہ نماز توڑ دے، جواب آپ نے مصلحت کی بنا پر پیشاب کرنے والے کو دوران پیشاب، پیشاب کرنے سے نہ روکا تھا، اور نمازی کو نہ روکنا اولیٰ تھا۔

ہاں اگر آپ اس نمازی کو اسی نماز پر برقرار رکھتے اسے اعادہ کا حکم نہ دیتے اور اس کی نماز کی نفی نہ کرتے، تو تم اس سے دلیل نہ پکڑتے،

سوال | اگر یہ کہا جائے کہ آپ کا فرمان ”لَوْ تَقَصَّلَ“ کا مطلب یہ تھا کہ تو نے کامل نماز نہیں پڑھی، یہ اس لحاظ سے محال ہے کیونکہ بعض مستحب امور کے نہ ہونے سے نماز کیسے صحیح ہوگی، یہ دعویٰ انتہائی باطل ہے،

جناب رفاعہ بن رافع؟ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریمؐ میں تشریف فرما تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے، ایک شخص نے بدوی کی طرح نماز ہلکی سی عجلت سے ادا کی، بعدہ اس نے جناب رسول کریمؐ سے سلام لیا، آپ نے سلام کے جواب کے بعد فرمایا:

فَارْجِعْ فَإِنَّكَ لَمْ تَقْصِلْ، تو واپس جا کر نماز پڑھ کیونکہ تیری نماز نہیں ہے جو تو نے پڑھی ہے، نماز کے بعد اس نے آپ کو پھر سلام کیا، یہ سلسلہ دوبارہ یاتین بار رہا، اور آپ اسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم کرتے رہے، ارباب غلبہ خطرہ لاحق ہوا اور اس پر انہوں نے ”اللہ اکبر“ کہا، کہ اس کی ہلکی نماز کے تحت نماز نہیں ہوئی، آخر میں اس نے عرض کیا، مجھے آپ نماز کے طریقہ کی تعلیم دیں کیونکہ میں انسان ہوں، مجھے غلطی اور عدم غلطی دونوں کا امکان ہے، آپ نے فرمایا بالکل ٹھیک ہے، تو سنیے جب تو نماز قائم کرنے لگے تو بانی حکم کے تحت وضو کرنا، پھر تشہد کرنا اور قیام کرنا، اگر تیرے پاس قرآن ہے، تو

اسے پڑھ لینا اور نہ اللہ کی حمد، بحکیر، اور تہلیل کرنا، پھر رکوع حالت اطمینان سے کرنا، پھر سیدھا اٹھ کر کھڑے ہو جانا، جب تو اس طرح کرے گا تو تیری نماز پوری کہلائے گی، اور اگر ان امور سے کوئی چیز ناقص ہوئی تو اتنی تیری نماز ناقص ہوگی، یہ پہلی کی نسبت آسان ہے، کیونکہ اس میں ہے اگر کوئی چیز نماز سے ناقص ہوگی، تو اتنی ہی نماز ناقص ہوگی، پھر نماز ناقص نہ ہوگی، (مسند احمد)

ابوداؤد کی روایت میں ہے، نماز پڑھ ہو کچھ تیرے پاس قرآن سے ہے، پھر تو اللہ اکبر کہہ، اس روایت میں ہے اگر تیرے ساتھ قرآن ہے تو وہ پڑھ لے، مسند احمد کی روایت میں یوں بھی آیا ہے جب تو نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو وضو احسن طریقہ سے کرنا، پھر قبل رخ ہو کر اللہ اکبر کہنا پھر ام القرآن (سورۃ فاتحہ) پڑھنا، پھر جو تو چاہے پڑھ لینا، جب تو رکوع کرے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دونوں گھٹنوں پر تھماتا اور اپنی کمر کو خوب پھیلاتا اور رکوع کے لئے اسے ہموار کرنا، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اپنی کمر کو سیدھا کرنا جس سے ہڈیاں اپنے اپنے جوڑوں میں فٹ آجائیں، جب سجدہ کرے تو ٹھیک سجدہ کرنا، جب اپنے سر کو سجدہ سے اٹھا لے تو ہاتھوں کو اپنے بائیں ران پر سہارا دینا، اس دستور کو ہر رکعت میں پورا کرنا۔

اس حدیث میں تو صاف کہا اسلئے یعنی ربانی حکم کے مطابق وضو کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا صفا اور مردہ کے متعلق ابد ابعاب اللہ بے وہاں سے شروع کرو جہاں سے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے قرآن سے سعی پہلے صفا سے بعد مردہ سے کا حکم دیا ہے، مقصود ترتیب ہے، سعی میں ترتیب ہے، اسی طرح وضو میں بھی ترتیب ہے، (پہلے ہاتھ دھونا، کلی، ناک میں پانی، چہرہ دھونا دو ہاتھ کہنوں سمیت پھر سر کا مسح، آخر میں دونوں پاؤں کو دھونا)

حدیث میں ہے اقرء بام القرآن، شراقرء بما شئت، ام القرآن پڑھ پھر جو قول چاہے پڑھ، تو یہ قول اقرء بما تیکس معك من القرآن، جو تجھے آسان ہے قرآن سے پڑھ لے، مطلق ہے جس نے اقرء بام القرآن سے مقید کیا گیا، یہی مفہوم ہے

اس حدیث کا تقرر بما شئت من القرآن پڑھ تو جو چاہے قرآن سے، اور فرمایا فان كان معك قرآن ولا فاحمل الله وكبره وهلكه ان احادیث کے مختلف الفاظ ایک دوسرے کے مقصد کو واضح کرتے ہیں، اس کا مقصد یہ نہیں کہ بعض کا حکم ترک کر دیا اور بعض کا حکم اپنا لیا جائے، بلکہ یہ الفاظ حکم نبوی کی وضاحت کرتے ہیں۔

**قوله** الله اكبر، تو الله اكبر کہے، اس قول سے دو الله اكبر، کا تعین ہے، اس کے علاوہ کسی لفظ کہنے کی اجازت نہیں جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے، تحریم ہا التکبر تکبیر تحریمہ یعنی الله اكبر کہنا، نماز کی تحریم ہے،

**قوله** فَاِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاقْعِرْ صُلْبَكَ اس میں صراحت ہے کہ رفع، اعتدال اور اطمینان رکوع اور قیام میں واجب ہے، اس سلسلہ میں ارشاد نبوی عن ابی مسعود البدی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجزى صلاة الرجل حتى يقيم ظهره في الركوع والسجود، (مسند احمد، ترمذی) آپ نے فرمایا انسان کی وہ نماز نہیں کفایت کرتی جب تک وہ رکوع اور سجدہ میں اپنی کمر کو سیدھا نہ کرے،

**نتیجہ** اس حدیث سے بالکل واضح ہے کہ رکوع سے اٹھنا اور سجدہ میں اعتدال کرنا اور اطمینان کرنا، رکن ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی،

(۱) علی بن شیبان بیان کرتے ہیں کہ ہم جناب رسول کریم کے پاس آئے ہم نے نہایت کی، اور آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی، آپ نے ترچھی نگاہ سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع اور سجدہ میں اپنی کمر کو سیدھا نہ رکھتا ہے، جب نبی کریم نے نماز کو پورا کر لیا تو فرمایا: یا معشر المسلمین لا صلاة لمن لم یقیم صلیبہ فی الركوع والسجود ابن ماجہ، ومسند احمد، مسلمانو! اس شخص کی نماز نہیں جو رکوع اور سجدہ میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں رکھتا، لا صلاة کا معنی ہے کہ اس کی نماز کافی نہ ہوگی آپ کے اس قول سے لا تجزى صلاة الرجل حتى یقیم ظهره فی الركوع والسجود جو شخص رکوع اور سجدہ میں اپنی کمر سیدھی نہیں رکھتا اس کی نماز کفایت نہ کرے گی،

لله شکوہ ج احسن ابو مسعود انصاری (باب رکوع) لہ الحمد لله، لله الله اکبر الله لا اله الا الله

مسند احمد میں یہ الفاظ ہیں: لَا يَنْتَظِرُ اللَّهُ إِلَى رَجُلٍ لَا يَقِيْمُ صَلَاتَهُ بَيِّنَةً  
بِشُكْوَعِهِ وَسُجُودِهِ، لَمْ يَنْتَظِرْ تَعَالَى اس شخص پر نگاہ نہیں رکھتا، بروایت ابی ہریرۃ،  
سنن بیہقی میں ہابیر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریمؐ نے فرمایا  
لَا تَجْزِي صَلَاةَ الرَّجُلِ، الْخَمَّ، اس شخص کی نماز کفایت نہیں کرتی جو نماز رکوع اور  
سجدہ میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا،

جناب رسول کریمؐ نے نماز میں ”نقرہ“ کوڑے کی طرح ٹھونکنے مارنے سے  
روکا، اور خبر دی کہ ایسی نماز منافقین کی ہے،

مسند ادرسن میں عبد الرحمن بن شبلؒ نے روایت ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم عَنْ نَفَرَةٍ الْغُرَابِ، وَاهْتَرَأَشَ السَّبْعُ، وَعَنْ تَوَطَّنَ الرَّجُلُ  
الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ، كَمَا يُوَطَّنُ الْبَعِي، کہ رسول کریمؐ نے منع کیا کوڑے کی  
طرح ٹھونکنے مارنا، اور درندہ کی طرح پاؤں پھیلاتا اور کسی شخص کا مسجد میں ایک  
ہی جگہ مقرر کر لینا، جس طرح اونٹ اپنی جگہ مقرر کر لیتا ہے (یعنی جس طرح اونٹ اپنی  
جگہ پر دوسرے شخص کو نہیں بیٹھنے دیتا،

**نتیجہ** | حدیث میں حیوانات تشبیہ رکھنے سے روکا گیا ہے،

۱۔ غروب کے ساتھ (یعنی کوڑے کی طرح ٹھونکنے مارنا جلدی جلدی بغیر کچھ پڑھے

اور توجہ کیلئے) نماز پڑھنا،

۲۔ درندہ کے ساتھ (جس طرح درندہ اپنے پاؤں پھیلاتا اسی طرح سجدہ میں انسان

کا بازو پھیلاتا زمین پر،

۳۔ اونٹ کے ساتھ، (کیونکہ اونٹ اپنے بیٹھنے کے لئے ایک جگہ خاص کر لیتا ہے

انسان کو روکا کہ ایک جگہ مسجد میں معین نہ کرے، جس سے کہ دوسرے کو بیٹھنے سے روکے،

دوسری حدیث میں آپؐ نے لومڑی کی طرح جھانکنے سے روکا، اور کستے کی

طرح بیٹھنے سے روکا، اور گھوڑے کی دم کی طرح نماز میں ہاتھوں کو اٹھانا،

**خلاصہ** | ان تمام احادیث میں لچہ حیوانات کا ذکر ہے اور ان جیسی حرکات کرنے سے

لَمْ يَنْتَظِرْ تَعَالَى، سَبْعَ مَشْكُوتَةٍ، ص ۸۷، مطلق بن علیؒ، سَبْعَ مَشْكُوتَةٍ، ص ۸۷، کتاب الصلوٰۃ فی السجود،

نماز میں انسان کو روکا،  
جناب رسول کریم نے فرمایا جو شخص کوڑے کی طرح ٹھونگے مار کر نماز پڑھتا ہے  
وہ منافقوں والی نماز پڑھتا ہے،

صحیح مسلم میں علامہ ابن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ انس بن مالک کے پاس بصرہ  
میں ان کے گھر تشریف لائے، جبکہ وہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے، جب ہم آپ  
کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے پہلا سوال کیا اَصْلِيْتُمُ الْعَصْرَ؟ کیا تم دونوں نے  
عصر کی نماز پڑھ لی، ہم ظہر کی نماز سے فارغ ہی ہوئے تھے، موصوف فرمانے لگے  
تَقْدَرُوْا فَصَلُّوا الْعَصْرَ اِذَا هُوَ عَصْرُكُمْ نماز پڑھو، ہم نماز کے لئے چلے ہم نے نماز ادا کی،  
جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمانے لگے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم سے سنا فرما رہا ہے تھے، یہ منافق کی نماز ہے، کہ وہ بیٹھا رہتا ہے سورج کبھی  
انتظار کرتا رہتا ہے، جب سورج شیطان کے دو سینگوں میں ہوتا ہے، تو اٹھ کر چار رکعت  
نماز کوڑے کی طرح ٹھونگے مارا کرتا ہے، اس حالت میں کہ اللہ تعالیٰ کا بالکل قلیل  
ذکر کرتا ہے،

اس سلسلہ میں ابن مسعود کا پہلے قول گذر چکا ہے، ہم نے دیکھا کہ جماعت سے  
سوائے منافق دیگر کوئی نہ پیچھے رہتا تھا۔

ربانی ارشاد ہے: اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَازَا قَامُوا  
اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوا كَسَالٰى يُرْ اُوْن النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ه  
تحقیق منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دھوکہ کی سزا دے گا، جب  
وہ نماز کے لئے اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر قلیل کرتے ہیں،

۴. **مخالف در نماز علامات نفاق** (۱) حالت قیام میں کھلی کرنا، (۲) نماز دکھلاؤ  
کے لئے پڑھنا، (۳) وقت سے لیٹ پڑھنا  
(۴) کوڑے کی طرح ٹھونگے مارنا، (۵) نماز میں قلیل ذکر کرنا، (۶) جماعت میں شامل نہ ہونا،  
حدیث: عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الشَّعْرِي قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاصْحَابِهِ



ثم جلس في طائفة فهم قد حل رجل منهم فقام يصلي، فجعل يركع وينقر في سجود كما ورسول الله صلى الله عليه وسلم ينظر اليه فقال  
 "وشر من هذا الوعات مات على غير عملة ينقر صلاته كما ينقر الغراب  
 الذر"، انما مثل الذي يصلي ولا يركع في سجود كما لجام لا ياكل الا ثمره  
 او ثمرتين فما يغنيان عنه، فاسبغوا الوضوء، وويل للاعقاب من الناس  
 فامتموا الركوع والسجود

ابی عبداللہ اشعریؒ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریمؐ نے ہمیں نماز پڑھائی،  
 پھر آپؐ ایک کونہ میں بیٹھ گئے، ایک آدمی نے نماز پڑھنا شروع کی، رکوع کرتا اور سجدہ  
 میں کوسے کی طرح ٹھونگے مارتا، اور جناب رسول کریمؐ اس کی طرف دیکھتے رہے،  
 اس پر آپؐ نے فرمایا اس شخص کو دیکھتے ہو، اگر یہ شخص مر گیا تو غیر ملت محمدؐ پر مرے گا  
 کیونکہ یہ شخص نماز میں کوسے کی طرح ٹھونگے مارتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی ہے  
 جو نماز پڑھتا ہے اور سجدہ میں رکوع نہیں کرتا، بھوکے کی طرح جو صرف ایک کھجور یا  
 کھجوریں کھاتا ہے لیکن یہ کھجوریں اس کی بھوک کا ازالہ نہیں کرتیں، یاد رکھو! وضو کو  
 پورا پورا کیا کرو، جو ایڑی وضو سے خشک رہے گی، وہ آگ کا ایندھن ہوگی، لہذا رکوع،  
 اور سجدہ کو ٹھیک ٹھیک کیا کرو،

ابوصالح بیان کرتے ہیں کہ میں بے ابو عبداللہ اشعریؒ سے کہا کہ تجھے یہ حدیث  
 کس نے بیان کی ہے؟ موصوف نے جواب دیا فوجیوں کے جرنیل خالد بن ولید، عمرو  
 بن عاص، سرجیل بن حسنہ، یزید بن ابی سفیان، ان سب کے سب امرا جناب رسول کریمؐ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، (صحیح ابوبکر بن خزیمہ)

آپؐ نے خبر دی کہ نماز میں کوسے کی طرح ٹھونگے مارنے والا اگر ایسی حالت  
 میں مر گیا تو غیر ملت اسلامیہ پر فوت ہوگا،

یزید بن وہب بیان کرتے ہیں کہ جناب حذیفہؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع اور  
 سجدہ کو پورا نہ کرتا تھا، موصوف نے فرمایا تو نے نماز نہ پڑھی اگر تو مر گیا تو تیری موت



غیر فطرت اسلامی پر ہوگی، بوجہ کوئے کی طرح ٹھونگے مارنے سے،

**سارق نماز** | عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اسئلوا الناس سرقة الذی یسرق من صلاتہ قالوا

یا رسول اللہ کیف یسرق صلاتہ؟ قال لا یتشرک کو عہا ولا یسجدھا  
او قال لا یتقیم صلبہ فی الركوع والسجود (مسند)

ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریمؐ نے فرمایا بدترین چور وہ ہے جو  
نماز کی چوری کرتا ہے،

صحابہ نے عرض کیا نماز کی چوری کیسے؟ فرمایا جو شخص رکوع اور سجدہ میں اپنی  
کمر کو سیدھا نہیں رکھتا،

**نتیجہ** | اس حدیث سے واضح ہو گیا ہے کہ نماز کا چور مال کے چور سے بدترین حالت  
والا ہے،

یقینی بات ہے ان لص الدین شر من لص الدنیا! دین کا چور دنیا  
کے چور سے بدترین ہے، عن سلیمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم الصلاة مکیال فمن وثق وثق له ومن طفف فقد علمتم  
ما قال اللہ فی المطففین،

سلیمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریمؐ نے فرمایا نماز ایک پیمانہ ہے  
جس نے پورا کیا، اسے پورا پورا دیا جائے گا اور جس نے کم تو لا اس کے بارے ربانی  
حکم کم کرنے والوں کے لئے ”ویل“، ہلاکت ہے،

امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے مجاورہ ہے فی کل شیء وفاء و تطیف بہ چیز کی  
دلہنشی ہے، اللہ تعالیٰ نے احوال میں کمی کرنے والوں کو وعید فرمائی ہے تو نماز میں  
کمی کرنے والوں کے لئے تمہارا کیا ظن، (خیال، مان) خیال ہے،

جناب رسول کریمؐ نے فرمایا جب انسان عمدہ ترین وضو کرے، پھر نماز پورے  
رکوع اور سجود قرآء سے قائم کرے تو نماز اس کے حق میں دعا کر کرتی، جس طرح تو نے

میری حفاظت کی اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے، پھر نماز کو آسمان میں ایسی حالت میں لے جایا جاتا ہے اس کی ضیاء اور روشنی ہوتی ہے، اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ کر نمازی کے حق میں سفارش کرتی ہے، (بصورت دیگر) جب نماز کا وضو، رکوع، سجدہ، قرآن کو ضائع کر دیا جائے تو نماز اس کے حق میں بدو عار کرتی ہے، جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا، تجھے اللہ تعالیٰ ضائع کرے، پھر اسے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے، آسمان کے دروازے (مفلق) بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر اس کی نماز کو اس طرح پھینکا جاتا ہے جس طرح بوسیدہ کپڑے کو بعدہ اس کی نماز کو اسکے منہ پر مارا جاتا ہے،

مسند احمد کی روایت میں ہے جب انسان وضو کرے تو اچھے انداز میں نماز ادا کرے،

## فصل ۳۴ در کیفیت مقدار نماز نبویؐ

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی مقدار کا بیان:

دسواں مسئلہ

اس مسئلہ کی معرفت لوگوں کے لئے کھانے اور پینے سے زیادہ اہم ہے، افسوس کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے عہد سے لوگوں نے اسے ضائع کر دیا، امام زہری بیان کرتے ہیں کہ میں انس بن مالک کے پاس دمشق میں گیا تو موصوف رو رہے تھے، میں نے موصوف سے روئے کا سبب پوچھا، میں نے جو کچھ پایا اس سے صرف اس نماز کو پہنچاتا ہوں، اور یہ نماز میں نے ضائع کر لی، (صحیح بخاری)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کسی چیز کو نہیں پہنچاتا جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھی، موصوف سے کہا گیا نماز کو تو جانتے ہیں، فرمانے لگے:

الیس قد ضعتہما ضعتہ فیہا! تم کو خوب معلوم ہے جو کچھ تم نے اس کے ساتھ برتاؤ کیا ہے،

امام بخاریؒ سیدنا موسیٰ اور انسؓ سے بیان کیا ہے کہ موصوف نے دیکھا کہ لوگ نماز باجماعت سے پیچھے رہتے ہیں نماز کے ارکان، اوقات، نماز، تسبیحات رکوع و سجود اور تکبیرات انتقالات کے ضائع کرنے کا مشاہدہ کیا، اور موصوف نے خبر دی جناب رسول کریمؐ کا طریقہ ان کی طرز سے بالکل خلاف تھا، اس مسئلہ کی وضاحت ہم تفصیل سے بیان کریں گے، انشاء اللہ،

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوجز الصلوۃ ویکملہا، (بخاری) نماز میں ایجاز کرتے، اس حالت میں کہ نماز کے ارکان پورے کرتے،

۲۔ انسؓ بیان کرتے ہیں ماصلیت وراء اہاماد قطا خف صلوۃ و لا اتم من صلوۃ النبیؐ (صحیحین)

میں کسی امام کی اقتدار میں ہلکی پھلکی نماز اور بالکل کامل نماز نبی کریمؐ کی نماز سے نہیں ادا کی۔

امام بخاریؒ نے ان الفاظ کا اضافہ بیان کیا ہے، جناب رسول کریمؐ ان کاں یسمع بکاء الصبی فیخفف، مخافة ان تغتن احدہ جب آپ بچے کے رونے کی آواز سن لیتے تو نماز ہلکی پھلکی کر دیتے اس وجہ سے کہ اس کی والدہ کسی فتنہ کا شکار نہ ہو جائے، یعنی پریشان اور گھبرانہ جائے۔

انسؓ نے نبی کریمؐ کی نماز کی صفت ایجاز اور انعام سے بیان کی، ایجاز جو نتیجہ آپؐ خود کرتے تھے، نہ وہ ایجاز جس کا وہ ظن کرتے تھے جو آپؐ کی نماز کے مقدار پر واقع نہیں، ایجاز امر نبیؐ ہے، اصنافی ہے، جس کا مرجع سنت نہ امام اور مقتدیوں کی خواہش مراد ہے، آپؐ فجر کی نماز میں ساٹھ آیات سے سو آیات تک پڑھتے تھے، ایجاز بالنسب چھ صد آیات کے ہزار کے اعتباراً

سے، جبکہ آپ نے مغرب کی نماز میں سورہ اعراف پڑھی تو یہ ایجار بالنبیٰ سورہ بقرہ کے ہے، اس سے حضرت انسؓ کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے متعلق بیان کرنا کہ موصوف نماز میں نماز نبویؐ کی مشابہت رکھتے تھے،

سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں میں نے جناب انس بن مالک سے سنا ہے کہ ہے تھے: ماصلیت وراء احد بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم شبهة صلاة برسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا الفتى يعني عمر بن عبد العزيز فخر رفا في ركوعه عشر تسبيحات وفي سجود عشر تسبيحات، میں جناب رسول کریمؐ کے بعد آپ کی منبر سے مشابہت رکھنے والی نماز اسی نوجوان کے علاوہ کسی کی نماز نہیں دیکھی یعنی عمر بن عبدالعزیز کے ہم اس کے رکوع کی تسبیحات میں اندازہ لگایا دس بار سبحان ربی العظیم اور اسی طرح سجدہ میں دس بار سبحان ربی الاعلیٰ، حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں میں تمہیں اسی طریقہ سے نماز پڑھاؤں گا جس طرح آپؐ ہیں ”یصلی بنا“ نماز پڑھایا کرتے تھے، ثابت بیان کرتے ہیں حضرت انسؓ نماز میں جو چیزیں کرتے تھے تم وہ نماز میں نہیں کرتے ہو،

موصوف رکوع سے سر اٹھاتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے کھڑے رہتے کہنے والے کہا کرتے آپ بھول گئے ہیں، اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے اتنا ٹھہرتے حتیٰ کہ کہنے والا کہتا کہ موصوف بھول گئے ہیں، اس قائل سے مراد حضرت انسؓ ہیں جو فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول کریمؐ کی اقتدار ہلکی پھلکی کامل اتم نماز کسی کی اقتدار میں نہیں ادا کی، موصوف کی بیان کردہ احادیث کا ایک دوسرے کے ساتھ تضاد نہیں،

سنن ابوداؤد میں یوں وضاحت ہے حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں ماصلیت خلف رجل او جز صلاة من رآه ول الله صلى الله عليه وسلم من تمام ہیں کسی انسان کی اقتدار نماز مختصر اور پوری نماز جناب رسول کریمؐ سے کسی نے نہیں پڑھی، جناب رسول کریمؐ جب سمع الله لمن حمده، کہتے ہیں اتنا کھڑے ہوتے کہ ہم خیال کرتے کہ آپ بھول گئے ہیں، یہ حدیث کا سیاق ہے، جناب انسؓ کا ان صحیح آثار

میں بیان کیا ہے کہ آپؐ کی نماز میں ایجاز اور تمام مختصراً اسی حدیث میں اسی بات کا بیان ہے دو اعتدالوں میں ظن کرنے والا یہ خیال کرتا تھا کہ آپؐ کو دو ہم ہو گیا، بالمدینان کی بنا پر بھول گئے، اسی حدیث میں ان دونوں امور کو جمع کیا گیا، انس رضی اللہ عنہ کا ایجاز اور تمام کا ذکر کی تشبیہ اس میں ہوئی کہ ایجاز کا اعادہ قیام کی طرف تمام رکوع اور سجدہ کی طرف ان میں اعتدال کی کیفیت، کیونکہ قیام تام ہی ہوتا ہے اسے تمام کی ضرورت نہیں بخلاف رکوع اور سجدہ کی، اور دونوں اعتدال،

**تکثر** اس میں نکتہ یہ ہے کہ قیام کا ایجاز، رکوع، اور سجدہ، اعتدال، نماز کو پورا کر دیتے ہیں، اعتدال کی بنا پر، اور قرب کی بنا پر اس بقیر سے جناب انس رضی اللہ عنہ کا قول مصداق بنے گا، اوجہ، ولا اتعہ، کہ میں نے آپؐ کی نماز سے مختصر اور کامل کسی کی نماز کو نہیں دیکھا، یہ وہ انداز ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اختیار کرتے تھے، قیام، رکوع، سجدہ، اور اعتدال میں خیال کرتے تھے، جیسا کہ صحیحین میں ہے، عن براء بن عازب قال صُعْتُ الصَّلَاةِ مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ فِي كَعْتِهِ فَاعْتَدَلَ بَعْدَ رُكُوعِهِ فَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجَدْتُ مُجْلِسَهُ مَا بَيْنَ السَّلِيمِ وَالْإِضْلَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ،

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں جناب محمد کریمؐ کے نماز کا بغور اندازہ لگایا، میں نے پایا کہ آپؐ کا رکوع اور بعد رکوع کے اعتدال سجدہ اور جلسہ بین السجدتین میں اعتدال، سلام اور فراغت میں قریباً قریباً یکسانیت تھی، اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ کی نماز، قیام اور رکوع بعد رکوع اور سجدہ سجدتین (دو مسجدوں کے درمیان) قریباً برابر تھے، یہ حدیث اس روایت سے مخالف نہیں جو امام بخاری نے بیان کی ہے کہ جناب رسول کریمؐ کا رکوع، سجدہ، سجدتین کی حالت جب سر اٹھاتے، قیام، اور قعدہ کے علاوہ تمام ارکان برابر برابر ہوتے، اس انداز کو جناب براءؓ نے بیان کیا، پہلی روایت براءؓ میں، قیام میں قراۃ، جلوس تشہد کو داخل کیا، موصوف کا مقصد ان میں یہ نہیں ہے کہ قیام، تشہد، بقدر رکوع اور سجدہ کے تھے، ورنہ پہلی روایت

دوسری روایت کے مخالف ہوگی، ہاں یہ مقصد ہو سکتا ہے کہ قرآن، جلوس تشہد کا طول، رنیاں، رکوع اور سجدہ اور اعتدالین کی نسیان تھی، ان روایات میں ان ارکان کی نسیان اور افتخار میں کوئی فرق نہیں، جس طرح اکثر سنت سے غافل لوگ قیام کو بہت لمبا کر دیا اور رکوع اور سجدہ بالکل ہلکا کر دیا، اکثر لوگ ما یفعلون ہذا فی التواضع، اکثر لوگ یہ طریقہ نماز تراویح میں کرتے ہیں، اس انداز کا جناب انسؓ سے انکار کیا تھا، کہ میں نے آپؐ کی اقتدار میں کسی امام کے پیچھے ایسی ہلکی اور پوری نماز آپؐ کی نماز سے نہیں ادا کی،

**نتیجہ** اکثر ائمہ آپؐ کے زمانہ میں قیام بہت لمبا کرتے جس سے مقتدیوں کو بوجھ محسوس ہوتا، رکوع اور سجدہ اور اعتدال میں تخفیف کرتے نماز کو مکمل نہ کرتے جن دو امور کا انسؓ نے بیان کیا ہے وہ تھے جسے جن کی امرار مخالفت کرتے تھے، تو یہ انداز اعتدال کا اقتصار، شعار، بن گیا جیسے بعض فقہار نے پسند کر لیا، اور اس کی کراہت تصور کر لیا، اس بنا پر جناب ثابتؓ نے فرمایا تھا، جو نماز میں انسؓ امور کرتا تھا، میں تمہیں ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھتا، موصوف جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بالکل سیدھا کھڑے ہو جاتے، حتیٰ کہ کہنے والا کہتا کہ موصوف بھو گیا، جو انسؓ نے فعل کیا وہی فعل جناب رسول کریمؐ کیا کرتے تھے جناب رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اولیٰ اور اتباع کے لائق ہے، ہزارہ کا قول، قیام اور قعود کے علاوہ تھا،

نماز میں قرآن اور تشہد رکن جو غیر ارکان سے لمبا ہے، ایک جماعت نے آپؐ کے اس قیام سے رکوع میں اعتدال، بین سجدتین میں قعدہ، میں فرق کیا ہے، انہوں نے اس امتیازی کو تقلید پر مہمول کیا ہے، اس کی بنیاد انہوں نے سنت کے باعث تقلید قرار دیا ہے، بعض غلو کرنے والوں نے نماز کی لمبائی کو باطل قرار دیا ہے، اور یہ طریقہ غلط ہے، کیونکہ حدیث کا لفظ اور سیاق اسے باطل کرتا ہے، کیونکہ ہر ایک روایت میں آپؐ کا رکوع اور سجدہ سجدتین کے درمیان، جب سر اٹھاے، قیام اور

عدہ کے قریب قریب برابر تھے، تو یہ کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے لیکن رکوع کے سر اٹھانے کے یہ بات قطعی طور پر باطل ہے، رہا جتنا بیش کریہ کیا فعل جو انس کی حدیث میں گزر چکا ہے، کہ موصوف نے لوگوں کو جناب رسول کریم کی نماز پڑھائی، رکوع کے بعد کھڑے ہوتے یہاں تک کہ قائل کہتا کہ آپ جھول گئے ہیں، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد فرماتے:

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِثْلُ السَّمَوَاتِ وَمِثْلُ الْأَرْضِ وَمِثْلُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالُوا الْعُبْدُ وَكَلَّا لَكَ عِندَ

اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (عن ابی سعید) رداء مسطور

اللہ نے سن لیا جس نے اس کی تعریف کی اسے ہمارے پروردگار تیرے لئے تعریف ہے جتنی آسمان اور زمین کی بڑائی ہے اس کے بعد جو چیز بھری جاسکتی ہے، شمار اور بزرگی والے کیا خوب بندہ نے فرمایا کہ ہم سب تیرے بندے ہیں، یا اللہ جسے تو عطا کر دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو عطا کر دے اسے کوئی روکنے والا نہیں، تیرے ہاں کسی کی بزرگی نفع رسا نہیں ہو سکتی،

حدیث ابن ابی اوفی میں ہے: بَعْدُ کے بعد اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي بِالطَّلَجِ وَالْبَرْدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا، كَمَا يَنْفَعِي الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ،

یا اللہ مجھے پانی، برف، اولے، اور ٹھنڈے پانی سے پاک کر دے، یا اللہ مجھے گناہوں سے اور خطیات سے اسی طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے، یہی طریقہ آپ کارات کی نماز میں تھا، رکوع قیام کی طرح اپنے سر کو اٹھاتے، بقدر رکوع، اور اتنا ہی سجدہ کرتے، اتنا ہی سجدہ میں ٹھہرتے، اسی طرح آپ نے کسوف کی نماز میں کیا، رکن اعتدال کو لمبا کیا بقدر قیام

سہ مشکوٰۃ بدر اقل ص ۱۰ باب الركوع



یہ طریقہ جسے نبی کریمؐ کیا کرتے تھے، اسے مشاہدہ کا مقام حاصل ہے، اسی طریقہ کو خلفاء راشدین نے آپؐ کے بعد اپنایا،  
 زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ قیام اور قعود میں تخفیف کرنے رکوع اور سجدہ کو پورا کرنا جناب انسؓ کی احادیث اس پر دلیل ہیں کہ جناب رسول کریمؐ رکوع، سجدہ اور دونوں اعتدال میں لمبان کرتے، اکثر اکٹھے کے طرز زیادہ کرتے، بلکہ تمام کا یہی انداز تھا، مگر کبھی کبھی، جناب انسؓ نے اس قیام کی لمبان کا انکار کیا ہے،  
 جیسے نبی کریمؐ کیا کرتے تھے، جناب رسول کریمؐ کی نماز کے ارکان آپس میں قریب قریب تھے، یہی طریقہ براہین عازب کی روایت کے موافق ہے، کہ آپؐ کے تمام ارکان قریباً قریباً برابر تھے، اس سلسلہ میں صحابہؓ کی تمام روایات بعض کی بعض سے تصدیق کرتی ہے،

## فصل ۳۵

### قدر قیامہ للقرآن | قرأت کیلئے قیام کی مقدار کے بیان میں

بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک ساتھی دوسرے ساتھی کو پہنچاتا تھا، آپؐ صبح کی نماز کی دونوں رکعت میں یا ایک رکعت میں نٹاٹھ سے نوا آیات تک پڑھتے، ”متفق علیہ“  
 من عبد الله بن السائب قال صلى بنا رسول الله عليه وسلم الصبح بمكة فاستفتح سورة المومنين حتى اذا جاء ذكر موسى وهارون اودكر عيسى اخذت النبي صلى الله عليه وسلم سعة فرجع ”صحیح مسلم“  
 جناب سائبؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مکہ میں صبح کی نماز پڑھائی جس میں سورۃ مومنوں کی قراءۃ شروع کی جب سیدنا موسیٰؑ

اور ہارونؑ یا سیدنا عیسیٰؑ کا ذکر آیا تو آپؐ کو کھانسی شروع ہو گئی، تو آپؐ نے رکوع کر لیا،

۲۱. عن قطبة بن مالك: انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ في الفجر والفعل باسقاط لها طلع نقيد، وربما قال "ق" (صحيح مسلم)۔  
جناب قطبہ بن مالکؒ بیان کرتے ہیں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں والفعل باسقاط، آیت پڑھتے ہوئے سنا، اکثر دفعہ سورہ ق پڑھتے،  
۲۲. عن جابر بن سمرة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يقرأ في الفجر بقاف والقرآن المجيد وكانت صلواته بعد تخفيفاً، (صحيح مسلم)  
جابرؒ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریمؐ فجر کی نماز میں سورہ ق پڑھتے تھے اس کے بعد آپؐ کی نماز ہلکی پھلکی تھی،

اس جملہ کا مطلب یہ ہے صبح کی نماز کے بعد قرأت ہلکی پھلکی تھی اور اس کا مفہوم یہ نہیں کہ اس کے بعد فجر کی نماز میں قرأت ہلکی پھلکی کرتے تھے،

اس کی وضاحت ذیل حدیث سے ہے، عن جابر بن سمرة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ في الظهر بالليل اذا يغشى، وفي العصر يجو ذلك وفي الصبح أطول من ذلك، کہ جناب رسول کریمؐ ظہر میں واللیل اذا يغشى، اور عصر میں مثل اس کے پڑھتے، (صحيح مسلم)

سماک بن حربؒ بیان کرتے ہیں میں نے جابر بن سمرةؒ سے جناب رسول کریمؐ کی نماز کے متعلق سوال کیا، تو موصوف نے جواب دیا آپؐ نماز میں تخفیف کرتے، ان لوگوں کی طرح (یعنی نماز نہ پڑھتے تھے، اور موصوف نے مجھے بتایا کہ آپؐ فجر کی نماز میں سورہ ق والقرآن المجید، اور اس کی مثل پڑھتے، موصوف نے خبر دی کہ یہ تمام آپؐ کی تخفیف قرأت تھی،

جناب رسول کریمؐ یہ قول کانت صلواته بعد تخفيفاً ای بعد الفجر، کا یہی مفہوم ہے، کہ آپؐ فجر کی نمازوں کے علاوہ نمازوں میں قرأت میں چھوٹی چھوٹی سورتیں

پڑھتے، موصوف نے ان احادیث میں آپ کی نماز کی تخفیف اور سورہ ق کی قرأت دونوں کو جمع کر دیا، سیدہ ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ جناب رسول کریمؐ حجۃ الوداع کے موقع پر فجر کی نماز میں سورہ طہ پڑھتے تھے مگر گاہے گاہے ”صحیح مسلم“ سورہ طور قیہ سورہ ق کی آیات جتنی ہے،

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ام فضلؓ نے سنا ابن عباس سورہ مرسلات کو فجر کی نماز میں پڑھ رہے تھے ام فضلؓ نے کہا ایسے ننھے بچے! تو نے مجھے یہ سورہ سنا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی کہ وہ اسے مغرب کی نماز میں پڑھتے تھے، (صحیح مسلم)

**نتیجہ** ام فضلؓ نے بتایا کہ میں نے آخری نماز جس میں میں نے آپ سے سنا کہ مغرب کی نماز میں سورہ مرسلات پڑھتے تھے، حالانکہ ام فضلؓ مہاجرین سے نہ تھی بلکہ یہ مستضعفین، (مکہ میں رہنے والوں میں تھی)

جس طرح کہ ابن عباسؓ خود بیان کرتے ہیں، میں اور میری والدہ ان کمزور لوگوں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا، لہذا یہ سماع آخری تھا قطعی طور پر فتح مکہ کے بعد،

مروان بن حکم نے زید بن ثابتؓ سے کہا کہ مالک یقرئ فی المغرب بقصاص المفصل، کہ تو مغرب میں قصار مفصل سورتیں کیوں پڑھتا، جب کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ لمبی لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے، ابن طلحہ راوی حدیث نے سوال کیا طوی الطویل؟ لمبی سورتوں سے لمبی کا مطلب کیا ہے؟ اس نے اپنی طرف سے بیان کیا، سورہ مائدہ اور سورہ اعراف اس تفسیر پر ہنست عائشہؓ کی بیان کردہ حدیث کہ جناب رسول کریمؐ مغرب کی نماز میں سورہ اعراف پڑھتے تھے، آپؐ نے اس سورہ کو دو رکعتوں میں پڑھا، (نسائی)

(۱) آپؐ نے مغرب کی نماز میں سورہ اعراف دونوں رکعتوں میں پڑھی، (نسائی)

(برداشت عائشہؓ)

(۲) آپؐ نے مغرب کی نماز میں سورہ دخان پڑھی، ابن مسعودؓ (نسائی)

لہذا سورہ قصار لم یکن للذین سے خلاص تک، اواسط، برمج سے لم یکن، طول مجرث سے برمج تک

(۳) آپؐ نے مغرب کی نمازیں سورۃ طور پڑھی، جیسر بن مطعمؓ (بخاری) (مسلم)  
 عشر کی نمازیں قرأت نبویؐ (۱) آپؐ نے عشر کی نمازیں سورۃ تین، آپؐ نے اعلیٰ آواز سے اسے پڑھا بلکہ بن عازبؓ متفق علیہ

(۲) ابورافع بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہؓ کی اقتدار میں عشر کی نماز ادا کی تو آپؐ نے سورۃ اذ السماء الشقت، پڑھی اور اس میں سجدہ کیا، میں نے عرض کیا یہ سجدہ کیسے، موصوف نے جواب دیا میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں سجدہ کیا میں یہ سجدہ ہمیشہ ہمیشہ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ آپؐ سے ملاقات کروں گا، (یعنی قیامت میں موت مراد ہے) زندگی بھر، (صحیحین)

(۳) آپؐ نے عشر کی نمازیں سورۃ الشقاق پڑھی، ابورافع عن ابی ہریرہؓ (صحیحین)  
 (۴) آپؐ نے عشر کی نمازیں سورۃ الشمس وضحاہ، اور اسی طرح کی دیگر سورتیں پڑھیں، (ابوہریرہؓ) ترمذی نے فرمایا حدیث حسن،

(۵) آپؐ نے معاذ بن جبلؓ سے فرمایا عشر کی نمازیں الشمس وضحاہ، مسیح اسم ربك الاعلیٰ (سورۃ اعلیٰ) اقرء باسم ربك (سورۃ علق) واللیل اذ الغشی پڑھا کر، (متفق علیہ)، بروایت معاذ بن

ظہر اور عصر کی نمازیں قرأت (۱) ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں ظہر کی نماز قائم کی جاتی اور ہم میں سے ایک کی طرف قضاء حاجت کے لئے جاتا پھر اپنے گھر میں واپس اگر وضو کرتا، پھر مسجد میں جاتا تو رسول کریمؐ پہلی رکعت میں ہوتے،

(۲) ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریمؐ نماز پڑھاتے ظہر، عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں، اور کبھی کبھی یہیں آیات سنایا کرتے تھے ظہر کی پہلی رکعت لمبی کرتے اور دوسری چھوٹی کرتے، آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھتے، (متفق علیہ)

[مسلم کے لفظ میں] [بخاری کی روایت میں] صبح کی پہلی رکعت لمبی کرتے،

یعنی سورتوں میں آیات کا جواب ہے وہ نماز میں سو آہم کے اور کوئی نہ دے یعنی جو پڑھے وہی جواب ہے۔ مترجم۔

اور دوسری رکعت پھولی کرتے، (بخاری)  
ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ ہم خیال کرتے آپ کا ارادہ ہے کہ لوگ پہلی رکعت میں شامل ہو جائیں،

(۳) عبداللہ بن ابی ادنیٰ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں اتنا قیام کرتے حتیٰ کہ کسی کے قدم رکھنے کی آواز سننے، (مسند احمد)

(۴) سعد بن ابی وقاص نے عمر سے کہا کہ میں پہلی دو رکعت میں لمبائی کرتا ہوں، اور دوسری دو رکعت میں تخفیف کرتا ہوں اور میں اس میں طرز نبی سے کمی نہیں کرتا، حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے لئے تیرے متعلق بھی خیال ہے، (بخاری و مسلم)

ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ کے قیام کا ظہر اور عصر میں اندازہ لگاتے تو ظہر کی پہلی دو رکعت میں بقدر سورۃ (سجدہ) اور ظہر کی آخری دو رکعت میں بقدر اس سورۃ کے پڑھتے، اور عصر کی پہلی دو رکعت میں ۱۰ بقدر ظہر کی آخری دو رکعت میں، ایک روایت میں سورۃ سجدہ کی بجائے قدر ثلاثین بقدر تین آیات کا ذکر ہے، اور آخری دو رکعت میں بقدر پندرہ آیات اور عصر کی پہلی دو رکعت میں یعنی ہر رکعت میں بقدر پندرہ آیات کے، اور آخری دو رکعت میں بقدر ۱۰ اس کے لئے یہ تمام الفاظ ”مسلم“ کے ہیں،

جو اس بات کا قائل ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد آخری دو رکعت میں سورۃ حجت کا پڑھنا مستحب ہے، یہ ایک ظاہری دلیل ہے لیکن ابو قتادہ جو متفق علی

سعد میں ہے کہ آپ پہلی دو رکعت میں سورۃ فاتحہ مع سورۃ پڑھتے اور دو آخری میں سورۃ فاتحہ پڑھتے، پہلی دو رکعت میں سورتوں کا ذکر ہے اور آخری دو رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ کا ذکر ہے، تو معلوم ہوا کہ ہر رکعت میں جس قدر قرأت کا ذکر ہے وہی خاص ہے یہی حدیث سعد، تو اس بات کا احتمال ہے جس کا ذکر ابو قتادہ اور ابوسعید نے ذکر کیا، ابوسعید کی حدیث سے آخری دو رکعت میں سورۃ کے پڑھنے کی صراحت نہیں ہے، بلکہ وہ اندازہ اور تخمینہ ہے، جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ظہر کی نماز

میں واللہ اذانیٰ غُضیٰ اور عصر کی نماز میں اس کی مثل پڑھتے اور صبح کی نماز میں اس سے لمبی سورت پڑھتے، ”مسلم“

جابرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول کریمؐ ظہر اور عصر کی نماز میں، والسماء ذات البروج (سورۃ بروج) اور سورۃ والسماء والطارق، اور اس کی طرح دیگر سورتیں پڑھتے،

۲- تیسری روایت جابر سے ہے کہ آپؐ ظہر کی نماز میں سورۃ اعلیٰ (سبح اسعدک الاعلیٰ) اور صبح کی نماز میں اس سے لمبی سورۃ پڑھتے، (مسلم)

۳- تیسری روایت جابر سے ہے کہ آپؐ ظہر اور عصر کی نماز میں سورۃ بروج اور سورۃ طارق اور اس کی مثل سورتیں پڑھتے، مسند احمد، اہل سنن،

۱- سیدنا براہؓ بیان کرتے ہیں میں آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو ہم نے ایک آیت کے بعد سورۃ فیلیت سورۃ ذاریات کو سنا، (نسائی)

۲- ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے ظہر کی نماز میں سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے بعد میں رکوع کیا، ہم نے خیال لیا کہ آپؐ نے سورۃ سجدہ تلاوت کی ہے، (سنن)

**مسئلہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے نمازوں میں سجدہ والی سورۃ کو پڑھنا مکروہ نہیں،

**مسئلہ** امام جب سجدہ والی آیت پڑھے تو سجدہ تو مقتدیوں کو سجدہ ترک کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان پر امام کی اتباع سجدہ میں واجب ہے،

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں میں نے آپؐ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی تو آپؐ نے پہلی دو رکعت میں سبح اسعدک الاعلیٰ، وھل اتاک حدیث الغاشیہ (سورۃ غاشیہ) پڑھی، (نسائی)

**نتیجہ** صحابہ کرامؓ نے قیام میں منبائی کا مبالغہ کرنے کا انکار کیا، جو شخص ارکان میں تخفیف کرتا، خصوصاً اعتدال کے ارکان میں اور جو شخص اللہ اکبر کو پورا نہیں کرتا اور جو شخص نماز کو اپنے وقت سے دوسرے وقت تک لیٹ کر پڑھتا ہے

جو شخص جماعت سے پیچھے رہتا ہے، صحابہ نے بنا دیا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کی کے آغاز سے تا مگر کس طرح ادا کرتے رہے اور کسی نے یہ ذکر نہیں کیا، کہ آپ نے ابتداء زندگی میں جو حکم دیا تھا اسے آخری زندگی میں ترمیم کر دی ہو، ایک یہ نماز منسوخ کر دی گئی ہے بلکہ خلفاء راشدین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو منہاج اسی طریقہ پر ادا کیا جس کو آپ نے بیان فرمایا،

۱۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز میں ساری سورۃ بقرہ تلاوت کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہؓ نے عرض کیا یا غلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کادت الشمس تطلع، ۱۔ جانشین رسول کریم سورج طلوع ہونے کے قریب ہے، آپ نے جواب فرمایا: لو طلعت الشمس لم تجد نا غافیلین، اگر سورج طلوع بھی ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو غافل نہ پائیں گے،

۲۔ عمر بن خطابؓ صبح کی نماز میں سورۃ نحل، سورۃ ہود اور یونس، سورۃ یوسف و سورۃ حج اور ان کی مثل لمبی لمبی سورتیں پڑھتے،

(جو لوگ نماز میں قرأت کی تطویل کے مقابلہ میں تخفیف کے قائل ہیں)

## مُخَفِّفُونَ

یہ لوگ کہتے ہیں اگر تم سب سنت سے تطویل و قرأت، لیا ہے تو ہم تم سے زیادہ لائق ہیں قرأت ایجاز اور تخفیف کے اعتبار سے، کیونکہ کثیر احادیث اس حق میں ہیں اور صحت نماز کے لئے کافی ہیں، آپ نے قرأت لمبی کرنے والوں پر شدید غصہ فرمایا اور انہیں وعظ فرمایا اور ان کا نام فریقین (دشمنت دانے والے) یعنی نمازیوں کو بھگانے والے)

ابو موسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! واللہ اللہ کی قسم! میں فجر کی نماز میں اس لئے پیچھے رہتا ہوں کہ فلاں امام نماز میں قرأت کو لمبا کر دیتا ہے، اس روز آپؐ شدید غصہ میں واعظ فرمایا، اس متن یہ ہے:

يا ايها الناس ان منكم منفر بين فاكم حاصل بالناس فلتجوسم

سہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۷، سہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۷،



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جس میں آپؐ۔ یہ خفیف اور پوری نماز ادا کی، پس میں نے کسی کی اقتدار میں نماز ادا نہ کی، اگر آپؐ (نماز کی حالت میں) کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتے تو اس کی والدہ کی تشویش کے پیش نماز میں تخفیف (ہلکا رکوع و سجدہ کرتے، و متفق علیہ،  
(بخاری)

۶۔ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے اپنی قوم کا امام نامزد کیجئے آپؐ نے فرمایا تو ان کا امام ہے، اس صورت میں کہ تو کمزور کی اقتدار میں نماز ادا کر، ایک مؤذن مقرر کر، جواز ان کی اجرت نہ لے، (احمد اہل سن، ۷۔ عن سعد بن ابی ہشام بیان کرتے ہیں میں نے آپؐ کی نماز کا بنظر غائر مشاہدہ کیا تو آپؐ اپنے رکوع اور سجدہ میں بقدر تین بار سبحان اللہ و محمد کا دیر لگاتے، راہ احمد ۸۔ سہل بن ابی امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس کا والد جناب انس بن مالکؓ کے پاس مدینہ میں حاضر ہوئے، موصوف نے بیان کیا کہ جناب رسول کریمؐ فرمایا کرتے تھے لا تشدد و اعلیٰ النفسکم فیشدد علیکم، تم اپنے نفوس پر تشدد نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر تشدد کرے گا،

ایک قوم نے تشدد کیا تھا، فتلك بقاياهم في الصوامع والديار مات  
رهبانية ائبد عوہا ما کتبناہا علیہم، (رواہ اللؤلؤی عن ابی داؤد،  
یہ ان کے عبادت خانے اور گھر ہیں، انہوں نے رهبانیت اختیار کی جسے ہم  
نے ان پر فرض نہ کیا تھا،

ابن داسد کی روایت میں ہے ہم امام انس بن مالک کے پاس مدینہ میں حاضر ہوئے، عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں موصوف امیر مدینہ تھے، موصوف نے نماز بالکل ہلکی پھلکی پڑھائی جیسے مسافر، یا مسافر جیسے کی نماز ہو، جب موصوف نے سلام پھیر کر فارغ ہوئے، اس نے ذکر یا رحیم اللہ علیک، کیا یہ نماز فرض ہے یا نفل کا حصہ ہے؟ موصوف نے جواب دیا انہا المکتوبۃ، یہ فرض نماز ہے، اور یہ یصلوٰۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کی نماز ہے، آپؐ کو یاد ہوگا، کہ

اُس نے فرمایا تھا اپنے نفوس پر تشوہ نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ تم پر سختی کرے گا ایک قوم نے اپنے اوپر سختی کی تھی تو اس کے نتائج ان کے گرجے اور گھر بالکل خالی ہیں، انہوں نے رہبانیت کو ایجاد کیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ طریقہ فرض نہ کیا تھا، جب دوسری صبح ہوئی تو فرمانے لگے: الا تتركب للنظر ولذتہر کیا تو ہمارے ساتھ نہیں چلتا تاکہ وہ مناظر دیکھیں اور عبرت حاصل کریں، تو موصوف نے جواب دیا کیا انکار ہے، تو سب حضرات سواری پر سوار ہوئے تو انہوں نے ان کے گھر دیکھے: باد اہلہا، وانقضوا وفتنوا خادۃ علیٰ عروشا، ان کے گھر ویران اور چھتوں کے بل سجدہ رہ رہے تھے، یہ ان لوگوں کے مکانات ہیں جنہیں بغاوت، حسد نے برباد کیا، کیونکہ حسد یطغی نور الحسنات، عیبوں کے نور کو کافور کر دیتا ہے، والبعی یصدق او یکذبہ بغاوت حد کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے، العین تنزی، والکف والقدم، والحسد واللسان والفرج یصدق ذلک او یکذبہ، آنکھ زنا کرتی ہے، ہاتھ، قدم، جشتہ، زبان اور شر مگاہ، زنا کی تصدیق کرتے ہیں یا انکار کر دیتے ہیں۔

**تنقید بر رواۃ** | اہل بن ابی امامہ کی یحییٰ بن معین وغیرہ نے توفیق کی ہے، امام مسلم نے اس سے روایات بیان کی ہیں، رہا ابن ابی العیاض، اہل بیت المقدس سے ہے، اگرچہ یہ شخص مجہول الحال ہے لیکن ابو داؤد نے اس کی روایت بیان کی ہے اور سکوت اختیار کیا،

ان روایات سے واضح ہوتا ہے، جس نماز کی تبدیلی کا انس نے انکار کیا، اس سے مراد نماز میں لمبی قرأت کرنا ہے، درہم انس کی روایت کردہ احادیث میں تناقض ہے، اس بنا پر موصوف نے براہ اور اتمام کو جمع کیا ہے،

انسؓ کا یہ ارشاد حاصلیت ویرا، امام محمدؒ، ناصلاً ولا تفر من رسول اللہ علیہ وسلم، اس حدیث سے انسؓ نے طویل قرأت کا انکار کیا ہے، اس حدیث کی تفسیر موصوف نے خوب بیان کی ہے، زید بن اسلم بیان کرتے

ہیں کہ ہم انس بن مالکؓ کے پاس آئے تو فرمانے لگے کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے جواب دیا ہاں، نوٹدری کو حکم دیا، میرے لئے وضو رکا پانی لاؤ، کیونکہ تمہارا یہ امام نبی کریمؐ کی نماز جیسی نماز پڑھتا ہے،

زید بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؓ رکوع اور سجدہ کو پورا کرتا، اور قیام بلکا کرتا، یہ حدیث صحیح ہے، اس کی صراحت عمران بن حصینؓ نے یوں بیان کی ہے کہ میں بصرہ میں جناب علیؓ کی اقتدار میں نماز پڑھی، عمران عرض کرنے لگے! تو نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد کروادی، جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز معتدل تھی، یعنی در اعتدال والی، موصوف، قیام، قعود میں تخفیف کرتے، رکوع اور سجدہ کو لمبا کرتے، (حدیث صحیح)

جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ سے فرمایا:

جب موصوف نے ”عشرا اخرہ“ کی نماز لمبی پڑھائی، معاویہ کیا تو اُفتان انت؟ کیا تو قنہ پرور ہے، یا فرمایا اُفتان انت؟ کیا تو قنہ ڈالنے والا ہے؟ تین بار آپؐ نے فرمایا، آخر میں فرمایا تو نے نماز میں سورۃ اعلیٰ، والشمس وضحاہا، واللیل اذا یغشی، کیوں نہ پڑھا، کیونکہ تیری اقتدار میں بڑے، چھوٹے، کمزور اور حاجت مند ہوتے ہیں، (صحیحین)

معاذ بن عبد اللہؓ جب نبیؐ بیان کرتے ہیں کہ ایک حبشہ کے آدمی نے اسے خبر دی کہ اس نے جناب رسول کریمؐ سے سنا، صبح کی نماز میں سورۃ الزلزال، دونوں رکعت میں پڑھی، مجھے معلوم نہیں کیا آپؐ بھول گئے ہیں یا عمدًا ارادہ آپؐ نے پڑھا ہے (ابوداؤد)

عمر بن حریثؓ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آخر کی نماز واللیل اذا یغشی، پڑھی، (مسلم)

عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

اونٹنی کی مہار پکڑا کرتا تھا، تو آپؐ نے مجھے فرمایا، **الا اعلمک سورۃین لعریقہ**،  
بمثلاً؟ کیا میں تجھ کو دو سورتوں کی تعلیم نہ دوں، اس کی مثل نہیں پڑھی گئی، میں نے  
کہا: ہاں مجھے سکھائیں، **سہ**

**قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ**، **قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ**، میں نے ان سے کوئی  
عجیب چیز نہ دیکھی، جب آپؐ اونٹنی سے اترے صبح کی نماز کے لئے معززتین کو پڑھا  
پھر فرمایا نسبہ کس طرح تو نے دیکھا! ایک روایت میں ہے، کیا میں تجھے بہترین باتیں  
نہ سکھاؤں جو پڑھی گئیں ہیں، میں نے کہا ضرور، فرمایا، یہ ہیں سورتیں سورۃ فلق، اور  
سورۃ ناس۔ جب آپؐ اونٹنی سے اترے ان دونوں سورتوں کو فجر کی نماز میں پڑھا  
فرمایا عقبہ تو کیسے خیال کرتا ہے۔ (رواہ امام احمد، ابوداؤد،)

عمار بن یاسرؓ بیان کرتے ہیں، موصوف نے نماز پڑھائی جس میں ایجاز کیا، انہوں  
نے اس نماز کا شدت سے انکار کیا۔

موصوف نے کہا کیا میں رکوع اور سجدہ کو پورا نہیں کیا؟ انہوں نے کہا ہاں  
ٹھیک ہے، کیا میں نے وہ دعا نہیں پڑھی جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا  
کرتے تھے،

اللهم بعلک الغیب، وقد رتک علی الخلق احببنی ما علمت الحیاة  
خیرالی، وتوفنی اذا کانت الوفاة خیرالی واسالک خشیک فی الغیب  
والشہادۃ، وکلمۃ الحق فی الغضب، والرضاء والنقص فی الفقر والغنی  
ولذۃ النظر الی وجهک والشوق الی لقائک واعوذ بک من ضراء مضرة  
ومن فتنة مضلة اللهم زینا بزینۃ الایمان واجعلنا هداۃ صہب ین  
(مسند امام احمد، مسند نسائی)

یا اللہ! تیرے علم غیب کے ساتھ، تیری قدرت کے ساتھ مخلوق پر، یا اللہ  
مجھے زندہ رکھنا جب تک میری زندگی ہے، تو بہتر بنا لے، اور مجھے فوت کر لے،  
جب تک میرے لئے وفات بہتر ہے، میں تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں غیب  
سہ ان دو سورتوں کو معوذتین بھی کہتے ہیں۔

اور شہادت میں، اور یہیں سوال کرتا ہوں کلمہ حق کا غصہ اور میں، میں سوال کرتا ہوں فقیری اور غنی کی میانہ روی کا اور نگاہ کی لذت کا تیرے چہرہ پر، اور سوال کرتا ہوں تیری ملاقات کے شوق کا، میں تجھ سے ٹکڑے ٹکڑے چہانگنا ہو پناہ دے جو نقصان دے اور گمراہ کن فتنہ سے، اور یہیں بنا ہدایت والے اور ہدایت پانے والے،

## مُخَفَّفُونَ

بیان کرتے ہیں تخفیف کی احادیث تطویل کی احادیث سے کثیر اور صحیح ہیں، کی کیا صورت ہوگی؟ اس صورت میں لمبی قرارت کا تعلق ابتداء اسلام پر معمول ہوگا کیونکہ اس وقت نمازیوں کی قلت تھی، اور جب نمازیوں کی کثرت ہوگئی تو اسلام نے تخفیف کا حکم دیا، کیونکہ تخفیف سے انسانوں کی محبت اور قبولیت کا شوق غالب ہوتا ہے، اس سے رغبت میں نماز کی ادائیگی اور اشتیاق سے نماز سے فراغت ہوتی ہے، اور اس سے وسوسا ختم ہو جاتا ہے، جب نماز میں طوالت ہوگی تو غامضی پر وسوسا کا غلبہ ہوگا تو ظاہر ہے اس طریقہ، لمبی نماز کا ثواب اس کے نقصان سے پورا نہ ہوگا،

تو وہ یوں کہتے ہیں کہ جناب رسول کریمؐ کی جو محبت صحابہ میں تھی، دیگر ائمہ میں ایسی محبت کیسے کی جاسکتی ہے؟ کیونکہ صحابہ کرامؓ فرط محبت میں نزل قرآن کے لئے استماع کرتے، دین میں ذوق اور شوق رکھتے اپنے قلوب کو اللہ سے وابستہ کرتے اور عبادت کے لئے دل کو بالکل خالی کر دیتے، جو لطف صحابہؓ آپؐ کی اقتدار میں آتا وہ کیسے حاصل ہو سکتا ہے، صحابہ کی نماز آپؐ کی قیادت میں ایسی معلوم ہوتی تھی، جیسے کہ وہ آپؐ کی نماز کو دیکھتے تھے، اگر نماز نبویؐ کتنی بھی طویل ہوتی۔ وہ اصحاب رسولؐ کے لئے دل اور بدن پر دگلاب کے چھول سے بھی خفیف، خفیف نظر آتی، کیونکہ نمازیوں کے لئے دل، خشوع، آواز اور حالت سے مرکزی تعلق رکھتا ہے جب اس میں اسے اوصاف نہ ہوں گے تو وہ نمازیوں کے لئے بوجھ بن جائے گا، تو امام کو چاہیئے کہ حتیٰ الوسع کوشش کرے

ان کے مزاج کے مطابق ثقل، بوجھ کو ہلکا کرے تاکہ نماز امام کے بعض کا باعث نہ بن جائے،

وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کی اس بنا پر مست کی کہ وہ دین میں سختی اور عبادت میں شدت کرتے تھے، بعض احاد کو صلاۃ مع صلاۃ تہجد و صیامہ مع صیامہ، تم حقیقہ جانو گے ان کی نماز سے اپنی نماز کو، ان کے روزہ سے اپنے روزہ کو، نرمی اور نرمی کرنے والوں کی مدح بیان کی، اور خبر دی کہ نرمی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ دیتا ہے جو سختی کرنے سے قطعی طور پر نہیں ملتا، اور اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والوں کو بہت انعامات سے نوازتا ہے

فرمایا لیں تشاد الدین جو بھی دین پر تشدد کرے گا دین اس پر غالب آجائے گا اور ساتھ ہی فرمایا دین سخت ہے تم اس میں نرمی سے داخل ہو جاؤ، (حدیث)

دین میں میاں رومی اختیار کرنا راہِ مستقیمہ اور اقتصادِ وسیلہ ہے، اللہ تعالیٰ اس عمل کو زیادہ پسند کرتا ہے جس پر بندہ دوام کرے،

میانہ نماز

نماز میں راہِ اعتدال، تخفیف سے اراکیا جائے، تطویل (لمبان) نماز رب کی نگاہ میں محبوب عمل نہیں،

## فصل ۳۶

جو لوگ اپنی نماز کو پورا پورا ادا کرتے ہیں اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس والعین، ریسرو حشیم قبول کرتے ہیں اور اپنی اقتدار کے طریقہ کو پسند کرتے ہیں، آپ کی سنت اور طریق کی پابندی کرتے ہیں، آپ کی ایک سنت کو دوسری سنت سے ٹکراؤ نہیں کرتے، اور دہم ایسا کرتے ہیں کہ ان کو آسان کر لیں اور مشکل کو ترک کر دیں، سستی کی بنا پر، کمزور و عزم کی بنا پر،

حکمات



دنیا کے مشاغل کے ساتھ، جن کے قلوب بھر پور ہیں اور جو رنج پر حکومت ہو چکی ہے اور جن کی آنکھیں دنیا سے ٹھنڈی ہو چکی ہیں بلکہ ہم اپنی آنکھوں کو دنیا کی بجائے نمازوں سے کرتے ہیں،

جن احادیث میں رخصت کا حکم ہے، ان میں غزم میں تساہل اور کمی پیدا ہوئی اور کوشش میں عدم رغبت، نصیحت سے جی پڑنا اور ربانی حقوق میں تساہل۔

اللہ تعالیٰ تفریط کے باعث اپنے کرم سے تخفیف کر دی اور ہماری نمازوں کو تفریط کے باعث ضائع ہونے سے بچالیا، اللہ تعالیٰ محض قسم کے پیش ہمارے افعال کی نرا تجویز کی، اور خوب کہا کسی نے، معا ستقصیٰ کریمہ منخطہ قط، کریم کا غلطہ ناراضگی ہمیشہ نہیں رہا کرتا،

دوسرا قول: حق اللہ منبی علی المسامحة والمساهلة والعفو، اللہ تعالیٰ کا حق درگزر، سہولت، اور معافی پر مبنی ہے

**انسانی حقوق** | انسانی حقوق کی بنیاد بخل، تنگی، ٹھوہ لگانا ہے، مخلوق کی بہترین بستر اور نرم مزاج سواری ہے، سنت ربانی حقوق کی خدمت میں گو یا ایک آگ کا کولہ جو بلا دے گا مذمت کو کو فضیلت دی ہے جو اسے قوی کرے گا، اور جس نے پورا پورا اپنے نفس کے لئے حصہ پایا اور جس نے سنت کی حفاظت نہ کی اسے حکم دیا گیا: افْتَنَّا اَنْتَ يَا مَعَاذُ؟ وَاِيَا اِيْمَانَ اِن مِّنْكُمْ مِّنْزِيْن۔ اے معاذ تو لوگوں کو فتنہ کا شکار بنا نا چاہتا ہے، لوگو! تم میں بعض ایسے لوگ ہیں جو نفرت دیتے ہیں، اس حدیث کا عمل یہ نہیں ہے، ان لوگوں پر انتہائی افسوس ہے جو اپنے مقصد خفیف کے تحت حدیث دلیل لئے ہوئے حدیث کا انکار کرتے ہیں، ہاں وہ شخص جس نے نماز، اپنی آنکھ کا سرور، ٹھنڈک، لذت، نعمت، حیات دل، اور انشراح صدر نہ بنایا اس کے لئے مندرجہ بالا حدیث مصداق ہے، بلکہ جو لوگ نماز کے چور اور کورے کی طرح ٹھونگے مارنے والے ہیں،

انسان کے لئے اولیٰ یہی ہے رب ارباب کی خدمت میں پوری طرح فارغ البال ہو جائے، (دوسری طرف متوجہ نہ ہو یعنی پوری یکسوئی سے)

اور حدیث: افتنان انت یا معاذ! اس حدیث کو جس نے نہیں سمجھا، یہ اس حدیث اولیٰ ہے، ظہر کی نماز کی تکبیر کہی جاتی اور ایک ہم میں سے یقع کی طرف قضا حاجت کیسے نکلتا، فراغت کے بعد واپس گھر آکر نماز کے لئے وضو کرتا، پھر نبی کریم کی پہلی رکعت یا تین یعنی آپ نے پہلی رکعت میں لمنا قیام کیا یا نسبت معاذہ یہ حدیث کہ آپ نے صبح کی نماز میں معوذتین پڑھیں، یہ سفر کی نماز کا معاملہ تھا یہ نماز عصر کی نماز سے اولیٰ ہے، کیونکہ کی نماز میں ساٹھ سے ستوا آیات لی اجازت ہے، مغرب کی نماز میں آپ نے سورۃ اخلاص اور سورۃ کافرون پڑھی، ۱۲ ابن ماجہ اور یہ حدیث اس سے اولیٰ ہے جو امام بخاریؒ یوں بیان کی کہ آپ مغرب کی نماز میں دو لمبی سورتوں سے ایک سورۃ پڑھی، سورۃ اعراف،

جو شخص سنت کی محبت لکھتا ہے وہ سنت کے موافق پر میلان رکھتا ہے۔  
اور اس طریقہ سے لطف اندوز ہوتا ہے اور حسن اور حسن سے خلاف سنت کو ترک کر کے مخالف سنت کی تاویل کو رد کر دیتا ہے، ہم ترک سنت اور باطل تاویل سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے سنت سے تمسک کرتے ہیں، اور ہم رب تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں تارکین سنت سے بچائے، ہمارا وہی دین ہے جس کی تشریحات و تعبیرات، اور تعلیمات جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح اور ثابت ہیں، ہم آپ کی سنت میں کسی قسم کا تصادم نہیں پاتے، ہم احادیث کا مفہوم آپ کے فرمان پر موافق پاتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ سنت میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہم آپ کے فرامین کو بطیب خاطر قبول کرتے ہیں، ہمارے قبولیت میں سمع اور اطاعت کی پوزیشن ہے ہم جہاں سے بھی سنت پائیں وہیں اپنے آپ کو تابع، پائیں گے، ہم سنت پر مرثیوں گے اور یہ طریقہ غلط اور باطل ہے، کسی سنت کی پابندی کرنی اور کسی کو تاویل یا پل سے ترک کر دیا، بلکہ سنت کی شان میں ہے کہ تمام

صلوٰۃ مراد سورۃ فلق سورۃ ناس ہے ۱۲

لسان رسالت کے فرمان کو حسن انداز سے قبول کر لیا جائے،

لسان رسالت کے ہر فرمان کو اپنے اپنے مقام پر رکھا جائے، ہم اب ربانی مرفق سے پیش ایجاز اور تخفیف تطویل ممنوع کے موضوع پر کچھ بیان کرنا چاہتے ہیں اس سلسلہ میں کسی جماعت کی کسی شہر اور کسی اہل مذہب کی عبادت کی طرف رجوع نہ کریں گے اور نہ ہی ہم کسی نمازی کی خواہش اور مرضی کو پسند کریں گے جس پر ان کے اپنے مقتدیوں نے اس کا پابند بنا رکھا ہے، کیونکہ اس طریق سے انتہائی اضطراب اور رائے میں اختلاف اور تذبذب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور اس کی نماز کے خراب ہونے خدیہ خطرہ ہے، انتہائی خواہش کے تحت نماز میں مقدار قرأت، قیام، رکوع، سجود کا خیال رکھنا سنت کے لئے خطرہ کا آلام ہے، شریعت کا کوئی ایسا ضابطہ نہیں کہ کسی انسان کی خواہش پر سنت کو قربان کر دیا جائے، ان کو نماز کے ارکان ہئیت، کیفیت، حق، اور حدود میں ربانی حکم کی پابندی کرے، جناب رسول کریم کی اقتدار میں ضعیف، بوڑھے، بچے اور حاجت مند، نماز پڑھتے تھے، کیونکہ مدینہ میں آپ ہی امام تھے دیگر کوئی نہ تھا، آپ فرمایا کرتے تھے میں اس حکم کی مخالفت نہیں کرتا جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے روکا ہے

بعض اصحاب رسول سے سوال کیا گیا اس تخفیف میں خیر نہیں ہے لہذا

**سوال**

اسے دوبارہ ادا کرو کیونکہ جناب رسول کریم کی طہر کی نماز کی اقامت کہی گئی ہم میں ایک یقع میں قضائے حاجت کے لئے جانا پھر گھر میں واپس آکر وضو کرتا پھر مسجد میں آتا اور رسول کریم پہلی رکعت میں ہوتے ہوئے جہر لٹائی نماز کے، (صحیح مسلم) اسی بنا پر ابو سعید، انس، عمران بن حصین، بلال بن عازب نے انکار کیا ہے کہ یہ حذف نماز اور اختصار نماز ہے، بعض دفعہ آپ میاں دروہ نماز میں انتہائی

**نتیجہ**

کرتے، اسی بنا پر جناب انس نے فرمایا میں نماز نبوی میں وعن ادا کروں گا، جناب ثابت نے اسی بنا پر کہا تھا کہ حضرت انسؓ جو طریقہ نماز اختیار کرتے ہیں تم وہ نہیں کرتے، کیونکہ آپ بالکل سیدھا نماز میں کھڑے ہو جاتے، قائل کہتے ہیں کہ موصوف

کو قیام میں دوہم، ہو گیا ہے، اور جب دو سجدوں میں بیٹھتے اتنی دیر لگاتے کہ قائل کہتا ہے کہ شاید دوہم ہو گیا ہے، اس طویل قیام و طویل سجدہ کے باعث جناب انس رضی اللہ عنہ کے ان دو ارکان کی طوالت کا انکار کیا تھا، جس طرح کہ موصوف نے رکوع اور سجدہ کی تخفیف سے انکار کیا، جناب انس نے اپنی نماز میں بتایا کہ جس انداز سے عمر بن انداز پڑھاتے ہیں وہ نماز، نماز نبوی کے نقشہ کے مطابق ہے، موصوف کی نماز میں لوگوں نے اندازہ لگایا کہ رکوع اور سجدہ میں دس دس بار سبحان سبحانی العظیم، اور سبحان سبحانی الاعلیٰ پڑھتے اور ظاہر ہے موصوف تبیحات شتابی شتابی بغیر غور کے نہ پڑھتے تھے،

**شبہ** حضرت انس رضی اللہ عنہ کو (ائمہ) کی نمازوں میں رکوع اور سجدہ کی طوالت میں شبہ لاحق ہوا اسی طرح شبہ ہوا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھری نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ترک کر دیا۔

جواب: موصوف کو شبہ اس بنا پر ہوا کہ عمر میں چھوٹے تھے اور اسی جگہ صف میں لیتے تھے جہاں آپ بھری بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ سن سکے، کیونکہ بہت دور کھڑے تھے، جس سے تجسیم تحریر بھی نہ سن سکے، حتیٰ کہ موصوف نے خود کہا: ہاں تعدد و تنبیہ، تم مجھے بچہ ہی شمار کرتے ہو، میں آپ کی اونٹنی کے بطن پیٹ کے نیچے تھا، تو میں آپ کا قول (لبیک اللہم لبیک) نہ سن رہا تھا،

**انس کی عمر** جب نبی کریم مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت انس کی عمر دس سال کی تھی، موصوف آپ کے اہل بیت میں شمار ہوتے تھے، انس ایک بہترین زمین عقلمند غلام تھا، جناب رسول کریم کی وفات پر انس کی عمر پورے بیس سال تھی، اس عمر اور خصوصیت کے پیش انس آپ کی قرأت، مقدار غلظت کیفیت نماز اور کیفیت احرام، میں کس طرح غلطی کا شکار ہوئے اور لطف یہ ہے کہ آپ کی غلطی غلام راشدین اور ان کے بعد تک جاری و ساری، اور استمراری (ہمیشہ) طور پر ایسی جگہ مسجد میں کھڑے ہوتے جہاں آپ کی قرأت نہ سن سکیں،

**اتفاق صحابہ** تمام صحابہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کی نماز معتدل تھی، آپ کا رکوع، قیام، سجدہ، بعد سجدہ، قیام کے مناسبت ہو کر کرتے تھے۔ جب آپ فرائض کی نماز میں سناٹے سے نلویات تک پڑھتے، تو یقیناً رکوع اور سجدہ میں یہی مناسبت برقرار رکھتے، اسی بنا پر جناب برابر بن عازبؓ نے فرمایا تھا: نماز کے تمام ارکان آپ کے قریب قریب مساوی تھے،

**عمران بن حصینؓ** | عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں جناب رسول کریمؐ کی نماز معتدلہ، معتدل تھی، اسی طرح آپ کارات کا قیام اور نماز کسوف کا قیام معتدل تھا،

**عبداللہ بن عمرؓ** | بیان کرتے ہیں کہ آپؐ ہمیں تخفیف کا حکم دیتے تھے بلاشبہ کبھی سورۃ صافات کی نماز میں تلاوت کرتے، (امام احمد، نسائی) تو یہ تھا آپ کا امر، حکیم اور یہ تھی اس کی تفسیر، اس سے کوئی غلطی کا شکار نہ ہو کہ آپ تخفیف کا حکم دیتے اور خود طوالت کرتے جبکہ آپ نے ائمہ مساجد کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو اسی انداز کی نماز پڑھائیں جس انداز سے میں پڑھاتا ہوں،

**شہادت** | مالک بن حویرثؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم سب نوجوان تھے، ہم آپ کے پاس بیٹے روز قیام کیا، آپ انتہائی رحیم اور شفیق تھے، ہمارا انفیاتی جائزہ رکھیں گھر کی یاد آ رہی ہے اور ہم سے گھر بلو امور کے متعلق دریافت کیا، لینے کے بعد حکم دیا،

اٰرجعوا الیٰ اہلیکم فاقیموا فیہم و علموہم و مس و ہمس فلیصلوا  
صلاۃ کذا، تم واپس گھروں میں تشریف لے جاؤ اپنے اہل میں نماز قائم کرنا اور انہیں اس کی تعلیم دینا اور انہیں حکم دینا کہ وہ اس طرح نماز ادا کریں، فلاں نماز فلاں وقت میں اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو ایک تم میں اذان دے اور تم میں بڑی عمر والا جماعت کرائے اور صلوا کما را یتمونی اُصلی، جس انداز سے مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو ویسے ہی نماز پڑھو،

لے صیح بخاری -

**نتیجہ** ایہ آپ کا خطاب ائمہ مساجد کے لئے تھا، اگرچہ آپ نے تخصیص نہیں فرمائی، تو اس ارشاد سے واضح ہے جس طریقہ سے آپ نے ائمہ مساجد کو نماز پڑھانے کی تعلیم دی اور تخفیف کا حکم دیا، تو وہی فعل نبویؐ ہوا جس کی آپ نے تعلیم و تلقین فرمائی۔

**نتیجہ** نام اخف... تخفیف کی مناسبت سے ہوگا، اس میں لغت کی حد بندی نہیں، جس کے باعث لغت کو تلاش کیا جائے، اور زحال عرف میں اس قسم کی تفصیل کی ضرورت ہے جس طرح حرز، (املازہ) قبض، (مارنا) ایثار الموت، (مردہ کو زندہ کرنا)

عبادات کے جمیع مسائل کا مرجع مقدار نماز، صفت نماز، ہلیت نماز، کا تعلق شارع کے فرمان سے ہے، اگر اس سلسلہ میں عرف عام، کا خیال مطلوب ہوتا تو وضع نماز مقدار نماز میں یقیناً اختلاف برپا ہوتا۔ اور ایسا اختلاف واقع ہوتا جسے کسی صورت میں سمجھنا جاتا۔ اور یہی صورت ایجاز نماز اور تخفیف نماز میں واقع ہوتی!

**المی گنگا** جو لوگ کبھی کے دلدادہ ہیں وہ اپنے انداز سوچ سے کہتے ہیں نماز بتنی بلکی پھلکی، اختصار سے ادا کی جائے اتنی ہی افضل ہے تو اس کے نتیجہ میں بعض لوگ نماز ایسی ادا کرتے ہیں جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔ صرف زبان سے "راعتہ اکبر" کہنے کی دیر لگتی ہے، باقی ارکان نماز رکوع اور سجود، ایسی شتابی سے مقابلہ کرتے ہیں رکوع سجدہ سے قبل اور سجدہ رکوع سے قبل، رکوع قرأت سے پہلے۔

(۱) بعض دفعہ یوں بھی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ تسبیح کہنا تین دفعہ کہنے سے افضل ہے۔

**ایک حکایت مزاحیہ** ایک حکایت بیان کرتے ہیں ایک غلام نے نماز پورے اطمینان و سکون سے ادا کی۔ تو مالک نے اسے خوب پیٹا، اور مالک

کہنے لگا! اگر تجھے بادشاہ کسی کام کے لئے بھیجے تو کیا تو اتنی دیر اس کے کام میں لگا سکا، اسی حکایت سے اور دیگر امثلہ بیان کرنے کا انکا مقصود یہ ہے کہ نماز ایک کھلونا ہے جس طرح چاہا اس سے دل ہلایا، واصل شیطانی چال اور دھوکہ ہے انہیں نماز میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کی مخالفت پر تاویل فاسدہ پر ابھارتا ہے!



**ربانی حکم** | حالانکہ ربانی حکم اَقِمُوا الصَّلَاةَ، نماز قائم کرو، میں، اقامت کا حکم ہے، اس اقامت قائمہ قیام، رکوع، سجدہ، نوکراؤ کار، کوپوری طرح قائم کیا جائے۔

**فلاح** | نماز کی "فلاح" کامیابی کا تعلق، خشوع، عجز و انکسار سے ہے جو شخص نماز میں خشوع عجز و انکسار سے ہے جو شخص نماز میں خشوع نہیں رکھتا تو وہ یقیناً "اہل فلاح"، سے نہیں، عجلت اور رکوع کی طرح ٹھونکنے مارنے سے خشوع نہیں حاصل ہوتا، بلکہ خشوع صرف اور صرف اطمینان اور سکون سے حاصل ہوتا ہے، جتنا نماز میں اطمینان، اور سکون ہوگا اتنا ہی خشوع زیادہ ہوگا۔ اور جتنا خشوع کم ہوگا اس سے تیزی سے ہاتھوں کی حرکات میں بجلی پیدا ہوگی، تو ایسی صورت نظر آنے لگے گی کہ جس طرح کوئی کھیل کھیل رہا ہے، جسے نماز میں نہ خشوع اور نہ ہی عبادت پر توجہ، اور لطف یہ ہے کہ حقیقت عبادت سے غفلت کا نام خشوع رکھنا صحیح نہیں!

**ربانی حکم اقامت نماز میں اطمینان** | اَقِمُوا الصَّلَاةَ، نماز قائم کرو۔  
وَ اَقِمُوا الصَّلَاةَ، نماز قائم کرو۔  
فاذا اطمأنتم فاقموا الصلوة، جب تم امن میں ہو باؤ تو نماز قائم کرو،  
والمقیمین الصلوة، نماز کو قائم کرنے والے۔ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ  
اقول ابراہیمؑ، اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا بنا، فاعبدنی واقم  
الصلوة لذکری، (حکم برائے سیدنا موسیٰ) میری عبادت کرو اور نماز کو میری یاد کے لئے قائم رکھو۔

**نتیجہ** | جہاں بھی نماز کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے وہاں "اقامت" قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے، افسوس کہ لوگوں میں نمازی تھوڑے ہیں، اور اقامت نماز قائم کرنے والے بالکل باقل القلیل، نہ ہونے کے برابر ہیں، جیسا کہ جناب عمرؓ نے فرمایا تھا "الحاج قلیل والسرکب کثیر"، حاجی تھوڑے ہیں اور سرج میں روانہ ہونے والے بہت ہیں،  
تخلیہ قسم | بعض اعمال مامور کو تخلیہ قسم کے رواجی طور پر عمل کرتے ہیں، اور وہ کہتے



ہیں ہمارے لئے وہ عمل کافی ہے جس پر عبادت کا نام صادق اسکے، کاش کہ لوگ نماز کی اہمیت کا علم رکھتے فرشتے نماز رب ذوالجلال والاکرام کی خدمت میں بطور بدیہ نمازی کی طرف سے پیش کرتے ہیں جیسا کہ لوگ اکابر اور بادشاہوں کی خدمت قرب کے پیش پیش کرتے ہیں جو چیز انسان افضل بطور زینت اور خوبصورت کے پیش کرے گا اسے قرب زیادہ حاصل با نسبت اس شخص کے ادنیٰ، معمول کا پیش کرے اور افضل انعام کی توقع کیسے حاصل ہوگی؟ جس شخص کی نماز دل کی بہار اور حیات قلب، آنکھوں کی ٹھنڈک، حزن کا جلا، غم، اندرونی پریشانی کا ازالہ کا نور، اور مصائب، شدائد، اور مشکلات کا حل نہیں بنتی اور جس کا دل مردہ ہے، نماز اسکے جوارح اور اعصاب پر فالج ہے اور انتہائی بوجھ ہے۔

نتیجہ | سکون سے نماز پڑھنے کے لئے نماز آنکھوں کی ٹھنڈک اور عجلت سے پڑھنے والے کے لئے بوجھ ہے۔ ربانی فیصلہ :-

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّهَا الْكَبِيرَةُ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ الَّذِينَ يُطِئُونَ  
أَمْرًا مَلَا قَوْلًا تَتِمُّوا وَأَنْتُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، ۱۰

لوگو! صبر اور نماز ربانی مدد مانگو۔ یاد رہے نماز بوجھ ہے (مگر) ہاں جو عجز و انکسار کرتے ہیں جو ربانی ملاقات کی امید پر یقین رکھتے ہیں اور اسی بات کا یقین رکھتے ہیں اس کے ہاں انہوں نے ٹوٹ کر جانا ہے۔

نتیجہ | جن کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے خالی ہیں وہ نماز میں عدم رغبت کے پیش نماز کی عظمت اور شوق اور تکمیل، بقدر رغبت دل ہی میں مقبولیت ہوتی ہے، اس سلسلہ میں امام احمد نے مہنا بن سحیٰ کی روایت ذکر کی ہے، ان لوگوں کا اسلام میں اتنا حصہ ہے جتنا کہ وہ نماز میں حصہ لیتے ہیں، اسلام سے ان کی رغبت بقدر نماز کی رغبت کے ہوگا اسے عبد اللہ! اپنے نفس کو پہچان، اور ربانی ملاقات سے احتیاط کی راہ اختیار کر، اسلام کی تیرے پاس قدر نہیں ہے، اسلام کی جتنی قدر تیرے دل میں ہے اتنی ہی قدر دل میں نماز کے لئے رکھ۔

لَا مَوَاقِرَ



تیری ذات نرالی ہے یا اللہ! میں تیری حمد اور بابرکت اور بلند بالا بزرگی سے ثنا کرتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

نمازی دل سے رب تعالیٰ کا مشاہدہ کر لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک صاف اور ہر نقص سے سالم ہے اور ہر قسم کی تعریف سے محمود ہے، ربانی حمد اس کے کمال کا مظہر ہے اس سے لازم آتا ہے اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقائص سے پاک ہے انسان جب اللہ تعالیٰ کا قلیل ذکر کرتا ہے تو وہ اسے زیادہ کر دیتا ہے اور جب معمولی نیکی کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے اور اس میں برکت فرماتا ہے! اور ہر قسم کے آفت کو ہٹا لیتا ہے! اور شیطان اور اسکی حرکات شیعہ کو ذلیل کر دیتا ہے، رب کا نام کامل ہے تو اس کمال سے اس کا مظہر کمال ہوتا ہے، جب اس نام کی یہ حالت ہوگی تو انسان ہر قسم سے مضرات سے محفوظ رہے گا۔

لِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے نام سے کوئی چیز بھی ضرور ماں نہیں ہوتی خواہ مضر چیز اسماءوں اور زمین میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ہر بات کو سنتا ہے اور ہمارے ارادوں کو جانتا ہے۔ مسمیٰ ”اللہ“ کی شان اعلیٰ اور حلیل القدر ہے۔

**تعالیٰ جہد** کی تفسیر ہے! اس کی عظمت ارفع ہے، اور اجل ہے تمام قسم کی عظمت سے اور اس کی شان ہر ایک کی شان سے اعلیٰ ہے۔ اس کی سلطنت کا غلبہ تمام کی سلطنت سے غالب ہے۔ اس کی بزرگی، اس انداز سے بلند، اعلیٰ ہے اسکی بویت، اور بادشاہت، الوہیت، یا افعال، یا اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں۔

جیسا کہ ایک مومن جس نے کہا تھا، **وَاللَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا** اے ہمارے رب کی بزرگی اعلیٰ ہے، اس کی اولاد اور نہ ہی اس کی کوئی بیورہ، بیوی ہے، جن کے ان کلیات میں عارف کے دل پر ربانی اسماء اور صفات کتنی تنبی ہے جس سے اس کے متعلق کا انکا نہیں کیا جاسکتا!

**تَعَوُّذُكَ فَلَاسُفَهُ** | جب نمازی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ زبان سے ادا کرتا ہے تو اسی وقت رکن شہید (اللہ تعالیٰ) کی پناہ میں آجاتا ہے۔ ربانی قوت اور طاقت سے چنگل لگاتا ہے جس سے خطرناک دشمن شیطان کی حرکات سے جو اس کی نماز کو قطع کرتا ہے سے بچایا جاتا ہے۔ مزید برآں اس کلمہ سے نمازی کو قرب اور شیطان ابتر حالت میں ہو جاتا ہے۔

**الْحَمْدُ لِلّٰهِ** | جب نمازی الحمد للہ رب العالمین (سب تعریفیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے ہی خاص ہے) پھوٹا سا وقت کر کے ربانی جواب کا انتظار کرتا ہے، جواب ملتا ہے حمد نبی عبدی، میرے بندہ نے میری تعریف کی، جب کہتا ہے الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، تو نبی نری جواب کا انتظار کرتا ہے، اَسْتُنِيْ عَلٰی عِبْدِيْ، میرے بندہ نے میری شمار کی، کا جواب ملتا ہے، جب نمازی یہ کہتا ہے۔ هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ، ربانی جواب ملتا ہے حمد نبی عبدی، میرے بندہ نے میری تمجید کی بزرگی بیان کی، سورۃ فاتحہ میں تین بار جب اللہ تعالیٰ نے عبدی، سے نمازی کو یاد فرمایا تو نمازی کے دل میں لذت اور آنکھوں میں ٹھنڈک، اور سرور دل حاصل ہوتا ہے۔

فَوَاللّٰهِ لَا مَعَ لِيْ الْقُلُوْبُ مِنْ دَخَانِ الشَّهَوَاتِ وَغِيْمِ النُّفُوسِ  
لَا تَطِيْرُ فَرْحًا وَسِرٌّ وَمَا لِقَوْلِ رَبِّهَا وَقَالِمْهَا وَهَعْبُودِهَا  
حَمْدُ نَبِيِّ عَبْدِئِيْ وَاسْتُنِيْ عَلٰی عِبْدِيْ وَتَجَدِّيْ عِبْدِيْ -  
واللہ! اگر دلوں میں شہوات کا دھواں، اور نفوس کے بادل نہ چھائے ہوتے تو نمازی کا دل دل ربانی قول کہ میرے بندہ نے تعریف کی، اور میرے بندہ نے شمار کی اور میرے بندہ نے بزرگی بیان کی، سے اڑ جاتا (پرواز کر جاتا)  
پھر لطف یہ ہے ان تین اسماء حسنیٰ سے دل جولان گاہ بن گیا! گویا مکہ مکرمہ تین نام ہی اساس اسماء ربانی ہیں۔

اساس اسماء حسنیٰ | ۱۔ اللہ - ۲۔ رب - ۳۔ رحمن، اسم اللہ سے دل نے مشاہدہ کر لیا

صفحہ ۲۲۱ جن، علیہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷ کتاب الصلوٰۃ

کہ وہی معبود و موجوداً۔ معبود ہے جس کی وحدانیت کا اعلان کیا گیا ہے، اسی کا خوف بیان کیا گیا ہے نہ ہی کوئی اس کے علاوہ عبادت کا مقدار ہے اور نہ ہی کسی کے لئے عبادت لائق ہے۔ انسانی چہرے اللہ تعالیٰ کے تابع ہیں، تمام موجودات اسی کے لئے خضوع کرتی ہیں، اور تمام اصوات، آوازیں اسی کے نام سے سرشار ہیں۔

۱۔ يَسْبُحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْبُحُ بِحَمْدِهِ ۝ ۱۰

۲۔ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ لَّهُ قَانُتُونَ ،  
سات آسمانوں اور زمین کی اشیاء تسبیح بیان کرتی ہیں اور کائنات کی تمام اشیاء بھی تسبیح کرتی ہیں کائنات کی ہر چیز اس کی حمد کی تسبیح بیان کرتی ہیں اس کے لئے آسمانوں اور زمین کی تمام اشیاء اس کی عبادت کرتے ہیں۔

تفسیر | آسمان اور زمین کی مخلوق اور جو اسی کے درمیان، جنات، انس پرزے، وحشی جانور، جنت اور آگ۔

بعثت ارسال رسل و کتب | اللہ تعالیٰ نے رسل کو مبعوث کیا اور کتب نازل کیں، شریعت کا تعین کیا، اور بندوں کو امر اور نہی کا حکم دیا۔

رَبُّ الْعَالَمِينَ قائم ہے | اس نام سے انسان نے مشاہدہ کیا کہ وہی قیوم، جو اپنی ذات سے قائم ہے اور اس کے ساتھ ہر چیز قائم ہے، وہی بر نفس کی خیر اور شر پر بھی قائم ہے، وہی ستون عرش، صرف تنہا اس کی ذات سے ملک کی تدبیر ہے تمام کائنات کی وہی تدبیر اس کے ہاتھوں میں ہے اور تمام امور کی نگرانی وہی کرتا ہے۔

ربانی اوامر و احکام فرشتوں کے ہاتھوں میں | ربانی تدبیرات کے نقشہ فرشتوں کے ہاتھوں میں تھما دیئے

جاتے ہیں ان میں درج ہوتا ہے، موت، زندگی، توبہ، عدم توبہ، عزت و ذلت

عطایا۔ عدم عطایا، قبض و بسط، بے چینی کو دور کرنا، مصیبت زدہ کی امداد کرنا۔  
بے بس لوگوں کی دعا کو قبول کرنا۔

فَرِشْتَوْنَ کا رابطہ اللہ سے | یَسْئَلُهُمْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَنْ كُلِّ يَوْمٍ فَوَافِي شَأْنِ

اسماں اور زمین کی مخلوق جس سے سوال کرتی، ہر روز اس کی شان ہے۔  
لَا مَنَعَ لِمَا مَعْطَى وَلَا مَنَعَ لِمَا مَنَعَتْ! جسے وہ دے اسے کوئی روک  
نہیں سکتا، جس سے وہ روک لے اسے کوئی دے نہیں سکتا، اس کے حکم کو پیچھے نہیں  
کر سکتا، اس کے امر کو کوئی نہیں روک سکتا، اس کے کلمات (احکام) کو تبدیل نہیں  
کتابا سکتا، فرشتے اور جبریل آتے جاتے ہیں اور رات کے اعمال اس پر پیش  
کئے جاتے ہیں، تقدیر کا اندازہ لگایا جاتا ہے، اور موافقت کو مقرر کیا جاتا ہے، تقدیر کو  
وقت مقررہ میں قائم کیا جاتا ہے جس میں اس کی حفاظت اور مصالح بدرجہ اتم محفوظ  
ہوتے ہیں،

رَحْمَن | نمازی کا مشاہدہ اسم رحمن سے، اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر مختلف  
قسم کے احسانات تقسیم کرتا ہے، محبت کے پیش نظر رنگارنگ کی  
نعمتوں سے نوازتا ہے، اس کے علم نے رحمت اور علم کو سمایا ہے، اور ہر قسم کی  
مخلوق نے اس کی نعمت اور فضل کو پایا ہے، ہر چیز اس کی رحمت یا چمکی ہے، ہر زندہ  
اس کی نعمت سے محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت وہاں تک ہے جہاں اس کا علم ہے،  
اللہ تعالیٰ اعرش پر اپنی رحمت سے ہے اللہ تعالیٰ نے مخلوق اپنی رحمت سے پیدا کی۔  
آسمانوں سے کتابیں اپنی رحمت سے نازل کیں اور شرائع دین کو اپنی رحمت سے پیدا  
کیا۔

رَبَّانِی رَحْمَتِ کَاکُوْرَا | رحمت اللہ تعالیٰ کا کوڑا ہے جس کے ذریعہ سے اپنے مہلک  
بندوں کو ہلک کر جنت میں داخل کرے گا، رحمت سے اپنے  
دشمنوں کو قید کرے گا۔

**غور و فکر** | ربانی اور امر، نواہی، احکام، اور مواظپ میں رحمت بالغہ نعمت کاملہ میں غور کرنا چاہیئے، خصوصاً جو رحمت اور نعمت سے بھرپور ہے، رحمت،

یہ وہ سبب ہے جو بندوں کے ساتھ متصل ہے، انسان پر واجب ہے۔ عبادت کرے اور اللہ پر واجب ہے، انسان پر رحمت کرے، جس انسان نے نمازی کی طرح اسی صفت (رحمن) کا مشاہدہ کر لیا وہ یقیناً رحمت سے مستفید ہوگا۔ اور اسے بیشمار عطایا سے نوازا جائے گا، ربانی مناجات میں قلبی رجحان پوری یکسوئی سے کر لینا چاہیئے۔

**مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ** | جب انسان مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ کہتا ہے تو انسان اس بزرگی کا مشاہدہ کرتا ہے مگر شاہت

کا صرف اور صرف حق اللہ تعالیٰ کا ہے، کہ تمام مخلوق اس کی بادشاہت کی معترف ہے اور تمام پہرے اسی کے تابع ہیں اور تمام جابرہ اس کی عظمت سے ذیل ہیں، اور ہر ایک عزیز اس کی عزت پر جھکا ہوا ہے، انسان کا دل مشاہدہ کرتا ہے وہ بادشاہ عرش کا نگہبان اپنی عزت کے ساتھ ہے، اور اسی کی عزت کے پیش انسانی (کائناتی چہرے) سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

جو انسان اللہ تعالیٰ سے ملک کی صفت کی تطیل اور انکار کرتا ہے وہ اسی بنا پر کہ اسے حقیقت ”ملک“، ربانی اسماء اور صفات سے بے خبر ہے، کیونکہ ملک ”مَالِكِ“ یہ وہ ربانی صفت ہے جس کا صرف اور صرف ”حق تمام“ پورا پورا حق ”اللہ تعالیٰ“ کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ ”ملک“ اس کے لئے ہے جو حتمی، زندہ، قیوم، نگران، سميع، (سننے والا)، بصير، (دیکھنے والا)، مدبر، (تدبیر کرنے والا)، قادر، (قدرت رکھنے والا)، متکبر، (کلام کرنے والا، ابرو، تکم، دینے والا، ناہیا، نہی کرنے والا) جو اپنی ملک کے تحت پرستوی ہے، اپنی مملکت کی آخری حد تک پیغام ارسال کرتا ہے، جو شخص رضا کا حق دار اس پر راضی ہوتا ہے اور اسے اس کا بدلہ دیتا ہے اس کی تحکیم کرنے کے ساتھ اور اسے اپنے قریب کرتا ہے جو غضب کا حقدار ہے اس پر غصہ کرتا ہے، اسے سزا دینے کے ساتھ ساتھ اسے ذیل کرتا ہے۔ اور



اپنے سے دور رکھتا ہے جسے چاہے عذاب دیتا ہے جسے چاہا اس پر رحم کرتا ہے۔  
جسے چاہے عظیم دیتا ہے جسے چاہے محروم رکھتا ہے، جسے چاہے اسے دور عذاب  
میں بلکہ دیتا ہے یعنی آگ میں اس کا دار سعادت ہے جسے چاہے عطا کرتا ہے، دار سعادت  
سے مراد ”جنت“ ہے۔

نتیجہ جس نے ربانی امور میں کسی ایک چیز کا انکار کیا یا باطل ٹھہرایا، اس کی حقیقت کا  
انکار کیا تو اس نے ربانی صفت ”ملک“ میں اعتراض کیا اور ربانی صفت  
کے کمال اور تمام کو باطل قرار دیا اور ربانی عام تضاد اور قدرت کا انکار کرتا ہے وہ عمومی  
طور پر ربانی ملک اور کمال کا انکاری ہے۔ رہا نمازی تو وہ اپنے رب کی تمجید کرتے  
ہوئے زبان سے ”مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ“ کی حقیقت کا اقرار کرتا ہے۔

ایَاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ | اس جملہ میں مخلوق کچھ امر، دنیا و آخرت  
کا راز پنہاں ہے۔

اس میں بہت سے امور پوشیدہ ہیں جو بلند مقاصد اور افضل وسائل حاوی  
ہیں، اہل ترین غایات میں اس کی عبوریت ہے، افضل وسائل اس کی اعانت ہے۔  
سوائے اس کے کوئی معبود نہیں جو عبارت کا مستحق ہو، اور کوئی معاون نہیں اس کی  
عبادت میں، ربانی عبادات ہی اس کی غایات ہیں، اور اس کی اعانت اہل مسائل  
میں ہے۔

۱۰۴۔ اکتب | اللہ تعالیٰ نے یکصد چار کتب نال کیں ان تمام کے معانی توراۃ انجیل  
زبور اور قرآن میں ہیں، اور ان چار کے معانی قرآن میں، قرآن کے  
معانی مفصل ہیں اور تمام مفصل کے معانی سورۃ فاتحہ میں اور فاتحہ کے جمیع معانی  
ایَاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ میں ہیں۔

توحید | اس کلمہ میں توحید کی دونوں اقسام موجود ہیں۔ ۱۔ توحید ربوبیت، ۲۔ توحید  
الوہیت، عبادت پر مشتمل ہے۔ رب اور اللہ کے نام سے تو اللہ تعالیٰ  
کی الوہیت کے پیش عبادت کی جاتی ہے اور ربوبیت کے پیش مدد طلب کیا جاتا ہے۔

اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے بارہ حق پر قائم رکھتا ہے۔

**نتیجہ** | سورہ فاتحہ کے شروع میں ذکر ربانی میں نام اللہ، رب، رحمن، تین اسماء کا ذکر اس مطابقت سے کہ سائل، عبادت، اعانت اور ہدایت کا طالب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی انفرادی صفت سے یہ سب خوبیاں عطا کرتا ہے۔ عبادت پر کوئی معاون نہیں، اور اس کے علاوہ کوئی راہ حق پر گامزن نہیں کرتا۔ پھر داعی، دعا کرنے والا شہادت دیتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ نمازی کی یہ دعا شریعتیاج اور ضرورت کی بنا پر ہوتی ہے، حقیقت ہے کہ انسان اپنے ہر سانس اور آنکھ کے جھپکنے میں اسی کا محتاج ہے، اس دعا کا یہی مطلوب تھا۔ اور یہ سوائے ہدایت کے پورا نہیں ہوتا اور یہ ہے ہدایت کی تفصیل۔ قدرت کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اپنے فعل، ارادہ، تکوین، توفیق، ربانی مرضی پر یہی واقع ہوتی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مفاسد سے انسان کے بار بار فعل کرنے پر محفوظ کر لیا۔

**عبر** | بندہ جب ربانی ہدایت کا ہر حال میں محتاج تھا، تو جب اس نے ایسے امور کا ارتکاب جو اس کے اوامر اور نواہی کے خلاف تھے، تو اسے توبہ کی ہدایت کی گئی، ہدایت کے بنیادی امور کی راہنمائی کی گئی، تفصیلی امور کو ترک کرے، یا اسے ہدایت کی کوئی نہ کوئی وجہ بتادی گئی، پس اس بنا پر انسان تمام ہدایت کا محتاج ہوا تا کہ اسے ہدایت مزید حاصل ہو سکے، اور چند امور ایسے ہیں، جن کے کرنے سے انسان کو مستقبل میں ہدایت حاصل ہوتی، جس طرح کہ اسے ماضی میں حاصل ہوئی تھی، اور کچھ امور ایسے ہیں جن کا انسان معتقد تھا اس بنا پر بھی وہ ہدایت کا محتاج ہے۔

۲۔ کچھ امور ایسے ہیں جنہیں نہیں کرنا ان کے کرنے سے اسے ہدایت حاصل ہوگی،

۳۔ کچھ امور ایسے ہیں جن میں اعتقاد حق، عمل صواب، کے کرنے کا محتاج

ہوتا ہے عزمین کہ ہدایات میں بہت سے انواع ہیں، اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے فرض قرار دیا ہے کہ دن رات میں بلا تعداد بار بار اللہ تعالیٰ سے ہدایت کا سوال کرنا ہے۔

**نتیجہ** | آخر میں واضح فرمایا کہ اہل ہدایت ہی ربانی نعمت کے حق وار ہیں۔ وہ مغضوب زدہ، اس نعمت سے محروم ہیں، "مغضوب"، وہ لوگ ہیں جو حق کی شناخت کر لینے کے باوجود اس کی اتباع نہیں کرتے۔

**ضَالِّیْنَ** | ضَالِّیْنَ اَوْ مُغْضُوْبٍ اِدْوَنُوْا گمراہ، ربانی قول، خلق اور اہل اسما، صفات میں مشترک ہیں حالانکہ انہیں علم نہیں جو راہ النام یافتہ لوگوں کی ہے وہ اہل باطل کی علم اور عمل کے باوجود برابر نہیں ہو سکتی۔

**اٰمِیْنِ رَبَّانِیْ مہر** | انسان جب ثنا - دعا و توحید سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے عمل پر "اٰمِیْنِ"، تحفہ لگا دیا، جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوگی۔

"اٰمِیْنِ"، نماز کی زمینت ہے جس طرح رفع یدین نماز کی زمینت ہے۔ اس میں اتباع سنت کے ساتھ ربانی تقسیم ہے۔ رفع الیدین دونوں ہاتھوں کی عبادت اور شعار ہے۔

**مناجات** | کے بعد انسان ربانی کلام سے ربانی مناجات کرتا ہے اور امام کی قرأت خاموشی سے کان لگا کر خوب دلجمعی سے سنتا ہے۔ نماز میں افضل یہ قیام ہے۔ نماز کی عمدہ ترین کیفیت قیام ہے اس میں حمد، ثنا، تمجید، تلاوت قرأت قرآن سے مخصوص ہے۔ رکوع اور سجدہ کی حالت میں جھکنا، خضوع پایا جاتا ہے۔ اس شکل کی مناسبت سے سُبْحَانَ رَبِّیَّ الْعَظِیْمِ کا حکم دیا۔ قرآنی آیت فَسَبِّحْ بِحَمْدِ الْعَظِیْمِ نازل ہوئی تو آپ نے اَجْعَلُوْهَا حِیْ رُکُوْعَکُمْ، کا حکم صادر فرمایا انسان کی یہ حالت، رکوع انسان اور

طہ منظومہ المسابیح ج ۱

رب کے درمیان سفارت کا کام دیتی ہے۔ اسی بنا پر اکثر اہل علم کا فیصلہ ہے جو یہ تسبیح رکوع میں ترک کر دیتا ہے اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ ایسے انسان پر سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ یہ مذہب امام احمدؒ اور دیگر محدثین کا ہے، اور تسبیح کا حکم درود شریف کی طرح ہے تشہد اخیر میں مطلق رکوع میں ہاتھ تھامنے سے وجوب ساقط نہیں ہوتا۔

رکوع میں تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا، ارشاد نبویؐ: اَقَالِ الرَّكْعَةَ فَعَظَّمُوا فِيهِ الرَّبَّ، ”اے رکوع میں رب کی تعظیم کرو، اس حالت میں تعظیم رب غالب رہا“، اور دل سے ہوتی ہے، (قلب اور قلب دونوں سے تعظیم ہوتی ہے)

## فصل ۳

رکوع سے سر اٹھائے، اس حالت میں سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَ سے شروع کرے۔ اس رکن کو حمد، ثناء کا شمار بنایا جبکہ حمد اور ثناء سے نماز کا افتتاح کیا تھا یعنی یہ حالت دُعا کی سماعت اور قبولیت کے لئے زیادہ موزوں ہے، اس کے ساتھ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مَلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضُ وَمَنْ مَّا بَيْنَهُمَا وَمَنْ مَّا دُونَهُمْ شَيْءٌ، اے ہمارے رب تیرے لئے حمد ہے آسمانوں اور زمین کے سطح برابر ان کے درمیان کی سطح میں اور اس کے بعد جو بھی بھروں ہے۔

دُعا کو دُعا سے ترک نہ کیا جائے کیونکہ وارد و جملوں میں ربط قائم رہتی ہے! کیونکہ رَبَّنَا شامل ہے اس معنی میں کہ تو ہی رب ہے اور بادشاہِ قیوم اگرچہ ہاتھ میں امور کی ڈور ہے اور تیرے ہاں رجوع کرتا ہے، اسی مفہوم پر ربنا کا وَلَكَ الْحَمْدُ پر کہ موجد کہہ رہا ہے اسی کی بادشاہت اور اسی کے لئے حمد خاص ہے۔ پھر اس کی خبر یوں دی کہ حمد کی شان، اور عظمت کی قدر، اور صفات یوں ہے کہ مَلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضُ، اس سے آسمان اور زمین بھر پور ہیں کہ علامتوں

اور عالم مغلی، اور فضلہ، بھی اس حمد سے بھر پور ہے یعنی اس حمد نے موجود جہاں کو بھر پور کر دیا، اور اس کے بعد رب جس مخلوق سے چاہے بھر پور کر دے کہ رب کی حمد نے ہر موجود کو بھر دیا اور آنے والی مخلوق کو بھر دے گا، یہ اعلیٰ تعبیر ہے۔

عاشقیت کا مفہوم یہ ہے کہ عالم کے علاوہ کون حمد سے بھر دے گا، ”بعد“ کا مطلب یہ ہو گا زمانہ کے لئے اول اور مکان کے دوبارہ، اس کے ساتھ فرمایا اہل اثناء والمجد، تو اس حکم کو رکعت سے واپس کیا جس سے نماز کو رکعت سے پہلے شروع کیا تھا۔ حمد۔ ثناء، مجد سے اس کے ساتھ ہی اسحق ماقال، العبد، کا بدلہ ذکر کیا، جو کہ حمد، ثنا، مجد، تقریر تھی کہ انسان نے جو جملہ زبان سے نکالا ہے وہ حق ہے، اس کے بعد عبودیت کا اعتراف کیا اور یہ حکم تمام بندوں کے لئے عام ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ مانع لما اعطیت ولا معطى لما منعت ولا ینفع دار الجحیم منک الجحیم۔ گاہے گاہے نماز کے اختتام پر یہ دُعا پڑھا کرتے تھے رکوع اور اختتام نماز میں اس دُعا میں اعتراف توحید کا تذکرہ ہے کہ تمام نعمتیں اسی کا فیضان ہے۔ اس میں بے شمار مسائل پنہاں ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ ہی منفرد عطا اور منع کا مالک ہے۔

۲۔ جو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جب روک لیتا ہے تو کوئی دے نہیں سکتا۔

۳۔ اللہ کے ہاں نہ کسی کی ذات نفع دے سکتی ہے اور نہ اس کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے، کسی بنی آدم کی کرامت اس کے ہاں فائدہ نہیں دے سکتی کیونکہ ربانی مملکت اور ریاست، غنی، اور طیب عیش میں کوئی بھی شریک نہیں، ربانی نفع سے وہی لطف اندوز ہو سکتا ہے جو اسکی طاقت اور مرضیات پر اپنی خواہش کو قربان کر دیتا ہے، اس دُعا کو اللہ تعالیٰ اغسلنی من خطایای بالملء والتلج والبرد، سے ختم فرمایا جبکہ نماز کا آغاز بھی اسی دُعا سے کیا، رکعت کا آغاز اور اختتام بھی اسی دُعا سے کیا! جس طرح آپ نماز کو استغفار سے ختم کرتے۔

سہ یعنی سلام پھرنے کے بعد استغفر اللہ تین بار کہتے یا وار بلند۔ مترجم۔

**استغفار** استغفار نماز کے آغاز، درمیان اور آخر میں تھی، تو یہ رکن مفید ترین و عاردار افضل ذکر پر مشتمل ہوا جس میں حمد، تجید، شہادہ، اعتراف، عبودیت، توحید، گناہوں سے غفلت، غیبت، ذکر مقصود اور رکن مقصود رکوع اور سجدہ سے نہیں ہو سکتا تھا۔

## فصل ۳۱

پھر اللہ اکبر کہہ کر بغیر ہاتھ اٹھانے کے سجدہ ریز ہو جائے دونوں ہاتھ چہرہ کی طرح سجدہ ریز ہوتے ہیں، دونوں ہاتھوں کا زمین پر رکھنا سجدہ کی بنا پر ہوتا ہے اسی بنا پر اس مقام پر ان کے اٹھانے کے حکم مستثنیٰ قرار دیا، اسی بنا پر سجدہ سے سر اٹھانے پر دونوں ہاتھ اٹھانے کا حکم نہیں ہے، کیونکہ یہ دونوں سر کے ساتھ ہی اٹھتے ہیں اور سر کے ساتھ ہی زمین پر رکھے جاتے ہیں۔

**فلسفہ سجدہ** عبارت کی جڑ سے سرشار ہوتا ہے، سجدہ راز نماز اور رکن اعظم اور قائم رکعت، دیگر ارکان اس کے مقدمات ہیں، اس کی مثل طواف زیارت کی ہے۔ حج کے مقدمات کی حیثیت رکھتے ہیں، اسی بنا پر انسان کی اقرب، ترین حالت سجدہ کی ہوتی ہے، یہی افضل ترین حالت قرب الہی ہوتی ہے، اسی جگہ میں انسان کی دعا شرف قبولیت پاتی ہے، جب اللہ تعالیٰ نے بندہ کو زمین سے پیدا کیا تو لائق تھا کہ اس کو اس کے اصل سے نکالا جاتا بلکہ اسی کی طرح اسے لوٹا یا جاتا، کیونکہ طبع اور نفس کا یہی تقاضا تھا کہ وہ زمین سے نکالا جائے اگر بندہ کو اس کی طبع اور نفس کی خواہش پر چھوڑ دیا جائے تو یہ تکبر اور غرور کا شکار بن جائے تو اپنی اصل خلقت سے خارج ہو جاتا۔ تو اپنے رب کی نافرمانی پر ایسے انداز میں آمادہ ہو جاتا تو انسان ربانی حق کبریاء، عظمت، میں متنازع شروع کر دیتا۔

سجدہ میں خضوع کا حکم دیا ربانی عظمت کے پیش اور اس کے خاطر ہونے کے تحت، تاکہ انسان کامل بجز و انکساری کر سکے تو اسی صورت میں خشوع، خضوع، تذل، حکم عبودیت کو واپس لائیں گے اور جو انسان سے کوئی لغزش، غفلت، اعتراض، قیام سے خارج ہو چکا ہے۔ اسے زمین پر سجدہ کرا کے اس کی خلقت سے آگاہ کیا گیا (انسان کی اصل خلقت مٹی سے ہے) انسان کے وجود کا اشرف اور اعلیٰ حصہ چہرہ ہے جسے سجدہ کرنا ہے، انسان کا اعلیٰ حصہ اسفل بن گیا ایسی حالت میں کہ اپنے رب اعلیٰ کے سامنے جھکا ہے تو یہ خضوع اور خشوع عظمت کے لئے عزت کی عاجزی کے لئے ہے، یہ تھا فلسفہ ظاہری طور پر خشوع کا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مٹی سے پیدا کیا، جو اسی قابل ہے اسے قدم سے قدم سے پامال کیا جائے اسے استعمال کرے اس میں اس کا درود، مدفن اسی سے اس کا اخراج نکالنا، زمین اس کے والدہ اور والد ہے، یہی اس کا اصل اور افضل ہے، زندہ ہے تو زمین پر ہے، اگر مردہ ہے تو زمین کے اندر (قبر) ہے زمین میں اس کے دشوہ کے سامان اور زمین پر اسکی مسجد، سجدہ گاہ اسے سجدہ کا حکم دیا کیونکہ یہ اس کا خشوع تھا، اور عبادت کو بقیہ اعضاء کے لئے جمع کر دیا۔ انسان اپنے چہرہ کو خاک آلودہ کرتا ہے، بجز و انکسار تو بیخ اور ہاتھوں کو زمین پر ڈال دیتا ہے۔

مسروق "سعید بن جبیر نے کہا تھا ہمارے پاس کوئی چیز نہیں جن سے ہم غیبت کریں ہاں کہ ہم اپنے چہرہ کو خاک آلودہ کر لیں۔

جناب رسول کریم قصداً اپنے چہرہ کو زمین سے نہ بچاتے تھے، بلکہ جب بھی اتفاق ہوتا زمین سے چہرہ خاک آلودہ کر لیتے، ایک دفعہ آپ نے پانی اور مٹی میں سجدہ کیا، اسی بنا پر۔

کمال سجدہ | کمال سجدہ میں واجب تھا کہ سات اعضاء پر سجدہ کیا جائے۔  
ارچہرہ، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں،

۱۰۱۱  
۱۰۱۲  
۱۰۱۳  
۱۰۱۴  
۱۰۱۵  
۱۰۱۶  
۱۰۱۷  
۱۰۱۸  
۱۰۱۹  
۱۰۲۰  
۱۰۲۱  
۱۰۲۲  
۱۰۲۳  
۱۰۲۴  
۱۰۲۵  
۱۰۲۶  
۱۰۲۷  
۱۰۲۸  
۱۰۲۹  
۱۰۳۰  
۱۰۳۱  
۱۰۳۲  
۱۰۳۳  
۱۰۳۴  
۱۰۳۵  
۱۰۳۶  
۱۰۳۷  
۱۰۳۸  
۱۰۳۹  
۱۰۴۰  
۱۰۴۱  
۱۰۴۲  
۱۰۴۳  
۱۰۴۴  
۱۰۴۵  
۱۰۴۶  
۱۰۴۷  
۱۰۴۸  
۱۰۴۹  
۱۰۵۰  
۱۰۵۱  
۱۰۵۲  
۱۰۵۳  
۱۰۵۴  
۱۰۵۵  
۱۰۵۶  
۱۰۵۷  
۱۰۵۸  
۱۰۵۹  
۱۰۶۰  
۱۰۶۱  
۱۰۶۲  
۱۰۶۳  
۱۰۶۴  
۱۰۶۵  
۱۰۶۶  
۱۰۶۷  
۱۰۶۸  
۱۰۶۹  
۱۰۷۰  
۱۰۷۱  
۱۰۷۲  
۱۰۷۳  
۱۰۷۴  
۱۰۷۵  
۱۰۷۶  
۱۰۷۷  
۱۰۷۸  
۱۰۷۹  
۱۰۸۰  
۱۰۸۱  
۱۰۸۲  
۱۰۸۳  
۱۰۸۴  
۱۰۸۵  
۱۰۸۶  
۱۰۸۷  
۱۰۸۸  
۱۰۸۹  
۱۰۹۰  
۱۰۹۱  
۱۰۹۲  
۱۰۹۳  
۱۰۹۴  
۱۰۹۵  
۱۰۹۶  
۱۰۹۷  
۱۰۹۸  
۱۰۹۹  
۱۱۰۰  
۱۱۰۱  
۱۱۰۲  
۱۱۰۳  
۱۱۰۴  
۱۱۰۵  
۱۱۰۶  
۱۱۰۷  
۱۱۰۸  
۱۱۰۹  
۱۱۱۰  
۱۱۱۱  
۱۱۱۲  
۱۱۱۳  
۱۱۱۴  
۱۱۱۵  
۱۱۱۶  
۱۱۱۷  
۱۱۱۸  
۱۱۱۹  
۱۱۲۰  
۱۱۲۱  
۱۱۲۲  
۱۱۲۳  
۱۱۲۴  
۱۱۲۵  
۱۱۲۶  
۱۱۲۷  
۱۱۲۸  
۱۱۲۹  
۱۱۳۰  
۱۱۳۱  
۱۱۳۲  
۱۱۳۳  
۱۱۳۴  
۱۱۳۵  
۱۱۳۶  
۱۱۳۷  
۱۱۳۸  
۱۱۳۹  
۱۱۴۰  
۱۱۴۱  
۱۱۴۲  
۱۱۴۳  
۱۱۴۴  
۱۱۴۵  
۱۱۴۶  
۱۱۴۷  
۱۱۴۸  
۱۱۴۹  
۱۱۵۰  
۱۱۵۱  
۱۱۵۲  
۱۱۵۳  
۱۱۵۴  
۱۱۵۵  
۱۱۵۶  
۱۱۵۷  
۱۱۵۸  
۱۱۵۹  
۱۱۶۰  
۱۱۶۱  
۱۱۶۲  
۱۱۶۳  
۱۱۶۴  
۱۱۶۵  
۱۱۶۶  
۱۱۶۷  
۱۱۶۸  
۱۱۶۹  
۱۱۷۰  
۱۱۷۱  
۱۱۷۲  
۱۱۷۳  
۱۱۷۴  
۱۱۷۵  
۱۱۷۶  
۱۱۷۷  
۱۱۷۸  
۱۱۷۹  
۱۱۸۰  
۱۱۸۱  
۱۱۸۲  
۱۱۸۳  
۱۱۸۴  
۱۱۸۵  
۱۱۸۶  
۱۱۸۷  
۱۱۸۸  
۱۱۸۹  
۱۱۹۰  
۱۱۹۱  
۱۱۹۲  
۱۱۹۳  
۱۱۹۴  
۱۱۹۵  
۱۱۹۶  
۱۱۹۷  
۱۱۹۸  
۱۱۹۹  
۱۲۰۰  
۱۲۰۱  
۱۲۰۲  
۱۲۰۳  
۱۲۰۴  
۱۲۰۵  
۱۲۰۶  
۱۲۰۷  
۱۲۰۸  
۱۲۰۹  
۱۲۱۰  
۱۲۱۱  
۱۲۱۲  
۱۲۱۳  
۱۲۱۴  
۱۲۱۵  
۱۲۱۶  
۱۲۱۷  
۱۲۱۸  
۱۲۱۹  
۱۲۲۰  
۱۲۲۱  
۱۲۲۲  
۱۲۲۳  
۱۲۲۴  
۱۲۲۵  
۱۲۲۶  
۱۲۲۷  
۱۲۲۸  
۱۲۲۹  
۱۲۳۰  
۱۲۳۱  
۱۲۳۲  
۱۲۳۳  
۱۲۳۴  
۱۲۳۵  
۱۲۳۶  
۱۲۳۷  
۱۲۳۸  
۱۲۳۹  
۱۲۴۰  
۱۲۴۱  
۱۲۴۲  
۱۲۴۳  
۱۲۴۴  
۱۲۴۵  
۱۲۴۶  
۱۲۴۷  
۱۲۴۸  
۱۲۴۹  
۱۲۵۰  
۱۲۵۱  
۱۲۵۲  
۱۲۵۳  
۱۲۵۴  
۱۲۵۵  
۱۲۵۶  
۱۲۵۷  
۱۲۵۸  
۱۲۵۹  
۱۲۶۰  
۱۲۶۱  
۱۲۶۲  
۱۲۶۳  
۱۲۶۴  
۱۲۶۵  
۱۲۶۶  
۱۲۶۷  
۱۲۶۸  
۱۲۶۹  
۱۲۷۰  
۱۲۷۱  
۱۲۷۲  
۱۲۷۳  
۱۲۷۴  
۱۲۷۵  
۱۲۷۶  
۱۲۷۷  
۱۲۷۸  
۱۲۷۹  
۱۲۸۰  
۱۲۸۱  
۱۲۸۲  
۱۲۸۳  
۱۲۸۴  
۱۲۸۵  
۱۲۸۶  
۱۲۸۷  
۱۲۸۸  
۱۲۸۹  
۱۲۹۰  
۱۲۹۱  
۱۲۹۲  
۱۲۹۳  
۱۲۹۴  
۱۲۹۵  
۱۲۹۶  
۱۲۹۷  
۱۲۹۸  
۱۲۹۹  
۱۳۰۰  
۱۳۰۱  
۱۳۰۲  
۱۳۰۳  
۱۳۰۴  
۱۳۰۵  
۱۳۰۶  
۱۳۰۷  
۱۳۰۸  
۱۳۰۹  
۱۳۱۰  
۱۳۱۱  
۱۳۱۲  
۱۳۱۳  
۱۳۱۴  
۱۳۱۵  
۱۳۱۶  
۱۳۱۷  
۱۳۱۸  
۱۳۱۹  
۱۳۲۰  
۱۳۲۱  
۱۳۲۲  
۱۳۲۳  
۱۳۲۴  
۱۳۲۵  
۱۳۲۶  
۱۳۲۷  
۱۳۲۸  
۱۳۲۹  
۱۳۳۰  
۱۳۳۱  
۱۳۳۲  
۱۳۳۳  
۱۳۳۴  
۱۳۳۵  
۱۳۳۶  
۱۳۳۷  
۱۳۳۸  
۱۳۳۹  
۱۳۴۰  
۱۳۴۱  
۱۳۴۲  
۱۳۴۳  
۱۳۴۴  
۱۳۴۵  
۱۳۴۶  
۱۳۴۷  
۱۳۴۸  
۱۳۴۹  
۱۳۵۰  
۱۳۵۱  
۱۳۵۲  
۱۳۵۳  
۱۳۵۴  
۱۳۵۵  
۱۳۵۶  
۱۳۵۷  
۱۳۵۸  
۱۳۵۹  
۱۳۶۰  
۱۳۶۱  
۱۳۶۲  
۱۳۶۳  
۱۳۶۴  
۱۳۶۵  
۱۳۶۶  
۱۳۶۷  
۱۳۶۸  
۱۳۶۹  
۱۳۷۰  
۱۳۷۱  
۱۳۷۲  
۱۳۷۳  
۱۳۷۴  
۱۳۷۵  
۱۳۷۶  
۱۳۷۷  
۱۳۷۸  
۱۳۷۹  
۱۳۸۰  
۱۳۸۱  
۱۳۸۲  
۱۳۸۳  
۱۳۸۴  
۱۳۸۵  
۱۳۸۶  
۱۳۸۷  
۱۳۸۸  
۱۳۸۹  
۱۳۹۰  
۱۳۹۱  
۱۳۹۲  
۱۳۹۳  
۱۳۹۴  
۱۳۹۵  
۱۳۹۶  
۱۳۹۷  
۱۳۹۸  
۱۳۹۹  
۱۴۰۰  
۱۴۰۱  
۱۴۰۲  
۱۴۰۳  
۱۴۰۴  
۱۴۰۵  
۱۴۰۶  
۱۴۰۷  
۱۴۰۸  
۱۴۰۹  
۱۴۱۰  
۱۴۱۱  
۱۴۱۲  
۱۴۱۳  
۱۴۱۴  
۱۴۱۵  
۱۴۱۶  
۱۴۱۷  
۱۴۱۸  
۱۴۱۹  
۱۴۲۰  
۱۴۲۱  
۱۴۲۲  
۱۴۲۳  
۱۴۲۴  
۱۴۲۵  
۱۴۲۶  
۱۴۲۷  
۱۴۲۸  
۱۴۲۹  
۱۴۳۰  
۱۴۳۱  
۱۴۳۲  
۱۴۳۳  
۱۴۳۴  
۱۴۳۵  
۱۴۳۶  
۱۴۳۷  
۱۴۳۸  
۱۴۳۹  
۱۴۴۰  
۱۴۴۱  
۱۴۴۲  
۱۴۴۳  
۱۴۴۴  
۱۴۴۵  
۱۴۴۶  
۱۴۴۷  
۱۴۴۸  
۱۴۴۹  
۱۴۵۰  
۱۴۵۱  
۱۴۵۲  
۱۴۵۳  
۱۴۵۴  
۱۴۵۵  
۱۴۵۶  
۱۴۵۷  
۱۴۵۸  
۱۴۵۹  
۱۴۶۰  
۱۴۶۱  
۱۴۶۲  
۱۴۶۳  
۱۴۶۴  
۱۴۶۵  
۱۴۶۶  
۱۴۶۷  
۱۴۶۸  
۱۴۶۹  
۱۴۷۰  
۱۴۷۱  
۱۴۷۲  
۱۴۷۳  
۱۴۷۴  
۱۴۷۵  
۱۴۷۶  
۱۴۷۷  
۱۴۷۸  
۱۴۷۹  
۱۴۸۰  
۱۴۸۱  
۱۴۸۲  
۱۴۸۳  
۱۴۸۴  
۱۴۸۵  
۱۴۸۶  
۱۴۸۷  
۱۴۸۸  
۱۴۸۹  
۱۴۹۰  
۱۴۹۱  
۱۴۹۲  
۱۴۹۳  
۱۴۹۴  
۱۴۹۵  
۱۴۹۶  
۱۴۹۷  
۱۴۹۸  
۱۴۹۹  
۱۵۰۰  
۱۵۰۱  
۱۵۰۲  
۱۵۰۳  
۱۵۰۴  
۱۵۰۵  
۱۵۰۶  
۱۵۰۷  
۱۵۰۸  
۱۵۰۹  
۱۵۱۰  
۱۵۱۱  
۱۵۱۲  
۱۵۱۳  
۱۵۱۴  
۱۵۱۵  
۱۵۱۶  
۱۵۱۷  
۱۵۱۸  
۱۵۱۹  
۱۵۲۰  
۱۵۲۱  
۱۵۲۲  
۱۵۲۳  
۱۵۲۴  
۱۵۲۵  
۱۵۲۶  
۱۵۲۷  
۱۵۲۸  
۱۵۲۹  
۱۵۳۰  
۱۵۳۱  
۱۵۳۲  
۱۵۳۳  
۱۵۳۴  
۱۵۳۵  
۱۵۳۶  
۱۵۳۷  
۱۵۳۸  
۱۵۳۹  
۱۵۴۰  
۱۵۴۱  
۱۵۴۲  
۱۵۴۳  
۱۵۴۴  
۱۵۴۵  
۱۵۴۶  
۱۵۴۷  
۱۵۴۸  
۱۵۴۹  
۱۵۵۰  
۱۵۵۱  
۱۵۵۲  
۱۵۵۳  
۱۵۵۴  
۱۵۵۵  
۱۵۵۶  
۱۵۵۷  
۱۵۵۸  
۱۵۵۹  
۱۵۶۰  
۱۵۶۱  
۱۵۶۲  
۱۵۶۳  
۱۵۶۴  
۱۵۶۵  
۱۵۶۶  
۱۵۶۷  
۱۵۶۸  
۱۵۶۹  
۱۵۷۰  
۱۵۷۱  
۱۵۷۲  
۱۵۷۳  
۱۵۷۴  
۱۵۷۵  
۱۵۷۶  
۱۵۷۷  
۱۵۷۸  
۱۵۷۹  
۱۵۸۰  
۱۵۸۱  
۱۵۸۲  
۱۵۸۳  
۱۵۸۴  
۱۵۸۵  
۱۵۸۶  
۱۵۸۷  
۱۵۸۸  
۱۵۸۹  
۱۵۹۰  
۱۵۹۱  
۱۵۹۲  
۱۵۹۳  
۱۵۹۴  
۱۵۹۵  
۱۵۹۶  
۱۵۹۷  
۱۵۹۸  
۱۵۹۹  
۱۶۰۰  
۱۶۰۱  
۱۶۰۲  
۱۶۰۳  
۱۶۰۴  
۱۶۰۵  
۱۶۰۶  
۱۶۰۷  
۱۶۰۸  
۱۶۰۹  
۱۶۱۰  
۱۶۱۱  
۱۶۱۲  
۱۶۱۳  
۱۶۱۴  
۱۶۱۵  
۱۶۱۶  
۱۶۱۷  
۱۶۱۸  
۱۶۱۹  
۱۶۲۰  
۱۶۲۱  
۱۶۲۲  
۱۶۲۳  
۱۶۲۴  
۱۶۲۵  
۱۶۲۶  
۱۶۲۷  
۱۶۲۸  
۱۶۲۹  
۱۶۳۰  
۱۶۳۱  
۱۶۳۲  
۱۶۳۳  
۱۶۳۴  
۱۶۳۵  
۱۶۳۶  
۱۶۳۷  
۱۶۳۸  
۱۶۳۹  
۱۶۴۰  
۱۶۴۱  
۱۶۴۲  
۱۶۴۳  
۱۶۴۴  
۱۶۴۵  
۱۶۴۶  
۱۶۴۷  
۱۶۴۸  
۱۶۴۹  
۱۶۵۰  
۱۶۵۱  
۱۶۵۲  
۱۶۵۳  
۱۶۵۴  
۱۶۵۵  
۱۶۵۶  
۱۶۵۷  
۱۶۵۸  
۱۶۵۹  
۱۶۶۰  
۱۶۶۱  
۱۶۶۲  
۱۶۶۳  
۱۶۶۴  
۱۶۶۵  
۱۶۶۶  
۱۶۶۷  
۱۶۶۸  
۱۶۶۹  
۱۶۷۰  
۱۶۷۱  
۱۶۷۲  
۱۶۷۳  
۱۶۷۴  
۱۶۷۵  
۱۶۷۶  
۱۶۷۷  
۱۶۷۸  
۱۶۷۹  
۱۶۸۰  
۱۶۸۱  
۱۶۸۲  
۱۶۸۳  
۱۶۸۴  
۱۶۸۵  
۱۶۸۶  
۱۶۸۷  
۱۶۸۸  
۱۶۸۹  
۱۶۹۰  
۱۶۹۱  
۱۶۹۲  
۱۶۹۳  
۱۶۹۴  
۱۶۹۵  
۱۶۹۶  
۱۶۹۷  
۱۶۹۸  
۱۶۹۹  
۱۷۰۰  
۱۷۰۱  
۱۷۰۲  
۱۷۰۳  
۱۷۰۴  
۱۷۰۵  
۱۷۰۶  
۱۷۰۷  
۱۷۰۸  
۱۷۰۹  
۱۷۱۰  
۱۷۱۱  
۱۷۱۲  
۱۷۱۳  
۱۷۱۴  
۱۷۱۵  
۱۷۱۶  
۱۷۱۷  
۱۷۱۸  
۱۷۱۹  
۱۷۲۰  
۱۷۲۱  
۱۷۲۲  
۱۷۲۳  
۱۷۲۴  
۱۷۲۵  
۱۷۲۶  
۱۷۲۷  
۱۷۲۸  
۱۷۲۹  
۱۷۳۰  
۱۷۳۱  
۱۷۳۲  
۱۷۳۳  
۱۷۳۴  
۱۷۳۵  
۱۷۳۶  
۱۷۳۷  
۱۷۳۸  
۱۷۳۹  
۱۷۴۰  
۱۷۴۱  
۱۷۴۲  
۱۷۴۳  
۱۷۴۴  
۱۷۴۵  
۱۷۴۶  
۱۷۴۷  
۱۷۴۸  
۱۷۴۹  
۱۷۵۰  
۱۷۵۱  
۱۷۵۲  
۱۷۵۳  
۱۷۵۴  
۱۷۵۵  
۱۷۵۶  
۱۷۵۷  
۱۷۵۸  
۱۷۵۹  
۱۷۶۰  
۱۷۶۱  
۱۷۶۲  
۱۷۶۳  
۱۷۶۴  
۱۷۶۵  
۱۷۶۶  
۱۷۶۷  
۱۷۶۸  
۱۷۶۹  
۱۷۷۰  
۱۷۷۱  
۱۷۷۲  
۱۷۷۳  
۱۷۷۴  
۱۷۷۵  
۱۷۷۶  
۱۷۷۷  
۱۷۷۸  
۱۷۷۹  
۱۷۸۰  
۱۷۸۱  
۱۷۸۲  
۱۷۸۳  
۱۷۸۴  
۱۷۸۵  
۱۷۸۶  
۱۷۸۷  
۱۷۸۸  
۱۷۸۹  
۱۷۹۰  
۱۷۹۱  
۱۷۹۲  
۱۷۹۳  
۱۷۹۴  
۱۷۹۵  
۱۷۹۶  
۱۷۹۷  
۱۷۹۸  
۱۷۹۹  
۱۸۰۰  
۱۸۰۱  
۱۸۰۲  
۱۸۰۳  
۱۸۰۴  
۱۸۰۵  
۱۸۰۶  
۱۸۰۷  
۱۸۰۸  
۱۸۰۹  
۱۸۱۰  
۱۸۱۱  
۱۸۱۲  
۱۸۱۳  
۱۸۱۴  
۱۸۱۵  
۱۸۱۶  
۱۸۱۷  
۱۸۱۸  
۱۸۱۹  
۱۸۲۰  
۱۸۲۱  
۱۸۲۲  
۱۸۲۳  
۱۸۲۴  
۱۸۲۵  
۱۸۲۶  
۱۸۲۷  
۱۸۲۸  
۱۸۲۹  
۱۸۳۰  
۱۸۳۱  
۱۸۳۲  
۱۸۳۳  
۱۸۳۴  
۱۸۳۵  
۱۸۳۶  
۱۸۳۷  
۱۸۳۸  
۱۸۳۹  
۱۸۴۰  
۱۸۴۱  
۱۸۴۲  
۱۸۴۳  
۱۸۴۴  
۱۸۴۵  
۱۸۴۶  
۱۸۴۷  
۱۸۴۸  
۱۸۴۹  
۱۸۵۰  
۱۸۵۱  
۱۸۵۲  
۱۸۵۳  
۱۸۵۴  
۱۸۵۵  
۱۸۵۶  
۱۸۵۷  
۱۸۵۸  
۱۸۵۹  
۱۸۶۰  
۱۸۶۱  
۱۸۶۲  
۱۸۶۳  
۱۸۶۴  
۱۸۶۵  
۱۸۶۶  
۱۸۶۷  
۱۸۶۸  
۱۸۶۹  
۱۸۷۰  
۱۸۷۱  
۱۸۷۲  
۱۸۷۳  
۱۸۷۴  
۱۸۷۵  
۱۸۷۶  
۱۸۷۷  
۱۸۷۸  
۱۸۷۹  
۱۸۸۰  
۱۸۸۱  
۱۸۸۲  
۱۸۸۳  
۱۸۸۴  
۱۸۸۵  
۱۸۸۶  
۱۸۸۷  
۱۸۸۸  
۱۸۸۹  
۱۸۹۰  
۱۸۹۱  
۱۸۹۲  
۱۸۹۳  
۱۸۹۴  
۱۸۹۵  
۱۸۹۶  
۱۸۹۷  
۱۸۹۸  
۱۸۹۹  
۱۹۰۰  
۱۹۰۱  
۱۹۰۲  
۱۹۰۳  
۱۹۰۴  
۱۹۰۵  
۱۹۰۶  
۱۹۰۷  
۱۹۰۸  
۱۹۰۹  
۱۹۱۰  
۱۹۱۱  
۱۹۱۲  
۱۹۱۳  
۱۹۱۴  
۱۹۱۵  
۱۹۱۶  
۱۹۱۷  
۱۹۱۸  
۱۹۱۹  
۱۹۲۰  
۱۹۲۱  
۱۹۲۲  
۱۹۲۳  
۱۹۲۴  
۱۹۲۵  
۱۹۲۶  
۱۹۲۷  
۱۹۲۸  
۱۹۲۹  
۱۹۳۰  
۱۹۳۱  
۱۹۳۲  
۱۹۳۳  
۱۹۳۴  
۱۹۳۵  
۱۹۳۶  
۱۹۳۷  
۱۹۳۸  
۱۹۳۹  
۱۹۴۰  
۱۹۴۱  
۱۹۴۲  
۱۹۴۳  
۱۹۴۴  
۱۹۴۵  
۱۹۴۶  
۱۹۴۷  
۱۹۴۸  
۱۹۴۹  
۱۹۵۰  
۱۹۵۱  
۱۹۵۲  
۱۹۵۳  
۱۹۵۴  
۱۹۵۵  
۱۹۵۶  
۱۹۵۷  
۱۹۵۸  
۱۹۵۹  
۱۹۶۰  
۱۹۶۱  
۱۹۶۲  
۱۹۶۳  
۱۹۶۴  
۱۹۶۵  
۱۹۶۶  
۱۹۶۷  
۱۹۶۸  
۱۹۶۹  
۱۹۷۰  
۱۹۷۱  
۱۹۷۲  
۱۹۷۳  
۱۹۷۴  
۱۹۷۵  
۱۹۷۶  
۱۹۷۷  
۱۹۷۸  
۱۹۷۹  
۱۹۸۰  
۱۹۸۱  
۱۹۸۲  
۱۹۸۳  
۱۹۸۴  
۱۹۸۵  
۱۹۸۶  
۱۹۸۷  
۱۹۸۸  
۱۹۸۹  
۱۹۹۰  
۱۹۹۱  
۱۹۹۲  
۱۹۹۳  
۱۹۹۴  
۱۹۹۵  
۱۹۹۶  
۱۹۹۷  
۱۹۹۸  
۱۹۹۹  
۲۰۰۰  
۲۰۰۱  
۲۰۰۲  
۲۰۰۳  
۲۰۰۴  
۲۰۰۵  
۲۰۰۶  
۲۰۰۷  
۲۰۰۸  
۲۰۰۹  
۲۰۱۰  
۲۰۱۱  
۲۰۱۲  
۲۰۱۳  
۲۰۱۴  
۲۰۱۵  
۲۰۱۶  
۲۰۱۷  
۲۰۱۸  
۲۰۱۹  
۲۰۲۰  
۲۰۲۱  
۲۰۲۲  
۲۰۲۳  
۲۰۲۴  
۲۰۲۵  
۲۰۲۶  
۲۰۲۷  
۲۰۲۸  
۲۰۲۹  
۲۰۳۰  
۲۰۳۱  
۲۰۳۲  
۲۰۳۳  
۲۰۳۴  
۲۰۳۵  
۲۰۳۶  
۲۰۳۷  
۲۰۳۸  
۲۰۳۹  
۲۰۴۰  
۲۰۴۱  
۲۰۴۲  
۲۰۴۳  
۲۰۴۴  
۲۰۴۵  
۲۰۴۶  
۲۰۴۷  
۲۰۴۸  
۲۰۴۹  
۲۰۵۰  
۲۰۵۱  
۲۰۵۲  
۲۰۵۳  
۲۰۵۴  
۲۰۵۵  
۲۰۵۶  
۲۰۵۷  
۲۰۵۸  
۲۰۵۹  
۲۰۶۰  
۲۰۶۱  
۲۰۶۲  
۲۰۶۳  
۲۰۶۴  
۲۰۶۵  
۲۰۶۶  
۲۰۶۷  
۲۰۶۸  
۲۰۶۹  
۲۰۷۰  
۲۰۷۱  
۲۰۷۲  
۲۰۷۳  
۲۰۷۴  
۲۰۷۵  
۲۰۷۶  
۲۰۷۷  
۲۰۷۸  
۲۰۷۹  
۲۰۸۰  
۲۰۸۱  
۲۰۸۲  
۲۰۸۳  
۲۰۸۴  
۲۰۸۵  
۲۰۸۶  
۲۰۸۷  
۲۰۸۸  
۲۰۸۹  
۲۰۹۰  
۲۰۹۱  
۲۰۹۲  
۲۰۹۳  
۲۰۹۴  
۲۰۹۵  
۲۰۹۶  
۲۰۹۷  
۲۰۹۸  
۲۰۹۹  
۲۱۰۰  
۲۱۰۱  
۲۱۰۲  
۲۱۰۳  
۲۱۰۴  
۲۱۰۵  
۲۱۰۶  
۲۱۰۷  
۲۱۰۸  
۲۱۰۹  
۲۱۱۰  
۲۱۱۱  
۲۱۱۲  
۲۱۱۳  
۲۱۱۴  
۲۱۱۵  
۲۱۱۶  
۲۱۱۷  
۲۱۱۸  
۲۱۱۹  
۲۱۲۰  
۲۱۲۱  
۲۱۲۲  
۲۱۲۳  
۲۱۲۴  
۲۱۲۵  
۲۱۲۶  
۲۱۲۷  
۲۱۲۸  
۲۱۲۹  
۲۱۳۰  
۲۱۳۱  
۲۱۳۲  
۲۱۳۳  
۲۱۳۴  
۲۱۳۵  
۲۱۳۶  
۲۱۳۷  
۲۱۳۸  
۲۱۳۹  
۲۱۴۰  
۲۱۴۱  
۲۱۴۲  
۲۱۴۳  
۲۱۴۴  
۲۱۴۵  
۲۱۴۶  
۲۱۴۷  
۲۱۴۸  
۲۱۴۹  
۲۱۵۰  
۲۱۵۱  
۲۱۵۲  
۲۱۵۳  
۲۱۵۴  
۲۱۵۵  
۲۱۵۶  
۲۱۵۷  
۲۱۵۸  
۲۱۵۹  
۲۱۶۰  
۲۱۶۱  
۲۱۶۲  
۲۱۶۳  
۲۱۶۴  
۲۱۶۵  
۲



کے کناروں پر یہ وہ فرض تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا اور رسولؐ نے اس حکم کو امت تک پہنچا دیا۔ کمال واجب یا مستحب ہے کہ انسان اپنے چہرہ اور جسم کو مصلیٰ سے چمٹائے، اور زمین پر سر کو اس حالت میں رکھے کہ سر کا بوجھ زمین پر آجائے اور اپنے نچلا حصہ کو بلند کرے، یہ ہے سجدہ کا تمام ہونا! اس کا دیگر کمال یہ ہے کہ اس کے بدن کا ہر ایک حصہ اپنی اپنی خضوع کرے، اپنے پیٹ کو اپنے دونوں رانوں سے اور اپنے دونوں رانوں کو اپنی دونوں پنڈلیوں سے اپنے دونوں بازوؤں کو اپنے دونوں پہلوؤں سے دور رکھے۔ ان اعضاء کو زمین پر نہ پھیلائے، تاکہ ہر ایک عضو، عبودیت سے محفوظ ہو جائے، یہی وجہ ہے جب انسان سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک کنارہ میں الگ ہو کر زارت و روتا ہے، اور زبان سے کہتا ہے یا ویلی! ہائے بلاکت! مجھے ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا سجدہ کی وجہ سے جنت لے گیا اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا میں نافرمانی کی وہ سے آگ میں جلا گیا۔

**اہل سجدہ کی شان** | اللہ تعالیٰ نے سجدہ کرنے والوں کی یوں تعریف کی ہے۔  
 یحسبون سجداً، ربانی کلام منکر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں سجدہ نہ کرنے والوں کی مذمت کی ہے! اسی بنا پر وجوب سجدہ کی دلیل کے قابل ہے اسی کو دلیل بنایا ہے!

**ساحران فرعون اور سجدہ** | ساحران فرعون نے صدق موسیٰؑ اور کذب فرعون کا علم پایا تو خسرو اسجداً، سجدہ میں گر گئے۔

**نتیجہ** | یہ سجدہ ان کی ابتدائی سعادت اور عفران، بخشش کا باعث تھا کیونکہ انہوں نے اپنی تمام نمریں جادو میں فنا کر دی تھیں، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی سجدہ ریزی کی ہے: وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ يَنۢفَخُوْنَ رُەسُۙهُمۡ مِنْ فُەرُەقٍۭ مَّعۡرُەومٍ۔

آسمانوں اور زمین کی تمام اشیاء چوپائے، فرشتے سجدہ کرتے ہیں، تکبر نہیں کرتے اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں۔

**اطلاع** اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں آگاہ کیا کہ سماوی اور راضی اشیاء کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ علو میں ہے اور فوق میں، اس کی تعظیم اور جلال کے لئے سجدہ کرتے ہیں۔

۲۱ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَاشْجَرٌ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَن يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَفَعْلٌ مَّا يَشَاءُ۔

کیا تو نے دیکھا نہیں اللہ تعالیٰ کو آسمانی اور ارضی اشیاء سجدہ کرتی ہیں، سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے، بے شمار لوگ، بے شمار ایسے ہیں ان پر عذاب واقع ہو چکا جس کی اللہ تعالیٰ توہین کرے اسے کون عزت بخش سکتا ہے۔ اللہ اپنی مشیت پر قادر ہے۔

**ربانی خبر** عذاب کا مستحق وہ ہے جو سجدہ نہیں کرتا، ایسا انسان ترکِ سجود کی بنا پر ربانی توہین کرنے والا ہے، اس آیت میں خبر ہے کہ سجدہ نہ کرنے والا رب تعالیٰ کی تکبریم نہیں کرتا۔

**ربانی اطلاع** وَلِلّٰهِ يُسْجَدُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلًا لَّهُمْ يَالْغُدُوُّ وَالْاَصَالُ، اللہ تعالیٰ کو سماوی اور راضی اشیاء چارو ناچار اور ان کے لئے صبح اور شام سجدہ کرتے ہیں۔

**کمال انسان** عبادیت سے انسان کو کمال نصیب ہوتا ہے اور اسے عبادت کے پیش ہی ربانی قرب نصیب ہوتا ہے تو اس کے لئے نماز ہی جامع تھی جس میں عبادیت کی متفرق صفات شامل ہیں، بندے کے افضل اعمال

منزلت کے اعتبار سے اسلام سے خیمہ کے ستون کی حیثیت سے تھی، اور سجدہ اسکے فعلی ارکان سے افضل تھا، اسی راز کے تحت نماز وابستہ تھی، یہی وجہ ہے کہ نماز میں سجدہ دیگر ارکان سے کثرت سے بار بار کرنا پڑتا ہے، رکعت اور نماز کا خاتمہ اور غایت سجدہ سے کیا، سجدہ کا حکم رکوع کے بعد دیا کیونکہ سجدہ کا مقدمہ ہے، سجدہ میں اسی مناسبت سے سبحان ربی الاعلیٰ کا حکم دیا، یہ تسبیح سجدہ کی افضل ترین ہے! آپؐ نے بھی حکم دیا کہ اجْعَلُوْهَا فِیْ سَبْعُوْدٍ کَمَا اس تسبیح کو سجدہ میں ادا کرو، جس نے سجدہ قصد ترک کر دیا، اس کی نماز اکثر علماء کے ہاں باطل ہے، یہی قول امام احمدؒ کا ہے!

یہ نماز اس لئے باطل ہے کہ اس نے ربانی حکم کی تعمیل نہیں کی، سجدہ میرے سبحان ربی الاعلیٰ، کہنا ساجد کی حالت کے مناسب تھی جبکہ اس کا چہرہ اور حسن زمین ریز ہو گئے تو گویا گمراہی ہوئی حالت میں رب اعلیٰ کا ذکر کر رہا ہے، جیسا کہ وہ ربانی عظمت کو رکوع کی حالت میں خضوع کا مظاہرہ کر رہا تھا! انسان اپنے رب کی پاکیزگی، عظمت اور علو سے اس انداز میں بیان کر رہا ہے اس کا اور کوئی لائق نہیں، سجدہ میں تکرار اس بات کا تقاضا کرتا تھا،

دو سجدوں میں تھوڑا وقفہ کیا جائے، اس رکن کے وقفہ میں مناسبت حال کے پیشہ دعار، کو مشروع کیا! اس دعار میں بندے کا سوال مغفرت، رحمت، ہدایت، عافیت، اور رزق پر مشتمل تھی، اس میں دنیا اور آخرت کی کشش تھی، دنیا اور آخرت کی شر سے نفرت، رحمت خیر سے حاصل ہوتی اور مغفرت شر سے بچاتی ہے اور ہدایت اس مقام میں پہنچاتی ہے! رزق سے مطلوب بدن کا توام کھانے اور پینے سے ہوتا ہے، جیسا کہ روح کا توام علم اور ایمان سے ہوتا ہے۔

سجدتین میں جلسہ، وقف کا محل دعار تھا، کیونکہ اس سے پہلے ربانی رحمت، شفاء اور خضوع کا ذکر ہو چکا تھا۔ جو ذریعہ دعار کرنے والے کا، حاجت کیلئے یہ مقدمہ ہے

سَلَامٌ عَلَیْہِمْ اَخْسَرُ لٰی رَامِحْسَنٰی، وَعَافٰی، وَارْزَقٰنِیْ، وَاجْعَلْ لِّیْ ذَاہِدًا فِیْ مَا بَدَاؤُد، وَتَقْدِیْ، اَبِیْنَ مَاہِرًا حَکَمًا۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۸۷۔

کیونکہ سجدہ رکن ہے اور اس میں دُعا سے اسجدہ رکنِ رغبت کے لئے معافی مغفرت اور عافیت کے لئے بنادیا گیا۔ جب انسان نے قیام کیا تو اس میں — حمد، ثناء، مجد، بیان کیا، پھر اس نے خضوع میں رب تعالیٰ کی تعظیم اور پاکیزگی بیان کی، ”سبحان ربی العظیم“، غایت خضوع، تذلل، اور استکانت سے کامل کر دیا، باقی بندے کا سوال حاجت، معذرت، تنسّل، باقی رہا تو اسے حکم دیا کہ ربانی خدمت میں اسی حالت میں بیٹھ جائے جس طرح عاجز غلام اپنے گھٹنوں پر ٹیک لگا کر، ایسے اندازہ رہتا ہے کہ جس طرح عاجز غلام اپنے آپ کو اپنے آقا کے سامنے رغبت اور ڈر میں معذرت خواہ ہونے کے ساتھ نفسِ امارہ بالسوء کی زیادتی کا اعتراف اور غدر پیش کر رہا ہو، اس عبودیت کو بار بار حکم دیا حتیٰ کہ چار سجدے مقرر کرنے بار بار تاکید سے مطلوب مقصد کے حصول کے لئے بلیغ استکانت اور خضوع کے لئے زیادہ داعی تھا جب نماز کا رکوع اور سجدہ قرات، تسبیح، تکبیر، کامل ہو گئے، تو اسے حکم دیا کہ نماز کے آخر میں ایسے انداز سے بیٹھے جس طرح کہ ایک ذلیل، خستہ کرنے والا عاجز اپنے گھٹنوں کو سہارا لیکر بیٹھ جاتا ہے اور اس ”جلسہ“ (تسبیح) میں اکمل ترین تخلیقات اور افضل تحائف (سلام) جو انسان انسان کو ملاقات یا گھر میں داخل ہوتے وقت پیش کرتا ہے، لوگ اپنے اکابر اور بادشاہوں کو مختلف قسم کے تحیات (سلام) پیش کرتے تھے جس سے اپنے قلوب کو زندہ رکھتے تھے۔

## فلسفہ التحیات

انعم صلیحاً، تمہاری صبح نعمت والی ہو، ۲۔ لک البقاء  
والنعمۃ، تجھے زندگی اور نعمت نصیب ہووے، ۳۔  
تعیث الف عام، تو ہزار سال زندہ رہے۔

بعض لوگ اپنے اکابر اور ملوک کو سجدہ کرتے، بعض سلام کہتے، ان کے آپس میں جو سلام ہوتے تھے ان کے اکابر اس سے خوش ہوتے۔

مشرک لوگ اپنے بتوں سے محبت رکھتے۔

## تحیات مشرکین

حسن بصری فرماتے ہیں اہل جاہلیت اپنے اصنام

پر ہاتھ پھیرے اور کہتے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**، تیری زندگی دائمی ہے۔  
**اسلام کا سلام** | اسلام نے انہیں ان کو اعلیٰ قسم کے تہنیت کی تعلیم دی جو ان کے  
 ”تہنیت“ سے پاکیزہ، عمدہ، اور افضل تھی، تحیہ، یہ وہ تحفہ  
 ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو دیا گیا ہے اس میں بقا حیات، دوام ہے اس  
 قسم کا تحفہ صرف جی قیوم کے لئے خاص ہے جس پر نہ موت ہے اور نہ اس کی مملکت  
 میں زوال ہے!

**وَالصَّلَوَاتُ** | صلاۃ کا حق دار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، غیر اللہ کے لئے  
 نماز ادا کرنا عظیم ترین شرک ہے۔  
**وَالطَّيِّبَاتُ** | یہ صفت اس موصوف کی ہے جو محذوف ہے۔ الطبیات  
 من الکلمات، والافعال، والصفات، والا اسماء،  
 اور وحدۃ۔

ایسی صفت جو کلمات، افعال، صفات اور اللہ تعالیٰ واحدہ کے ناموں کے ساتھ  
 خاص نہیں، اللہ تعالیٰ بذات خود طیب ہے اس کی صفات طیب، اس کے اسما  
 تمام ناموں سے طیب ہیں چونکہ اس کا نام طیب ہے اس سے طیب ہی صادر ہوتا  
 ہے اور اس کے ہاں طیب کلمات مقبول ہوتے ہیں، اور اس کا مقرب طیب ہوگا،  
 عرضیکہ وہ سرا یا طیب ہے۔

**وَالَّذِي يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ**، اور اس کی طرف پاک کلمے پرواز کرتے ہیں  
 اس کا فعل طیب ہے عمل طیب، اس کی طرف عروج کرتا ہے۔  
**نتیجہ** | تمام طبیات اس کے لئے ہیں اور اس کی طرف نسبت کئے گئے ہیں اسی  
 سے سادہ اور اس کی طرف ان کی انتہا ہے۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللہ طیب لا یقبل  
 الا طیباً۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک کو قبول کرتا ہے۔  
 ایک حدیث میں ہے انت رب طیبین تو پاک لوگوں کا رب ہے یہ حدیث

مریض کے رم کے بارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بواہر میں ضیہیں لوگ ہوں گے، ابوہریرہؓ اہل جنت کو دیا جائے گا سلام علیکم طیبتم فادخلواھا اہل جنت پر سلام | خالدین،

تم پر سلامتی ہو عمدہ رہو، اسی میں تم ہمیشہ رہو گے پس اس میں داخل نہ جاؤ۔ طیبات طیبین کے لئے ہیں۔

نتیجہ جب اللہ تعالیٰ ہی مطلق طیب ہے تو کلمات بھی، افعال اور صفات، اسماء طیبات، سارے کے سارے اسی کے لئے ہیں، اس کا وہی مستحق ہے جو چیز بھی طیب ہوگی اسے اللہ ہی طیب کرتا ہے۔ اللہ کے علاوہ جو چیز طیب ہوگی وہ اس کے آثار پاکیزہ سے ہوگی، تو یہ نتیجہ ”اللہ تعالیٰ سوا کسی کے لئے لائق نہیں۔“

سلام بھی تحیات کی انواع سے ہے، دمسلم، سلام کرنے والا داعی تھا جو اسے سلام پیش کرے تو اللہ تعالیٰ کی ذات سلام ہے تو جن بندوں کو اس نے اپنی عبادت کے لئے خاص کیا ہے اور اپنی رضا کے لئے پسند فرمایا تو ان سے اللہ تعالیٰ نے سلام کا مطالبہ کیا۔

ابتداء میں اسی سلام کو مشروع قرار دیا اس طریقہ سے کہ التحیات میں تین کلمات کے بعد شہادتین سے شروع کیا، شہادتین، اسلام کی جابی ہیں تو خاتمہ بھی اسی جابی سے کیا! اسی میں اللہ اکبر، حمد، ثناء، تمجید، توحید ولوہیت، توحید الوہیت سے آغاز کیا۔ لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہ ورسولہ کی شہادت سے ختم کیا۔

وسط نماز | اس نتیجہ کو نماز کے درمیان میں مقرر جب دو رکعت پر زیادہ رکعت کرے گا، تو وہ جلسہ بین مسجدین میں تشبیہ ہوگی، کیونکہ اس میں جلسہ استراحت، کی طرح وقفہ، نمازی کے راحت کے لئے ہے، تاکہ دوسری دو رکعت میں طیب نفس اور قوت سے شروع کر دے بخلاف اس کے کہ پے در پے رکعات کے پڑھنے کے۔

نفل نماز کی رکعات دو دو رکعت پڑھنا ہے، اور تطوع، نفل زائد ہوں تو

چار چار رکعت ادا کرے ۔

## فصل ۳۹

کلمات تحیات (تہجد) کو نماز کے آخر میں خطبہ حاجت کے شکل میں کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے، کیونکہ نمازی جب اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو وہ اس طرح بیٹھتا ہے جس طرح کوئی رغبت کرنے والا ڈرنے والا، اللہ تعالیٰ سے ایسا عطیہ طلب کر رہا ہو جس سے بے نیازی نہیں کی جاسکتی خطبہ طلب کرنے سے قبل، کلمات تحیات، سوال کا مقدمہ ہیں، اس کے متصل درود شریف پڑھا جاتا ہے جس الٰہی نوبہ سعادت ہوگی وہ خوش بخت ہے، وحدانیت کی شہادت، اور رسول کی رسالت کی شہادت، بعدہ درود شریف، رسول کریم کی ذات گرامی پر، بعد میں اسے اختیار دیا گیا! جو نمازی کو محبت خیز و عار پسند ہے اسے اختیار کرے! یہ تیرے ذمہ حق تھا، اور یہ تیرے لئے حق تھا۔

**صلوٰۃ علی نبی** | اس کے بعد مسنون قرار دیا کہ آل پر درود شریف پڑھا جائے تاکہ تکمیل صلاۃ درود شریف کی تکمیل ہو جائے، آپ کی آنکھ کی ٹھنڈک، اور آل کی تکریم ہو جائے گی اور اہل پر درود شریف ہوگا، آپ پر اور آپ کی آل پر درود شریف پڑھا جائے۔ جس طرح آپ کے باپ ابراہیم اور آپ کی آن، اور تمام انبیاء پر جو ابراہیم کے بعد ابراہیم کی آل پر، اسی بنا پر درود مطلوب تھا، جناب رسول کریم مثل درود ابراہیم اور تمام انبیاء پر جو آپ کے اور ان کی تمام آلے مومنین پر۔ اسی بنا پر درود ابراہیمی اکمل اور افضل ترین جس کا آپ پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

**استعاذہ** | درود شریف کے بعد نمازی کو حکم دیا گیا، وہ شر کے مرکزی اوصاف سے پناہ مانگے، شر عذاب آخرت ہوگا یا اس کا سبب بنے گا، شر حقیقت میں عذاب اور اس کے اسباب ہیں۔



**عذاب کی اقسام** | عذاب کی دو اقسام ہیں۔ ۱۔ عذاب برزخ، ۲۔ عذاب آخرت۔ اس کے سبب میں فتنہ جہاس کی بھی دو اقسام ہیں، اکبریٰ،

۲۔ صغریٰ۔

(۱) اکبریٰ :- فتنہ دجال اور فتنہ ممات، (مرنے والے کا) (۲) صغریٰ زندہ کا فتنہ جس کا تذکرہ توبہ سے ممکن ہے۔ ہاں ممات اور دجال کا فتنہ اس میں پڑنے والا کسی صورت تدارک نہیں کر سکتا !

**دُعائے** | استغفار کے بعد نمازی دنیا اور آخرت کی پسندیدہ دعا کو کرنے کا حکم دیا۔ سلام سے قبل دعا کو نا افضل سے بالنبیٰ سلام کے بعد دعا کرنے کے قبل سلام دعا شرف قبولیت کے لئے زیادہ نفع مند ہے۔

**الدعاینبوی** | جناب رسول کریم کی تمام دعائیں نماز کے اول تا آخر میں تھی، نماز کے افتتاح میں مختلف اذکار کی دعائیں کرتے رکوع اور بعد رکوع اور بعد سر اٹھانے کے سجدہ میں اور بین سجدہ میں تشریف میں سلام پھیرنے قبل۔

**دُعایصدیق** | جناب رسول کریم نے ابوبکرؓ کو نماز کے لئے دعا کی تعلیم دی، جو نماز میں دعا کرتے تھے۔

**دُعایحسن** | حسن بن علیؓ کو دعا کی تعلیم دی جو قنوت وتر میں دعا کر کے کرتے تھے۔

**قنوت نازلہ** | جناب رسول کریمؐ جب کسی کے لئے دعا یا بد دعا کرتے تو نماز میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ کرتے۔

**نماز کا قرب** | نمازی سلام سے قبل ربانی دربار میں مناجات کے محل اور قرب حضورؐ میں ہوتا ہے اس لئے اس کا اسی حالت اور پوزیشن میں سوال کرنا، سلام پھیرنے کے بعد سے زیادہ اقرب ہے، جناب رسول کریمؐ سے سوال کیا گیا اے اللہ عا و اسمع؟ کونسی زیادہ سنی اور قبول کی جاتی ہے؟ آپؐ نے

سَلِّ بِمَارِیْ وَکِتَابِ الصَّلَاةِ - سَلِّ مَشْکُوۃَ الْمَصَاحِفِ ج ۱ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ طَلَمْتُ نَفْسِیْ ظَلَمًا کَثِیْرًا اَوَّلًا یَغْفِرُ اللّٰهُ ذُنُوۡبَ الْاِمَانِثِ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَاِرحَمْنِیْ اِنَّتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ - صحیح بخاری

جواب میں فرمایا ”اُدھی رات میں فرض نمازوں کے بعد جوف اللیل وادباس الصلوات المكتوبات“۔ دبر الصلاۃ کا معنی ہے نماز کا اخیر حصہ جسے کہتے ہیں۔ دبر الحیوان، ودبر الحائط، نماز کی پیٹھ اور دیوار کی پشت، بعض دفعہ دبر سے مراد، کس چیز کے خاتمہ کی حالت کو بھی ”دبر“ کہتے ہیں۔ ارشاد نبویؐ: ”یسبحون اللہ ویمجدونہ، ویکبرونہ، دبر کل صلاۃ ثلاثا وثلاثین“،

اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، اور حمد کرتے ہیں تبکیر کہتے ہیں ہر نماز کے بعد ۳۳ بار، (سبحان اللہ ۳۳ - الحمد للہ ۳۳، اللہ اکبر ۳۳) یہاں ”دبر“ سے مراد نماز سے فراغت ہے۔ اس کی نظیر انقضاء رجل، وقت کا ختم ہو جانا اس سے مراد فراغت لیتے ہیں اور انتہاء کسی چیز کے منتہی کو بھی ”دبر“ کہتے ہیں۔

## فصل ۷

اور تحمیل نماز، جب نمازی نماز کو پورا کر لیتا ہے تو ”سلام“ خاتمہ نماز بر سلام نماز کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے۔ سلام سے نمازی سے فارغ جس

طرح حاجی حج سے حلال ہو جاتا ہے امام کے سلام پھیرنے سے نمازی بھی سلام سے فارغ ہو جائیں گے اس میں امام اور نمازی دونوں دعا میں شریک ہوں گے پھر یہ ہر ایک نمازی کو حکم دیا گیا کہ وہ نماز سے حلال ہونے کے لئے سلام پھیریں، اس طریقہ سے اور کوئی احسن طریقہ تحمیل نماز کے لئے نہیں تھا۔ جس طرح تبکیر تحریمہ، کہتے ”اللہ اکبر“، لفظ اللہ اکبر کا اس لئے انتخاب کیا، کیونکہ اس میں ہر کمال کا ثبوت اکمل طریقہ سے جمع تھا۔ اور ہر نقص اور عیب۔ کی پاکیزگی مطلوب تھی۔

”اللہ اکبر“، انفرادی شکل میں لانا اور اس لفظ سے مخصوص کرنا اور تعظیم اور اجلال کی بنا پر، اللہ اکبر میں، افعال نماز، اقوال نماز، شکل (ہئیت) نماز، کی تفصیل شامل ہے تحریمہا التحمیل، (مشکوٰۃ) تحریم نماز اللہ اکبر اور تحمیل نماز السلام علیکم، نہ السلام علیہم و آلہم

تھی، نماز ساری کی ساری ”اللہ اکبر“ کے مضمون کی تفصیل تھی، اس سے کوئی لفظ کی قسم تحریمہ کو شامل ہو سکتی تھی، کیونکہ اس میں اخلاص اور توحید بدرجہ اتم موجود ہے! تحلیل نماز (السلام علیکم رحمۃ اللہ) کو شامل تھی، انہوں نے احسان کو نماز کا افتتاح اخلاص کر دیا ”اللہ اکبر“ سے اور خاتمہ احسان السلام علیکم رحمۃ اللہ سے کر دیا۔

## فصل ۴۱

**مکملون للصلوة** (جو لوگ نماز کو کامل کرتے ہیں) وہ کہتے ہیں کہ نماز کی وضع اسی طرح پر ہے جس کا حصول ان مقاصد کے علاوہ حاصل نہیں ہو سکتا، جو کچھ ہم نے بیان کیا یہ ایک جزیرہ معمولی سا حصہ ہے حقیقت نماز یہ ہے کہ اس اکمال، اتمام، اور وقفہ ہووے جیسا کہ جناب رسول کریم ﷺ کا طرز نماز تھا، نماز میں اکمال اور اتمام، تخفیف، عجلت سے نہیں ہو سکتا تھا، کوئے کی طرح امام اور مقتدیوں کا ٹھونگے مارنا حصول کے مقاصد سے قاصر ہوگا جو انسان چاہتا ہے کہ نماز نبوی ﷺ خاص طور پر یاد کرے تو اسے اپنی نماز میں خوب تطویل، ارکان سکون اور اطمینان سے ادا کرنے چاہئیں، جو نماز ”حرج“، خوف اور قصر، مرض وغیرہ اس پر موقوف نہیں،

اور تمہارا یہ استدلال کہ احادیث میں ایجاز کا حکم پایا جاتا ہے اس کی تفصیل ہم نے گذشتہ اوراق میں بیان کر دی ہے کہ ایجاز اور تطویل کا مقصد لطیف کیا تھا۔ رہا آپ کا فقرہ نماز میں معوز تین پڑھنا، وہ حالت سفر میں تھا، جس طرح کہ حدیث میں اس کی صراحت مذکور ہے، کیونکہ مسافر کے لئے رعایت کا حکم موجود ہے کیونکہ مسافر پر قصر نماز واجب ہے، سفر کی تکلیف کے پیش اسے رعایت سے نواز گیا۔

آپ صرف فجر کی نماز میں ساٹھ سے سو تک ایات پڑھتے رہے رہا ملے  
 آپ کا فجر کی نماز میں سورۃ نکو یہ پڑھنا اگر سفر میں تھا تو وہ دلیل نہیں پیش کی جاسکتی  
 اور اگر حضر کی نماز کا مسئلہ تھا، تو آپ سے مروی ہے کہ فجر میں ساٹھ سے تو تک ایات  
 پڑھتے تھے سورۃ فاتحہ اور دیگر اس صرح کی سورتوں کا پڑھنا بھی فجر کی نماز میں ثابت  
 ہے، اور یہ بھی ثابت ہے آپ کسی عارف کی بنا پر نماز میں تخفیف کر دیتے تھے جس طرح  
 کہ آپ نے نماز میں بچے کے رونے کی آواز سنتے ہی نماز تخفیف کر دی تاکہ بچہ کی دلدادہ  
 کسی صدمہ کا شکار نہ ہو جائے، اربا مسند میں کہ آپ رکوع اور سجدہ میں تین یا تیس بار تسبیح  
 پڑھتے تھے تو یہ ثابت نہیں ہے۔

سعدی راوی، مجہول حال ہے۔ (ص ۹۷ کتاب الصلوۃ، ابن قیم رحمہ اللہ)  
 جناب السنن نے عمر بن عبدالعزیزؒ کی ماری کو آپ کی نماز سے تشبیہ دی، اس  
 میں رکوع میں دس تسبیحات اور سجدہ میں دس تسبیحات کا رجز، اندازہ مذکور  
 ہے۔

حضرت السنن سعدی کے علم یا اس کے چچا کے علم سے زیادہ علم رکھتے تھے۔  
 تو یہ کس طرح معلوم ہو کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس سال کامل نماز  
 پڑھتا رہا اس کا علم ناقص اس کا دل جس نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی مگر صرف ایک  
 نماز یا چند نمازیں، سعدی کا والد یا چچا مشہور صحابی ہیں سے نہیں ہیں جو ہمیشہ جناب  
 السنن، برابر بن عازبؒ، ابی سعید خدریؒ، عبداللہ بن عمرؒ، زید بن ثابتؒ، کیسے  
 پابندی سے مجلس میں شریک رہے ہوں، جنہوں نے آپ کی نماز اور مقدار نماز کا ذکر  
 کیا ہو۔ اور یہ کس طرح خیال کیا جاسکتا ہے کہ آپ رکوع بعد قیام میں اتنا کھڑے رہے  
 کہ وہم لاحق ہوا کہ شاید آپ رکوع کو ناجھول گئے ہیں، اور لطف یہ ہے کہ نماز صرف  
 تین تسبیحات پڑھتے تھے! اور قیام کو تسبیحات کی مقدار سے دو گنا، سہ گنا بنا دیا۔  
 سجدہ میں اتنا قعدہ کرنا کہ آپ بھول گئے! اور بلاشبہ کہا جاسکتا ہے آپ کا رکوع  
 سجدہ اتنا ہی آپ کا قیام بعد رکوع اور جلوس بین سجدہ میں، مساوی تھا۔ حتیٰ کہ انہوں نے  
 سورۃ نکوۃ ج ۱۔ سورۃ رکوع اور سجدہ میں ۲۴ بار تسبیح پڑھنے والی روایت کی سند صحیح نہیں ہے۔ (مترجم)

اس کی اطاعت کو کراہت پر محمول کیا اور اس شخص کا خیال بالکل لغو ہے جو طوالت کی بنا پر نماز کو باطل قرار دیتا ہے جب کہ براہ بن عازبؓ آپ کے رکوع، سجدہ کی کیفیت، قیام جتنی تھی، اور یہ کہنا کہ رکوع اور سجدہ میں ۳۰، ۳۰ یا تسبیحات کی مقدار تھی یہ محال ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپؐ نے کسی عارضہ کی بنا پر تخفیف کی ہو۔ سعدی کا چچا، یا باپ اس میں شریک ہوں، تو انہوں نے اس کا ذکر کیا ہو۔ کیونکہ بن ابی ہول کریمؓ نے فرمایا: **طَوَّلَ صَلَاةَ الرَّجُلِ مِنْ فَقْهَةٍ** اگر کسی کا انداز نہ مبالغہ کرنے اس کی فقاہت کی علامت ہے اور یہ حکم او اس نے سن لی نسبت اس پر قلت کا حکم لگایا جانے جناب رسول کریمؐ کا حکم فیصلہ حق ہے۔ آپ کے حکم کے خلاف مسند ماحل ہے صحیح مسلم نے عمار بن یاسر سے بیان کیا کہ جناب رسول کریمؐ نے فرمایا ان **طَوَّلَ صَلَاةَ الرَّجُلِ وَقَصَرَ خُطْبَتَهُ مَثْنَةٌ عَنْ فَقْهَةٍ فَاطِيلُوا الصَّلَاةَ وَأَقْصَرُوا الْخُطْبَةَ** انسان کا نماز کو لمبے انداز سے پڑھنا اور مختصر خطبہ دینا اس کی فقاہت کی دلیل ہے لہذا نماز میں قیام نہیں کیا کرو اور خطبہ میں اختصار کیا کرو (حدیث) **مَثْنَةٌ** کا معنی علامت سے اور تخفیف کرنے والے کو سارق نماز کہہ ہے۔ نماز شتابی پڑھنا نفاق کی علامت ہے سارق اس لئے کہا کہ جبکہ رکوع، سجدہ اور ارکان میں چوری کرتا تھا۔ یہ اس کی نسبیت اور فقاہت کی علامت ہوگی، صحیح ابن حبان اور سنن، نسائی میں ایک روایت عبد اللہ بن ابی اونیؓ سے یوں ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر الذکر، ویقل اللغو، ویطیل الصلاة، ویقصّر الخطبة ولا یأفف المشی مع الراجلة والمسلکین فی قضی الہ الحاجة - (نسائی) کہ جناب رسول کریمؐ ذکر زیادہ کرتے یا طل کا نہ کرتے۔ نماز لمبی پڑھتے، خطبہ مختصر دیتے بیوہ عورتوں اور مساکین کی حاجات کو پورا کرنے سے انکار نہ کرتے یہ آپ کا فعل ہے اور نماز جمعہ یہ آپ کا قول ہے! جیسا کہ جمعہ کی نماز میں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں، نماز جمعہ میں سورۃ جمعہ اور منافقون پڑھتے تھے۔

طہ سورۃ جمعہ اور منافقون کا پڑھنا جمعرات کی نماز میں صحیح حدیث سے ثابت نہیں، مترجم

## نتیجہ

آپ نے کبھی بھی ایسا نہیں کیا کہ ان مذکورہ سورتوں کی آخری ۲-۳ آیات جمعہ کی نماز میں پڑھنے پر اکتفا کر لیا ہو۔

افسوس کہ بے شمار خطبا نے اس سنت کو ترک کر دیا اور صرف آخری آیات سورتوں کی آیات پر اقتصار کر لیا اور افسوس کہ پوری پوری سورتیں نہیں پڑھتے۔ یعنی جمعہ اور منافقون ۲۸

**جمعہ کے روز کی نماز فجر** | جناب رسول کریم ﷺ جمعہ کے روز نماز فجر میں سورہ سجدہ پک و سورہ دھر پک پوری پوری سورہ ہر ایک رکعت میں ترتیل و ترسیل پکھڑ پکھڑ کے پڑھا کرتے تھے۔ آئمہ مساجد نے ان سورتوں کو شتابی شتابی نماز میں پڑھنا شروع کر دیا۔ ایسا کرنا امام کے لئے مکروہ ہے، یہ طریق اور اسوۂ نبی ﷺ تھا لیکن مخالفین اور تارکین سنت نے صحیح احادیث کو منسوخ کہہ کر یا اجماع کے خلاف کا دعویٰ کر کے سنت کی توہین کی۔

**اجماع کا مخالف** | تاکین سنت اجماع کے مخالف کو عیار کے نام سے یاد کرتے ہیں اگر تطویل نماز کی احادیث منسوخ ہوتی تو صرف اصحاب رسول ﷺ کو ان کا علم ہونا کیونکہ وہ احادیث کے سلسلہ میں ماہر تھے، حامیان اجماع نے ان کے اقوال اور اعمال سے حجت لی جبکہ کوئی پوزیشن جبکہ خلفاء راشدین نے تطویل نماز پر عمل کیا۔

۱۔ صدیق امت شیخ اسلام ابو بکر نے صبح کی نماز میں پوری سورہ بقرہ پڑھی آپ کی اقتداء میں بوڑھے، بچے اور حاجت مند تھے، نمازیوں نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اسے نائب رسول کا دت الشمس لم نجد نا غافلین، فرض محال سورج طلوع بھی ہو جائے تو ہم غافل نہیں ہوں گے۔

۲۔ عمر بن خطاب (فاروق) خلیفہ راشد نے فجر کی نماز میں سورہ نمل، یوسف، ہود، یونس، نبی اسرائیل، اسطرح کی سورتیں پڑھی۔

۳۔ عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ آپ ہمیں نماز تخفیف نماز کا حکم دیتے

اور آپ نماز میں سورہ صافات جماعت میں پڑھتے۔

جو آپ نے فعل کیا اس کا آپ نے حکم دیا۔

**نتیجہ** ذکر اور دعا اعتدال رکوع کی تفصیل میں گزر چکی ہے۔ آپ اتنی نماز لمبی پڑھتے بعض دفعہ وہم ہوتا کہ شاید آپ بھول گئے ہیں، اس سلسلہ میں ابو سعید کی حدیث نماز ظہر کی اول رکعت کے طوالت کے بارے میں (۱ کتاب الصلوۃ ص ۹۷)

**حیرت** ان احادیث کی موجودگی طوالت کو مکروہ قرار دینا یا ایسے امام کی اقتدار میں نماز ادا کرنا، ہم اس سلسلہ میں تفسیر طور پر کہتے ہیں جس ذات نے جناب رسول کریم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے طوالت سے نماز پڑھنے والے اقتدار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مرضیات کے عین مطابق ہے جس کی مرضی اسے اب ترک کر دے۔

رہا سعید بن عبد الرحمن بن ابی عمیر اور بہیل بن ابی امامہ کا واقعہ سیدنا انس کے پاس جانا اور ان کی اقتدار نماز ادا کرنا موصوف کا تحقیف نماز ادا کرنا ان حضرات کے اعتراض پر جواب دیا کہ یہ نماز سفر ہے اور اس حدیث کو دلیل اس لئے بنایا جاسکتا کہ اس میں راوی عبد الرحمن بن ابی عمیر منفرد ہے، افراد میں سے شبہ محمول کا ہوتا ہے، جب انس کی روایات تحقیف کے مخالف ہیں، حالانکہ وہ ساری کی ساری احادیث صحیحہ ہیں، لطف یہ کہ انس تحقیف کے متعلق کیسے کہہ سکتے ہیں۔ موصوف نے عمر بن عبد العزیز کی نماز کے متعلق فرمایا کہ یہ نماز، نماز نبوی کے بالکل مطابق ہے۔ اس کی تفصیل مذکورہ اور اقی میں گدر چکی ہے۔

**تفہیم** عبد الرحمن بن ابی عمیر کی روایت کردہ حدیث صحیح احادیث کی روشنی ناقابل اعتبار ہے، اگر ابن ابی عمیر کی حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو یہ بعید ہے۔ تو اسے محمول کرنا پڑے گا کہ آپ کی نماز سند باتہ پر ہوگی، فجر مغرب عشر تہیۃ المسجد وغیرہ، نہ کہ وہ نماز جو آپ ہدیش کی سے صحابہ کو پڑھا با کرتے تھے یہ بھی احادیث صحیحہ کی روشنی میں ابن ابی عمیر، کھدیش بطلان کیلئے کافی ہے



بلاشبہ کہا جاسکتا ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنت میں تخفیف کرتے۔ سیدہ سدیقہ بعض دفعہ فرمایا کرتی تھیں هل قسار فیہا بامر القس آن؟ کیا آپ نے اس میں سورۃ فاتحہ پڑھی تھی؟ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں تخفیف کرتے تھے، بعض دفعہ فجر میں متواتر تین پڑھتے تھے، بعض دفعہ فجر کی نماز میں بچے کی رونے کی آواز کی بنا پر تخفیف کرنے، مبادا کہ بچے کی والدہ تشویش کی شکار نہ ہو جائے۔

**نتیجہ** جس جگہ سنت سے تخفیف ثابت ہے وہاں تخفیف کی جائے گی اور جہاں تطویل ثابت ہے وہاں تطویل کی جائے گی، بعض دفعہ ”توسط“ راہ اعتدال نماز میں اختیار کی ہے، اس نے جس تخفیف کا انکار کیا ہے جس میں تخفیف کی شدید ضرورت کے باوجود تخفیف نہ کرے، تو یہ انداز بھی سنت کے خلاف ہے۔

رہا حدیث معاذ، افتتان انت یا اعیان، ساری نماز نے اس کلمہ سے دلیل لی ہے! افسوس کہ ان لوگوں نے حدیث کے انداز اور آخر پر غور نہیں کیا، واقعہ معاذ کی تفصیل یوں ہے، عن جابر بن عبد اللہ قال اقبل رجل بنا ضحیٰ وقد جنم اللیل فوافق معاذ لیسلی فترك ناضحیہ و اقبل الی معاذ فقرأ سورة البقرة او النساء فالطلق الرجل وبلغه ان معاذ انال منه فاتی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشکوا الیہ معاذ - فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم افتان انت؟ او قال افتان انت؟ ثلاث قرأت فلو صلیت تسبیح اسم ربك الا علی، والشمس وضحاها، واللیل اذا یغشی، فانه یصلی وراءک الکبیر والضعیف وذو الحاجة -

(رواہ البخاری ومسلم، ولفظہ للبخاری)

ایک آدمی دو اونٹنیوں، آپ پاشی والی بیکڑ بھلی ہوئی رات میں لایا، اور انہیں معاذ نماز پڑھ رہے تھے، اونٹنیوں کو چھوڑ کر نماز میں داخل ہو گیا، امام معاذ نے نماز میں سورۃ بقرہ، یا سورۃ نسا پڑھنی شروع کر دی،

نماز سے فارغ ہو کر اس صاحب نے جناب رسول کریم کو اس تکلیف کا ذکر کیا جو آپ کو معاذ سے پہنچی تھی، آپ نے سنتے ہی فرمایا معاذ کیا تو فتنہ برپا کرتا ہے یا فتنہ برپا کرنے والا ہے، آپ نے یہ کلمہ تین بار دہرایا، اور ساتھ ہی فرمایا تو نے نماز میں سورۃ اعلیٰ، والشمس وضحاہ، واللیل از ایضی، کیوں نہ پڑھیں، جبکہ تیری اقتدا میں بوڑھے، کمزور، اور حاجت مند نماز پڑھتے ہیں، (بخاری و مسلم)

دوسری حدیث میں اس کی تفصیل یوں ہے، کہ معاذ رضی اللہ عنہ کی امامت امامت کو رہے تھے، حزام نامی شخص کا پر وگرام تھا کہ کھجوروں کے درختوں کو پانی دے، تو وہ مسجد میں داخل ہوا، اس نے معاذ کو لمبی نماز پڑھاتے دیکھا تو اپنی نماز مختصر کر کے الگ ہو کر اپنی کھجوروں کو پانی دینا شروع کر دیا، معاذ جب نماز سے فارغ ہوئے تو موصوف سے کہا گیا کہ حزام نے نماز باجماعت ادا نہ کی، موصوف نے فرمایا کہ حزام اندہ لمانفق، وہ منافق ہے کہ وہ کھجور کے درخت کو پانی پلانے کی خاطر نماز عجلت سے ادا کر گیا ہے، جناب حزام جناب رسول کریم کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگے، معاذ بھی یہاں موجود تھے، کہ میں نے اپنی کھجوروں کو پانی پلانے کا پر وگرام بنایا تھا مسجد میں داخل ہوا تاکہ قوم کے ساتھ نماز ادا کروں جب امام نے نماز میں طوالت کی تو میں نے اپنی نماز تخفیف کر کے ادا کر لی، اور کھجوروں کو پانی دینے چلا گیا، امام نے میرے متعلق منافقت کا زعم فرمایا، آپ نے سنتے ہی معاذ کو مخاطب ہو کر فرمایا: افتان انت یا معاذ؟ کیا تو لوگوں میں فتنہ ڈالنا چاہتا ہے (معلوم ہو کہ جو امام مقتدیہ کے حالات سے بے نیاز ہو کر نماز پڑھتا ہے، مفتنی، فتنہ باز ہے) آئندہ ان کو ایسی لمبی نماز نہ پڑھانا، نماز میں سورۃ اعلیٰ، والشمس وضحاہ، اس جیسی دیگر سورتیں، پڑھایا کرو، مسند احمد، معاذ بن رفاعہ انصاری، بیان کرتے ہیں کہ بنو سلمہ کا سید نامی شخص جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاکر عرض کرنے لگا، کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اس وقت نماز پڑھانے آتا ہے جبکہ ہم دن کے کاروبار کی تھکاوٹ کے پیش

سوئے ہوئے جوتے ہیں، اس وقت معاذ خدا اذان دیتا ہے تو ہم نماز میں حاضر ہوتے ہیں تو موصوف نماز لمبی کر کے پڑھاتا ہے، آپ نے سنتے ہی معاذ کو فرمایا لا تکن فتانا! معاذ فتنہ پرور بن! اما ان تقصی معی راقا ان تخفف علی قومک، دوسو رتوں میں ایک اختیار کر یا میری قنڈا میں نماز پڑھا کر، یا اپنی قوم کو ملکی ملکی نماز پڑھایا کر، بعدہ آپ سلیم کو مخاطب ہو کر فرمایا جو تیرے پاس قرآن سے آسان ہے اسے پڑھ لیا کر، سلیم نے جواب میں کہا! میں جنت کا سوال کرتا ہوں یا میں جنت کا سوال کرتا ہوں، اعدو بھہن الناس، اور آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔

واللہ ما احسن۔ نذ نذک ولا نذ نذہ عاذ!

اللہ کی قسم سلیم کا انداز معاذ کے انداز سے احسن ترین ہے! جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معاذ کیا تو قصیدہ نذ نذی، میرا طریقہ اور سلیم کا طریقہ پسند کرتا ہے۔ ہاں ہم بھی جنت کا سوال کرتے ہیں اور آگ سے پناہ مانگتے ہیں، سلیم نے جواب دیا کل تم مشاہدہ کر لو گے جبکہ لوگ میدان احد میں شرکت کریں گے، سلیم مجاہد بن احد میں شریک ہو کر جام شہادت نوش کر بیٹھا! رحمہ اللہ علیہ، (امام احمد)

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ معاذ نے اپنے اصحاب کو عشاء کی نماز سورۃ قیامت سے پڑھائی تو ایک انسان نماز کی فراغت سے قبل اپنی نماز پڑھ کر چلا گیا! تو معاذ نے اس شخص کے متعلق شدت آمیز کلمات فرمائے! اس شخص نے اپنے فعل کی معذرت جناب رسول کریم کے ہاں یوں کی کہ میں اپنے کھجوروں میں کام کرتا ہوں مجھے پانی کے ضائع ہونے کا ہوش نہ تھا۔ آپ نے حضرت معاذ کو حکم دیا کہ نماز میں درویشوں کو دیکھا، اور اس جیسی سورت میں پڑھا کر۔

جناب معاذ کے اس واقعہ کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ موصوف کے واقعہ میں نتیجہ ٹکرا رہا ہے بار بار بیان کیا گیا، اور یہ جواب مقصد سے بہت دور ہے، کیونکہ معاذ رضی اللہ عنہ میں تفقہ رکھتے تھے، اس سے جیدہ عمدہ جواب یہ ہے کہ موصوف نے پہلی رکعت میں سورۃ بقرہ، دوسری رکعت میں سورۃ قمر پڑھی،

جس نے پہلی رکعت کی قرأت سنی اس نے سورۃ بقرہ کا ذکر کیا، جس نے دوسری رکعت کی قرأت سنی اس نے سورۃ "القمر" کا ذکر کیا، صحیحین میں سورۃ بقرہ کا ذکر ہے، بعض راویوں کو شک ہے کہ سورۃ بقرہ تھی یا سورۃ نسا تھی، صحیح بخاری میں سورۃ قمر کی قرأت کا معاذ کی نماز میں ذکر نہیں، جو روایت صحیح بخاری میں ہے، وہ ادنیٰ ہے صحت کے اعتبار اور لحاظ سے! جابرؓ کی روایت میں نماز معاذ میں سورۃ بقرہ کا ذکر ہے۔ دراصل ایک ہی واقعہ، جابرؓ نے ذکر کیا کہ ایک باریوں کی موصوف نے سورۃ بقرہ کی تلاوت کی! اور اس میں کوئی شک نہیں، یہ حدیث متفق علی صحیحہ ہے جسے صحیحین نے بیان کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

## فصل ۷۲

### در بیان طریق اعتدال

ان احادیث کی روشنی میں بات ثابت ہو چکی کہ تعمق و گہرائی، تنطیع، تکلف، تشدد سنی نماز میں آپ سے اور آپ کے صحابہ سے منع ہے، اور وہی انداز نماز درست ہے۔ جسے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور خلفاء راشدین کا فعل اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو گا۔ افسوس اس پر ہے جو آپ اور صحابہ کی اطاعت سے محروم ہے، نماز میں کسی قسم کا تشدد جائز نہیں اور نہ ہی غلو جائز ہے، نماز، تصویع، تقصیر اور تفریط، یہ دونوں ضلالت اور خطر ہیں، اور جہاد حق سے انحراف دین، قیام دین، اور ربانی دین سے دوری اور غلو ہے، جیسا کہ جناب علی بن ابی طالب کا ارشاد ہے :-

خیر الناس النمط الاوسط الذین یرجع الیہم الغالی یشق بہم التالی، ص ۱۱

تمام لوگوں سے وہ شخص خیر پر ہے جو راہ اعتدال اختیار کرتے ہو غلو سے دور رہتا ہے

اور دوسرا اس کی اقتدا کرتا ہے۔

ابن مبارکؒ نے حضرت علیؓ سے یوں بیان کیا ہے۔

ابن عائشہؓ بیان کرتے ہیں :- ہا امر اللہ عبادہ پامیرا لا و  
للشیطان فیہ نزغتان، فاما الی غلو واما الی تقصیر،

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جس چیز کا حکم دیا ہے اس میں شیطان کی دودھ  
حموکات (مچھوک مارنا ہے) یا غلو، زیادتی میں یا کمی کرنے میں۔

بعض سلف سے منقول ہے کہ دین اللہ بین الغالی فیہ والجا فی عندہ،  
اللہ کا دین غالی اور جانی کے مابین ہے،

اللہ تعالیٰ نے امور اوسط اختیار کرنے والوں کی مدح فرمائی ہے۔

۱۔ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ  
ذَلِكَ قَوَامًا۔

۲۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ  
فَتَقْعَدَ مَلُومًا مَحْسُورًا۔

۳۔ وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تَبْذُرْ نَبْرًا

(۱) اہل ایمان جب مال خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف (فضول خرچی) کرتے ہیں اور  
نہ ہی کجھوسی کرتے ہیں راہ اعتدال پر قائم رہتے ہیں،

(۲) اپنے ہاتھ گردن کے ساتھ معلق نہ کر، اور نہ ہی ہاتھ کو فیاضی سے کشادہ کر،  
ورد و رماندہ اور ملامت زدہ ہوگا،

(۳) اور اپنے قریبی رشتہ دار کو، مسکین کو اور مسافر کو پورا پورا حق دے اور فضول  
خرچی مت کر۔

نتیجہ | قریبی، مسکین، اور مسافر کے حق سے انحراف کرنا کجھوس "امساک" ہے

تنبیہ | فضول خرچی، ربانی رضا کے خلاف ہے۔ راہ اعتدال کرنا ربانی  
رضا ہے۔ اسی بنا پر امت کو تمام امتوں سے متوسط قرار دیا، قبلتین میں متوسط  
سلہ یعنی شیطان ربانی حکم میں ترمیم و اضافہ کا حکم دیتا رہتا ہے، (مترجم)

قبلہ دیا، متوسط سے دونوں اطراف کی دائمی طور پر حفاظت کی گئی، کیونکہ اطراف خلل انداز ہوتی ہے جیسا شاعر نے ذکر کیا ہے :

كانت الوسط المعصية فاكثرت  
بها الحوادث حتى أصبحت طرفاً  
راه وسط محفوظ ہے جس نے حوادث کے اطراف سے بچا لیا۔

اللہ تعالیٰ نے بھی راہ وسط، کو خیر امور، فرمایا ہے، رہا صحابہؓ کا نماز کی طوالت کو پسند فرمانا، قرآن، آواز، تو وہ عدم مشقت کی بنا پر تھا۔ واللہ اعلم۔  
صحابہ کرامؓ کی محبت آپؐ سے اس انداز کی تھی کہ وہ آپؐ کے حکم پر مال ہی نہیں بلکہ جانیں قربان کر دینے میں خسر محسوس کرتے تھے۔ موت سے وہ لوگ پوری پوری محبت کرتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کے بعد میں لوگ بھی قیامت تک آپؐ کی اتباع کرتے رہیں گے۔ اس اتباع میں وہ لومۃ لائم کی ملامت سے بے نیاز ہوں گے، اور کسی کی ملامت انہیں روکے گی نہیں، کہ جس سے وہ سنت سے بھٹک سکیں، اس سلسلہ میں انہیں کسی کا طعن، اور دشمنی نقصان نہ دے گی اس لئے کہ انہوں لوگوں کی رائے کو ترک کر دیا اور سنت نبویؐ کو سینہ کا ہار بنالیا۔

انہوں نے سنت کا تمکک اس انداز سے کیا کہ روگردانی کا تصور اور قرآن اور سنت کے نصوص، جن پر اس انداز سے پیش کی گئیں جس طرح سلطان پر لشکر پیش کیا جاتا ہے تو انہوں نے قرآن و سنت کے نصوص کو تاویل کی مختلف انواع سے بڑھی لطافت سے رو کر دیا! مختلف حیلہ سازیوں سے کہا کہ یہ حدیث متروک ہے (نا قابل عمل) کبھی منسوخ کا جہانہ بنا کر انکار کر دیا، کبھی یوں کہا کہ حدیث نافع کا علم نہیں ہے، کبھی کہہ دیا کہ ہمارا مقتدر حدیث پر خوب نظر رکھتا تھا، یہ وہ فرق ہے احادیث کے پیروکاروں اور اجماع کے قائلین میں، اصحاب سنن حدیث کے مشتاق اصحابؓ اسے سنن کے مخالف رہے۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب اطاعت اور اتباع کی اکٹھوں سے  
سیدنا عمرؓ کا اصحابؓ رائے کے بارے میں قول ہے کہ اصحاب لائم اعداء السنن۔ رائے والے حضرات سنت کے

آپ کا وجود غائب ہے لیکن وہ اپنے ارشادات کی روشنی میں راہ مستقیم پر گامزن ہے ص ۱۱۷

## فصل ۲۳

### نقشہ نماز نبویؐ

اس فصل میں آپؐ کی نماز و اللہ اکبر سے تا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا مفصل تذکرہ موجود ہے اس کے بعد سالک کو اختیار ہے جو چاہے راستہ پسند کرے۔

**طریقہ نماز نبویؐ** | جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، نماز میں قبلہ رخ جائے نماز میں قیام کرتے۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کانوں کی نوک کو نیچے اٹھانے کے ساتھ انگلیوں کے اطراف کو قبلہ رخ پھیلا لیتے اور زبان سے کلمہ ”اللہ اکبر“ بغیر نوبت اصلی کذا و کذا مستقبل القبلة اربع رکعات فرضیۃ الوقت اداء اللہ تعالیٰ اماھا، ولا کلمۃ واحد من ذلک مجموع صلاۃ من اولہا الی آخرھا! ص ۱۱۹

اس طرز سے کہ نہ نماز کی اور قبلہ رخ، تعداد رکعات، فرض نماز یا نفل نماز اور امام نماز فرضہ باری تعالیٰ کی ادائیگی کی نیت کے بغیر کہتے، حتیٰ کہ صحابہ نے آپؐ کی نماز کی حرکات، سکناات اور پوری شکل (ہئیت) نماز منقول ہے حتیٰ کہ آپؐ اضطراب لپیہ فی الصلاۃ آپؐ کی نماز میں ڈاڑھی کی حرکت کو نقل کرتے ہیں۔ اگر نیت کا زبان سے ادا کرنا منقول ہوتا تو ضرور بضرور بیان کرنے میں بخل نہ کرتے صحابہؓ نے یہ بھی بتایا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی کو نماز میں کبھی اٹھا لیتے اور کبھی زمین پر بیٹھا لیتے، عدم ترک نیت کا صحابہ کا جم غفیر کیسے اتفاق کر سکتا ہے،

سلۃ نیت کا معنی ارادہ ہے اور یہ فعل دل ہے ذکر زبان روحانی غذا نماز کی خوراک ہے جیسا کہ اہل فہم کے مشروبات مطعمومات جسمانی غذا ہیں انکا ارادہ بھی دل سے ہوتا ہے زبان سے صرف روع کی ہدایت کو ختم کرنے کے لئے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا جاتا ہے نہ گوشت و خیرہ کا نام لیا جاتا ہے نہ تمجید



اگر زبان سے نیت کا اظہار شعار نماز کا دخول ہوتا تو وہ کیسے انکار کرتے! لعنہ اللہ! اللہ کی قسم اگر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نیت کا زبان سے اظہار کرنا ثابت ہوتا تو ہم سب سے پہلے اس فعل نبوی کی اقتدار میں پیش پیش ہوتے۔  
۲۔ وائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھ کر سینہ پر ”علیٰ صدرک“ دونوں ہاتھ رکھتے۔

۱۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ۞

یا اللہ! ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں تیرا نام بابرکت اور تیری بزرگی بندو بالا تیرے علاوہ کو عبادت کا حق دار نہیں۔

۲۔ اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ حَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْ حَطَايَايَ كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الزَّيْتُ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ حَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالتَّلَجِ وَالْبَرْدِ ۞  
یا اللہ! میرے اور میرے گناہوں میں دوری کر دے جس طرح تو مشرق اور مغرب میں دوری کی ہے، یا اللہ! میرے گناہوں کو اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، یا اللہ! میرے گناہوں کو دھو دے پانی، برف اور اوسے سے۔

۳۔ گاہے گاہے! وَجْهَتُ وَجْهِي لِلَّذِي قَطَرَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ حَيْنًا وَهَآ أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنِّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبَدَلُكَ أَصْرَتُ وَأَنَا أَقْلُ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَأَعْظُرْ بِي ذُنُوبِي جَمِيعًا لَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ إِلَّا أَنْتَ وَأَهْدِ بِي إِلَى حَسَنِ الْإِخْلَاقِ لَا يَهْدِي إِلَّا حُسْنُهَا إِلَّا أَنْتَ وَأَصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبِيتُكَ وَسَعْدُوكَ وَالْخَيْرُ

سلم مشکوٰۃ بروج المرام مصنف عبد الرزاق بن حازم ابن عمر المیر۔ ۷۸ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۷۷

(۳) میں نے اپنا چہرہ یکسوئی سے اس ذات کی طرف متوجہ کیا جو آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے، میں مشرک نہیں ہوں، تحقیق میری نماز، قربانی، عبادت، زندگی اور موت، اللہ رب العالمین کے لئے خاص ہے! مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

(۴) یا اللہ! تو بادشاہ ہے تو ہی معبود حقیقی ہے! میں تیرا بندہ ہوں (میرا جسم اور صلیح حاضر ہے) میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور گناہ کا معترف ہوں! اللہ! میرے تمام گناہوں کو بخش دے، تیرے علاوہ کوئی ان کو بخش نہیں سکتا! یا اللہ مجھے حسن اخلاق کی راہ بتا حسن اخلاق کی راہ تیرے علاوہ کوئی نہیں بتاتا، اور مجھے بری حرکات سے بچا! یا اللہ! میں ہر حالت میں حاضر، میں تیری خیر کا طالب ہوں جو تیرے ہاتھوں میں ہے۔ اور شر (برائی) سے پناہ مانگتا ہوں جس سے تو خوش نہیں ہوتا، میں تیری ذات سے تعلق رکھتا ہوں اور میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں، تیری ذات بابرکت ہے اور ذات بلند و بالا ہے۔ میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں، اور تیرے طرف رجوع کرتا ہوں۔

نوافل میں افتتاح نماز کے وظا

(۱۰) وَجْهَتْ وَجْهِيْ يَوْمَ عَارِپٍ تَعْبِدُ كِي نَازِيْمِيں گاہے گاہے پڑھا کرتے تھے بعض دفعہ شب کی نازی میں۔

۴- اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا،  
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا.

اللہ بہت بڑا ہے ۲ بار، تمام تعریفیں کثرت سے اللہ کے لئے ہیں،  
دو بار پڑھا کرے۔

۵۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ،  
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ۴  
اللہ کی ذات اکبر ہے، دوبار، نہیں کوئی معبود مگر تو ہی۔ دوبار، اللہ  
تعالیٰ کی ذات اپنی حمد سے پاک ہے دوبار۔

و اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ  
بہ میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔  
(ب) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ نَّفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمَزِهِ ۴۔  
میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، اس کے جادو، تکبر، اور  
وسوسے سے۔

ث اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَهَمَزِهِ وَنَفْخِهِ  
وَنَفْثِهِ۔  
یا اللہ میں تیری ذات سے شیطان مردود کی پناہ میں آتا ہوں، اس کے  
تکبر، جادو، اور وسوسے سے۔

سورة فاتحہ پڑھتے، اگر نماز جبری ہوتی تو قراۃ بلند آواز سے پڑھتے؛  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بلند آواز سے نہ پڑھتے (بعض دفعہ ایسا معلوم  
ہوتا تھا کیا آپ نے بسم اللہ پڑھی ہے یا کہ نہ!)  
آپ کی نماز میں قراۃ وقف سے ہوتی تھی، رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پھر وقف  
کرتے پھر الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے وقف کرتے پھر حَالِکَ یَوْمِ الدِّیْنِ  
ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے، الرَّحْمٰنِ میں مَد کرتے یعنی کھینچ کے پڑھتے۔ اسی طرح  
الرَّحِيْمِ پڑھتے حَالِکَ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھتے۔

سورة فاتحہ کے آخر میں اٰمِیْن کہتے (یا اللہ میری دعا قبول کرے)  
۱۔ نماز تہجد کے آغاز سے قبل سورة آل عمران کا آخری رکوع ان فی خالق السموات پڑھتے اور  
ساتھ ہی دُش بار سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَدھ بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، دُش بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، دُش بار  
الْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھنے کے بعد نماز شروع کرتے، (الکثیر)

امین باواز بلند کہتے اور کھینچ کر پڑھتے تھے، اور نماز بھی باواز بلند پڑھتے، جس سے مسجد گونج اٹھتی،

روایات میں اختلاف ہے کیا آپ سورۃ فاتحہ اور سورۃ میں خاموش رہتے تھے یا پوری قرأت کے بعد سکتہ (خاموشی کرتے تھے)۔

یونس النضر اور سمروہ رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے دو سکتات محفوظ کئے، ۱۔ سکتہ، جب امام اللہ اکبر کہنا سنی کہ سورۃ پڑھتے، سکتہ، جب سورۃ فاتحہ سے فارغ ہوتے۔

۲۔ سکتہ، رکوع کے وقت، ابی بن لعب نے اس کی تصدیق کی، اشعث عمران نے حسن کی موافقت کی کہ ایک سکتہ جب نماز شروع کرتے اور ایک سکتہ جب پوری قرأت سے فارغ ہوتے (قبل رکوع)

قتادہ رضی اللہ عنہ سے حسن کے ان سکتات کی مخالفت کی ہے،  
۱۔ سکتہ جس وقت اللہ اکبر کہتے۔ ۲۔ دوسرا سکتہ جب غیور المغضوب علیہ صلوٰۃ الصلاۃ کی قرأت سے فارغ ہوتے۔

یہ سکتہ سمروہ سے محفوظ ہے جس کا عمران بن حصین نے انکار کیا، ان سکتات کے متعلق ابی یوسف کو تحریر کیا گیا۔ تو موصوف نے جواب دیا کہ سمروہ کی روایت محفوظ ہے۔

سمروہ رضی اللہ عنہ سے جناب رسول کریم کے دو سکتات، منقول ہیں۔  
۱۔ ایک سکتہ جب نماز میں داخل ہوئے۔ ۲۔ دوسرا سکتہ جب قرأت سے فارغ ہوتے۔ پھر اس کے بعد غیور المغضوب علیہ صلوٰۃ الصلاۃ کہتے۔

احادیث متفقہ | تمام احادیث سے ثابت ہے کہ صرف آپ کے دو سکتات تھے۔

۱۔ سکتہ افتتاح۔ ۲۔ دوسرے سکتہ میں اختلاف ہے۔

حتیٰ کہ صحابہ بھی آپ کی اقتدار میں سورۃ فاتحہ پڑھ لیتے، سکوت کے سلسلہ میں سابقہ حیثیت ہے جس میں سکنت کا اختلاف ہے۔ اور اگر اس مقام پر طویل سکنت ہو تا جس میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی تو صحابہؓ پھر کبھی بھی مخفی نہ رہتا، تو وہ یقیناً اس کا علم رکھتے تو سکنت افتتاح سے زیادہ اہمیت دیتے۔

۵۔ سورۃ فاتحہ کے ساتھ تین طرح کی سورۃ ملا تے، ۱۔ طویل، ۲۔ قصیر، ۳۔ متوسط، گا ہے گا ہے۔ طویل سورتیں، چھوٹی سورتیں، اور درمیانی سورتیں پڑھتے ہیں۔ سابقہ اوراق میں تفصیل گزر چکی ہے۔ آپ نے کبھی بھی نہ درمیانی سورت سے نہ آخر سورت سے قرأت شروع کرتے تھے۔ بلکہ اکثر حالات میں بلا عذر پوری پوری سورت پڑھتے تھے۔ کبھی اس حالت میں اقتصار کرتے کہ کچھ حصہ پہلی سورۃ میں باقی حصہ دوسری رکعت میں پڑھتے تھے فرض نمازوں میں آپ نے ایسا نہ کیا، ہاں گا ہے گا ہے سنت فجر کی دو رکعتوں میں ایک سورت سے آیت پڑھتے یا اس کی آخری آیت پڑھتے۔

بسم الله الرحمن الرحيم، الحمد لله رب العالمين<sup>٢</sup>، الرحمن الرحيم، حالت  
يوم الدين<sup>٣</sup>، اياك نعبد و اياك نستعين<sup>٤</sup>، اهدنا الصراط المستقيم<sup>٥</sup>، صراط الذين  
انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين<sup>٦</sup>۔

سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں پہلی آیات بسم اللہ الرحمن الرحیم، نماز میں سورۃ فاتحہ میں یا مگر سورۃ فاتی میں بسم اللہ نہ پڑھنا ۱۱۲ آیات کا انکار کیا ہے جو کھڑکرو مستلزم ہے اللہ تعالیٰ سنت کی مخالفت سے بچائے (آمین)

سورۃ فاتحہ کس نماز ہے کوئی نماز، ستری، بھری، کسوف، خوف، نماز جنازہ، نماز پنجگانہ، نماز تہجد، استسقاء، غرضیکہ سورۃ فاتحہ کا اطلاق ہوتا ہے اس میں انفرادی اور جماعت کی صورت میں نہ پڑھا جائے تو نماز ہرگز برکت نہ ہوگی۔ (مترجم)

سنتِ فجر میں یہ روایات :-

- ۱- قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعٖلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ اِلَّا نَفْزًا مِّنْ بَيْنِ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ (پ ال عمران)
- ۲- قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنِنَا وَبَيْنَكُمْ اِلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَخِذْ لَّعْبُضُنَا بَعْضًا اٰمَنَّا بِمَا قَدْ دَانَ اللّٰهُ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَعُولُوْا شٰهِدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (پ ال عمران)

اعلانِ فرمائیے ! اے اہل کتاب تم ایک کلمہ کی طرف آؤ جو تمہارے اور ہمارے درمیان برابر ہے کہ ہم اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں، اور ہم میں سے کوئی بھی کسی کو رب سوائے اللہ تعالیٰ کے پس اگر وہ اس کا انکار کر دیں تو گواہ رہنا ہم مسلمان ہیں۔

۳- بعض دفعہ پوری سورۃ رکعت میں پڑھتے، کبھی اس سورت کو دوسری رکعت میں دھراتے،

۴- بعض دفعہ دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھتے۔

۵- والی قرأت میں قول عائشہ رضی اللہ عنہا ہے کہ مغرب میں سورۃ اعراف دونوں رکعت میں پڑھتے۔

۶- سورۃ زمرال فجر کی دونوں رکعت میں پڑھتے، یہ دونوں احادیث سنن میں ہیں۔

۷- یعنی دو سورتوں کو ایک رکعت میں پڑھتے۔ جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے میں خوب ان نظائر کو جانتا ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرن بینہما، دو دو سورتیں ملاتے تھے۔

موصوف نے ۲۰ بیس سورتیں سورۃ مفصل سے بیان کیں۔ دو۔ دو سورتیں ایک رکعت میں۔ (صحیحین)

**قرأت فجر** | جناب رسول کریمؐ دیگر نمازوں کی نسبت فجر کی قرأت "مد" تر تیل کرتے اور لمبی نماز پڑھاتے، نماز ہفتہ گھنٹوں میں اس کی قصر چھوٹی سورۃ فاتحہ وغیرہ تھی۔

**جہر** | فجر کی نماز، مغرب کی دو رکعت اور عشاء کی دو رکعت میں قرأت با آواز بلند پڑھتے بقیہ رکعتوں اور نمازوں (ظہر، عصر) میں پوشیدہ پڑھتے، بعض دفعہ آپؐ سری نمازوں میں بھی قرأت سناتے۔

**نماز جمعہ کی فجر** | نماز جمعہ کی فجر کی نماز میں سورۃ سجدہ پانچ سورۃ دہر پانچ پوری پوری پڑھتے تھے۔ آپؐ نے کبھی بھی ایسا نہیں کیا کہ کچھ حصہ پڑھ لیا ہو ان سورتوں سے۔

**نماز جمعہ** | جمعہ کی نماز میں سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون پڑھے ان کے آخری رکوع پر اکتفاء کرتے۔ بعض دفعہ سورۃ اعلیٰ، سورۃ غاشیہ پڑھتے۔

**نماز عیدین** | عیدین (نماز عید الفطر، نماز عید الاضحیٰ) میں پوری سورۃ فاتحہ، پوری سورۃ قیامتہ، پڑھتے، ان کے آخری رکوع پر اکتفاء کرتے۔

**سری نماز** | سری نمازوں (ظہر، عصر، مغرب کی آخری رکعت) میں کبھی سورۃ سجدہ پڑھتے۔ جس میں آپؐ بھی سجدہ کرتے اور مقتدی بھی سجدہ کرتے، ظہر کی نماز میں بقدر تیس آیات (سورۃ سجدہ) بعض دفعہ سورۃ اعلیٰ، واللیل اذیضیٰ، سورۃ بروج، سورۃ طارق، اس طرح کی دیگر سورتیں، بعض دفعہ سورۃ لقمان، سورۃ زاریات، بعض دفعہ پہلی رکعت میں اتنا قیام کرتے کہ کسی آنے والے کے قدم کی آہٹ تک نہ سنتے، آپؐ ہمیشہ نماز کی پہلی رکعت میں بالنسبت دوسری رکعت کے لمبی کرتے۔

**عصر** | عصر کی نماز پہلی دو رکعت میں مقدار پندرہ آیات کے پڑھتے۔

سورۃ سجدہ اور منافقین کی حدیث میں ثابت نہیں کہ جمعرات کی عشاء کی نماز میں پڑھا جائے، مشکوٰۃ ص ۷۷



گاہے گاہے مغرب کی نمازیں سورۃ اعراف پڑھیں۔ سورۃ طور، سورۃ مرسلات، سورۃ دخان، گاہے سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص مغرب کی نماز میں پڑھتے۔ (ابن ماجہ)

یہ روایت ابن ماجہ ہی نے بیان کی ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے روایت میں وہم ہو یا ہو، کہ مغرب کی سنت میں ان دو سورتوں، کافرون، اخلاص، کو پڑھتے تھے، یا ہو سکتا ہے کہ لفظ "سنت" کا نسخہ میں لگ گیا ہو۔ یا مغرب کی نماز میں پڑھتے ہوں (واللہ اعلم) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

عشاء کی نماز میں سورۃ التین، سورۃ انشقاق پڑھتے اور سجدہ نماز عشاء خود بھی کرتے اور نمازی بھی کرتے، سورۃ الشمس وضحاہ اور اولحس طرح کی دیگر سورتیں پڑھتے۔

جب آپ قرأت سے فارغ ہو جاتے تھوڑی سی دیر خاموش ہو جاتے تاکہ سانس لے لیں۔

## فصل ۲۴

### رفع الیدین

۶۔ یرفع یدیه ! سورہ فاتحہ مع سورۃ فارغ ہونے کے بعد دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کی کونپلوں تک ہاتھ اٹھا کے لے جاتے۔

جس طرح رکوع کے لئے "اللہ اکبر" ثابت ہے اس سے کثرت کے ساتھ رفع یدین کرنا ثابت ہے، بعدہ "اللہ اکبر" کہتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے۔

اپنے دونوں ہاتھوں سے عدا مکان رکھتے، اپنی انگلیوں کو پھیلا لیتے، اپنی کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے، بعدہ اعتدال کرتے اپنے سر کو پشت کے برابر رکھتے

۱۔ سورۃ الفی سے تافق والتاس تک کے ہر سورۃ کے آخر میں اللہ اکبر کہنا سنت نہیں ہے (مستزیم)

سرکونہ اٹھاتے اور نہ ہی نیچا کرتے، اپنی ”مہصر“ پشت ہموار کر لیتے، سمیٹتے نہ پھر کہتے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ (بلا تعداد) کہتے، بعض روایات میں ہے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ پڑھتے۔

امام ابو داؤد بیان کرتے ہیں و بحمدہ کی زیادتی ثابت نہیں ہے، بعض دفعہ آپ اتنا ٹھہرتے کہ دس بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پڑھتے تھے۔ بعض دفعہ تسبیح کم و بیش بھی کہتے، بعض دفعہ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي، میں تیری حمد سے تسبیح بیان کرتا ہوں (یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے) پڑھتے۔ ۳۔ کبھی سَبِّحْ قَدْ دُوسُ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ رَبُّ بَہت ہی پاک فرشتوں اور جبرائیل کا پروردگار ہے۔

۴۔ اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اَمْنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ عَزَمْتُ رَبِّي، خَشَعْتُ قَلْبِي، وَسَمِعْتُ وَبَصَرِي، وَدُمِي، وَلَحْمِي، وَعَظْمِي وَعَصْبِي اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ - (مشکوٰۃ ص ۷)

یا اللہ! تیرے لئے رکوع کیا تجھ پر ایمان لایا، تیرے تابع ہوا، تجھ پر بھروسہ کیا، تو میرا رب ہے۔ میرا دل تیرے تابع ہو، میرا کان میری آنکھ میرا خون، میرا گوشت، میری ہڈی، میرے پٹھے رب کے ہاں خشوع ریز ہیں۔ ۵۔ سُبْحَانَ ذِي الْجَبُوتِ وَالْمَلَكُوتِ، وَالْكِبْرِيَا وَالْعَظَمَةِ سَلَامٌ نَزَالِي زَاتِ غَلْبَةٍ اَوْ رِبَادِ شَاهِدَتِ وَالَا۔ کبریا، اور عظمت والا۔

آپ رکوع قیام کے مناسبت کرتے، طوالت اور اختصار میں نتیجہ | راہ اعتدال اختیار کرتے، جو کہ احادیث میں ثابت ہے۔

## فصل ۲۵

مشکوٰۃ ص ۷

رکوع سے سر اٹھانا | رکوع سے سر اٹھاتے ہی سمع اللہ لمن خدعہ، لہ رہات ملیراں الفاظ میں اللہ ہر لک و بک امنت و لک امنت خضع لک سمعی و بصری دھنی

کہتے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے جس طرح کہ آپ نے رکوع کے لئے اٹھائے تھے، جب بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے تو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، مَلِ السَّمٰوٰتِ وَمَلِ الْاَرْضِ ، وَفَعَلَ مَا شِئْتَ ، مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ اَصْلِ اِثْنَاءِ وَالْمَجْدِ ، اَحَقُّ مَا قَالِ الْعَبْدُ وَكَلَّمَكَ عَبْدُكَ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطٰی لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سَلَامٌ

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنْقِیُ التَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ التَّوْبِ (اضافہ)

**ترجمہ** | یا اللہ! ہمارے مربی۔ تیرے لئے تعریف ہے آسمانوں اور زمین کی سطح برابر اور اس کے بعد جس کو تو نے بھرا ہے تو ہی شمار اور بزرگی والا ہے۔ انسان کیا خوب کہا! ہم سب تیرے غلام (بندے) ہیں یا اللہ! جس سے تو روک لے اسے دینے والا کوئی نہیں، جسے تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں، تیرے ہاں کسی کا کوئی منصب کام نہیں دیتا۔ بعض روایات میں یوں ہے۔ یا اللہ! مجھے گناہوں سے پاک کر دے جس طرح میلا اور کچیل کپڑا نکھا را جا ہے۔

آپ اتنا لمبا رکوع کرتے کہ کہنے والا کہتا کہ آپ بھول گئے ہیں۔ **رکوع** | رات کی نماز میں رَبِّیُّ الْحَمْدُ رَبِّیُّ الْحَمْدُ میرے رب کی تعریف ہے دو بار۔ رات کی نماز سے تہجد کی نماز مراد ہے۔

## فصل ۲۶

رکوع سے قیام کی حالت میں اللہ اکبر کہتے ہوئے بغیر رفع الیدین کے مسجد میں جاتے، ہاتھوں سے قبل دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھتے۔

۱۵۔ مشکوٰۃ ۸۲۔ کتاب الصلوٰۃ فی الركوع۔ ۲۷ رکوع کے بعد آپ سے رفع الیدین ثابت ہے۔ ۴۰

وائل بن حجر، انسؓ سے اسی طرح منقول ہے یضع ید یدہ قبل رکنبہ۔  
ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ آپ ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھتے،

**اختلافِ آیات** | ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ارشاد نبویؐ جب کوئی  
تم سے سجدہ کرے تو وہ اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ اپنے  
دونوں ہاتھوں گھٹنوں سے پہلے رکھے۔

اور مقبری نے جناب رسول کریمؐ سے بیان کیا جب کوئی سجدہ کرے  
تو اس سے پہلے گھٹنے رکھے۔

**تعارض** | ابوہریرہؓ کی روایت مقبری کے معارض، حدیث وائل اور ابن  
عمرؓ کی میں تعارض ہوا۔

**فیصلہ** | ایک جماعت نے ابن عمرؓ کی روایت کو ترجیح دی، اور ایک  
جماعت منسوخ کی راہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ ابتدائے اسلام  
میں حکم تھا کہ ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھا جائے، پھر اسے منسوخ قرار  
دیا گیا۔

اس طریقہ کو ابن خزیمہ نے یوں ذکر کیا ہے کہ سجدہ کے وقت ہاتھوں کو رکھنا  
منسوخ ہے۔ گھٹنوں کو پہلے ہاتھوں کو رکھنے والی روایت منسوخ ہے، ایک  
ثانی طریق اسماعیل بن ابراہیم بن یحییٰ بن سلمہ ابن کھیل عن ابیہ عن سلمہ عن مصعب  
بن سعد مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ کنا نضع الیدین قبل الرکبتین  
فاہرنا بوضع الرکبتین قبل الیدین۔

ہم گھٹنوں سے قبل ہاتھ رکھتے تھے بعدہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم گھٹنوں کو  
ہاتھوں سے قبل رکھیں۔

**نتیجہ** | اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو مسئلہ شافی ہے۔

**تنقید** | یحییٰ بن سلمہ بن کھیل راوی کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں اسکے

پاس منکر، روایات ہیں۔

ابن معینؒ فرماتے ہیں لیس بشی، اس کی کوئی حیثیت نہیں اس سے حدیث نہ لکھی جاوے۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہے۔

اس واقعہ میں یحییٰ یا دیگر روایات کو دہم ہے۔ ہاں مصعب بن سعد عن ابیہ "تطبیق فی السکوع" یعنی رکوع کی حالت میں ہاتھوں کو گھٹنوں میں رکھنا کانسخ ثابت ہے اس راوی نے اس کو محفوظ نہیں رکھا۔ اس نے کہا کہ دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھنا منسوخ ہے اور جو لوگ ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھنے کے قائل ہیں۔ وہ ابن عمرؓ کی روایت کو عبید اللہ عن نافع سے صحیح قرار دیتے ہیں۔

**مذہب اہل حدیث** | ابن ابی داؤد فرماتے ہیں یہی اہل حدیث کا قول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ دیگر لوگوں زیادہ عالم تھے، کیونکہ یہ نقل محض ہے۔ اور یہی سنت ہے اسے اہل مدینہ نے ذکر کیا، کیونکہ اہل مدینہ ان مسائل سے زیادہ واقف تھے۔

ابن ابی داؤد بیان کرتے ہیں ان کی اس مسئلہ میں دو اسناد ہیں۔

۱۔ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ۔

۲۔ داروروی۔ عن عبید اللہ عن نافع عن ابی عمرؓ۔

یہ بیان کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں دائل بن حجر کی روایت دو طریق سے معلول ہے ان دونوں طریق میں شریک راوی منفرد ہے اس کے متعلق امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ شریک تفرد ہونے کے باعث قوی نہیں ہے۔

۲۔ عبد الجبار بن دائل عن ابیہ عبد الجبار نے اپنے باپ دائل کا سماع ثابت نہیں

سابقون | (جو لوگ کہتے ہیں کہ ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھنے

چاہئیں) یہ کہتے ہیں کہ حدیث وائل بن حجر، ابن عمر اور ابو ہریرہ کی حدیث سے دراثبت، زیادہ ثابت ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں کہ حدیث ابو زناد و اعرج اور ابو ہریرہ سے محمد بن عبد اللہ بن حسن کی متابعت ثابت نہیں، اور مجھے نہیں معلوم کہ ابو زناد کا سماع ثابت ہے یا کہ نہیں۔

امام خطابی فرماتے ہیں وائل بن حجر کی حدیث ابن عمر کی روایت سے دراثبت زیادہ ثابت ہے۔

ابن عمر اور ابی ہریرہ کی روایت کے متعلق بعض علماء کا زعم ہے کہ یہ منسوخ ہے اسی بنا پر امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا اور اس پر عزیز کا حکم لگایا و وائل کی حدیث کو حسن قرار دیا۔

وہ یہ جواب دیتے ہیں ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے اس طرح نماز میں نہ بیٹھے جس طرح کہ اونٹ بیٹھتا ہے، اونٹ جب بیٹھتا ہے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھتا ہے۔ اس روایت میں حجر نبی کا حکم ہے وہ ولیضیع ید یدہ قبل رکبتہ، ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھے، کے مانع نہیں ہے۔ بلکہ اس کے منافی ہے، اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ یہ زیادتی محفوظ نہ ہو، ممکن ہے کہ راویوں نے بعض الفاظ کو تبدیل کر دیا ہو۔

سابقون | کہتے ہیں اس سے دُر دیگر امور سے ترجیح ثابت ہوتی ہے  
۱۔ ابن عمر کی حدیث جسے ابو داؤد نے بیان کیا۔ نہی ان  
يعتمد الرجل على يديه في الصلاة - آپ نے منع کیا کہ جب انسان  
نماز سے گھڑا ہو، بلاشبہ جب ہاتھوں کو گھٹنوں سے لے ان پر سہارا دے  
گا، تو ایک نماز کی جزء، نماز سے زمین پر ہاتھوں پر سہارا دے گا، یہ اعتماد  
سبہ نظیر کی اعتماد ہوگی۔ سجدہ سے اٹھتے وقت جب اس سے روک  
دیا گیا تو اس کی نظیر سے بھی روک دیا گیا۔

مشکوٰۃ عربی ص ۸۷ کتاب الصلوٰۃ

۲۔ نمازی جب زمین پر جھکتا ہے تو زمین پر اس کا بھکاؤ شروع میں اُتر ہے۔ پھر اسے اُدپر، پھر اس سے اُدپر حتیٰ کہ وہ اعلیٰ تک منتہی ہو گا تو وہ اس کا چہرہ ہے۔ جب سجدہ سے سر اٹھائے گا تو اس میں اعلیٰ چیز کو پہلے اٹھائے گا۔ پھر اس سے کم حتیٰ کہ جب آخر میں اٹھائے گا تو گھٹنے اٹھائے گا

## فصل ۲۶

**سجدہ** جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سجدہ، پیشانی، ناک، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں کے اطراف پر کرتے تھے، اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کو قبضہ کر کے رکھتے تھے۔ ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے زمین پر سہارا دیتے اور کہنیوں کو اٹھا رکھتے، ساتھ ساتھ کہنیوں کو اپنے دونوں پاؤں سے دور رکھتے، حتیٰ کہ آپ کی دونوں بغلیں نظر آئیں پیٹ کو اپنے دونوں راتوں اور دونوں راتوں کو دونوں پنڈلیوں سے دور رکھتے اس حالت میں کہ پگڑی (عمامہ) کے پیچوں پر سجدہ نہ کرتے۔

ابو حمید ساعدیؒ اور دیگر مفسرین صحابہ بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے، اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں شانوں برابر اٹھاتے۔ ۳۔ جب رکوع کرتے تو ہاتھوں کو دو دونوں شانوں تک لے جاتے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھا پھر اعتدال کی راہ اختیار کرتے۔ ایسی حالت میں کہ سر اٹھاتے اور جھکاتے۔

اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے، بعد سر اٹھانے کے سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَ کا کہتے۔ پھر ہاتھ اٹھاتے برابر اس انداز سے کھڑے ہو جاتے کہ ہر عضو اپنی جگہ ہموار ہو جانا۔ پھر سجدہ ریز ہو جاتے اور اللہ اکبر کہتے، پھر اپنے بازوؤں کو پیٹ سے دور رکھتے اپنے پاؤں کی انگلیوں کو کھول لیتے،



پھر اپنے بائیں بازوؤں کو موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ٹہنی جگہ فرٹ ہو جاتی۔ پھر سجدہ میں گھر جاتے اور اللہ اکبر کہتے، پھر اپنے پاؤں کو موڑ لیتے اس پاؤں پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ایک عضو اپنی جگہ لوٹ آتا۔ پھر اٹھ کھڑے ہوتے اور دوسری رکعت میں پہلی رکعت والا طریقہ کرتے۔ پھر جب آخری رکعت ہوتی تو بائیں ٹانگ کو پیچھے ہٹا کر اپنی ”سرین“ ”دبر“ پر بیٹھ جاتے، پھر آخر میں ”اسلام علیکم کہتے“ سجدہ میں۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہتے، بعض روایات میں وجمعد کا اضافہ ہے۔

(۲) سجدہ میں سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔

میرے چہرہ نے اس کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اس کی صورت بنائی کان اور آنکھ بنائی، اللہ تعالیٰ احسن خالق ہے۔

(۳) اللَّهُمَّ إِنِّي لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ أَهْنُتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ

یا اللہ! میں نے تجھے سجدہ اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرے تابع بنا۔

(۴) سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ۔

یا اللہ! تو اپنی حمد سے نرالا ہے تو ہی معبود حقیقی ہے۔

(۵) سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ۔

تیرے ذات بہت ہی نرالی ہے تو فرشتوں اور جبرائیل کا رب ہے۔

(۶) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي كُلَّهُ دَقًّا وَجَلَّةً وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَا نِيَّتَهُ، وَسِرًّا۔

یا اللہ! میرے تمام، باریک، جلیل، اول اور آخر، ظاہر اور پوشیدہ گناہ کا فور کر دے۔

(۷) اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي ثَنَاءَ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ ۝

۱۱۱ باب التوہد - از علیہ - الصاۃ

یا اللہ میں تیری رضا سے تیری ناراضگی کی پناہ مانگتا ہوں اور تیری معافی سے تیری گرفت سے پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں میں تیری ثنا اس معیار کے مطابق نہیں کر سکتا، جس طرح تو نے اپنے لئے مقرر کیا ہے آپ کا سجدہ قیام کے مطابق ہوتا۔ پھر اپنا سجدہ سے سر اٹھا کر بغیر ہاتھ اٹھائے ”اللہ اکبر“ کہتے، پھر اپنے بائیں ٹانگ کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے اور دہائی ٹانگ کو گاڑ رکھتے اور اپنے ہاتھوں کو رانوں پر رکھتے۔ پھر سجدتین میں (اللہم اغفر لی وَاٰجِبْ رَغْبَتِي، وَاَهْدِنِي وَاَسْرُفْنِي، ایک روایت میں عافنی کی جگہ۔ وَاَجِبْ رَغْبَتِي) ہے۔ (حدیث ابن عباس)

یا اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور میری کوتاہی دور فرما اور مجھے ہدایت دے اور رزق دے۔

### دُعائے سجدتین

حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ سجدتین کی دعاء رَبِّ اغْفِرْ لِي سَلَامٌ (رواہ سنن)

آپ سجدتین کے جلسہ میں کافی دیر بیٹھتے حتیٰ کہ کہنے والا کہتا جلسہ سجدتین کہ آپ بھول گئے ہیں۔

### جلسہ سجدتین

## فصل ۴۷

پھر آپ اللہ اکبر کہتے اس صورت میں کہ ہاتھوں کو نہ اٹھاتے۔ دوسرے سجدہ میں وہ افعال کرتے جو پہلے سجدہ میں کئے تھے، پھر اپنے سر کو اللہ اکبر کہہ کر اٹھاتے اور اپنے قدموں کو سہارا بغیر رانوں اور گھٹنوں کے سہارا کے اٹھ کھڑے ہوتے۔

مالک بن حویرث ؓ بیان کرتے تھے کہ جب آپ فی وتر صلاۃ لہو نیمضی حتی یستوی قاعداً طاق رکعت میں نماز میں ہوتے نہ کھڑے جب تک پوری طرح بیٹھ نہ جاتے۔ اس جلسہ کا نام جلسہ

### جلسہ استراحت

استراحت ہے ۔

**سوال؟** کیا جلسہ استراحت آپ ضمن نماز، ہدایت نماز کی بنا پر کیا کیا اسی عزم کی تحت کہ جبکہ گوشت غالب آگیا، بوڑھا پے کے عالم میں پھرے ہو گئے تھے ۔ حاجت کے تحت والامثلہ دودھ سے اظہر ہے ۔

۱۔ وائل بن حجر اور ابو ہریرہ کی روایات تطابق ہو گیا کہ آپ دونوں قدموں کے سروں پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے ۔

۲۔ صحابہؓ نبی کریمؐ کی نماز کے افعال، ہدایت، کاحرص کی حالت میں مشاہدہ کرتے تھے ۔ وہ قدموں کے بل کھڑے ہوتے ۔

عبداللہ بن مسعودؓ نماز میں قدموں کے بل کھڑے ہوتے اور نہ بیٹھتے ۔  
صحابہؓ (بھیتی)

ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، ابن زبیرؓ، ابوسعیدؓ، خدریؓ نے عطیہ عونیؓ کی روایت سے ابن مسعودؓ سے یہ صحیح ہے ۔ اس قیام میں موصوف ہاتھ نہ اٹھاتے تھے ۔ جب آپ پوری طرح کھڑے ہو جاتے، قرآن میں شروع ہوتے اور سکوت نہ فرماتے ۔ اپنی قرآن کا افتتاح الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سے کرتے جب پہلے تشہد میں بیٹھتے تو اپنے پاؤں کو پھیلا لیتے ۔ جس طرح مسجد میں بیٹھتے ۔ بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اور دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھتے ۔ سب اب انگلی سے اشارہ کرتے ۔ اپنے انگوٹھا کو اپنی وسطی انگلی پر حلقہ کی شکل میں رکھتے اور اپنی نگاہ کو سب اب انگلی پر رکھتے ، اپنی سب اب انگلی کو اٹھاتے اور قدر سے جھکا کر ربانی توحید اس سے بیان کرتے ۔

ابوداؤد نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ سورۃ اخلاص، پڑھتے ہوئے اپنی سب اب انگلی سے اشارہ کرتے، یہی اندازِ دُعا رکھا ہے ۔ اپنے ہاتھوں کو دونوں کندھوں کے برابر خوب پھیلاتے اور یہی حالت دو ہاتھ ال، انکساری کی ہے ۔

اسی میں بھی خوب ہاتھ پھیلاتے ۔ اس کے بعد آپ

لَا الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سے مراد سورۃ فاتحہ جمع بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بسم اللہ بھی پڑھتے تھے ۔

**التَّحِيَّاتُ** اللَّهُ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ - ۱

قوی، بدنی، مالی تمام قسم کی عبادات اللہ کے لئے ہیں، تجھ پر سلامتی ہو۔  
اے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکات اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں شہادت  
دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں، اور نبی  
محمد کریم کی عبدیت اور رسالت کی شہادت دیتا ہوں۔

**تعلیم تشہد** تشہد کی تعلیم نبی کریم صحابہ و قرآن کی تعلیم کی طرح  
دیتے تھے۔

**تشہد ۲** التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ !  
یہ تشہد ابن عباسؓ سے منقول اور پہلا تشہد ابن مسعودؓ  
سے مروی ہے پہلا تشہد صحیح ہے، ابن مسعود کے تشہد میں جملوں کی بغایت ہے  
اور ابن عباس کے تشہد میں ایک جملہ ہے۔ صحیحین میں دو دلائل کا اضافہ ہے  
اسی تشہد کی تعلیم قرآن کی تعلیم کی طرح تعلیم دیتے تھے۔

تشہد ابن عمرؓ سے التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الصَّلَوَاتُ، منقول ہے۔  
اس سلسلہ میں بے شمار انواع ہیں، اور یہ ہر قسم کی انواع جائز ہیں۔  
آپ اسی قدر ہ میں بالکل تھوڑی دیر بیٹھتے جس طرح کہ کوئی  
جلسہ تشہد گرم پتھر پر بیٹھتا ہے "علی الرحمنف"، گرم پتھر، الحجارة  
المحلاة۔ گرم پتھر، (یعنی بالکل ٹھور۔) اگاتے،

پھر اللہ اکبر کہتے اور بیٹھ جاتے پھر تیسری اور چوتھی رکعت پڑھتے  
آخری دو رکعت میں تخفیف کرتے، آخری دو رکعت میں سورۃ فاتحہ یا  
اس سے زیادہ بھی کبھی کبھی قرات کر لیتے۔

۱۔ مفتوحۃ ج ۱ ص ۱۵۵ پر روایت جابرؓ۔

## فصل ۲۷

**دُعا ر قنوت** | جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعاء لقوم اذ علی قوم جب کسی قوم کے لئے دعا یا بدعا فرماتے تو نماز کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد کرتے۔ اکثر دُعا ر قنوت فجر کی نماز میں کرتے تھے۔

**ایک ماہ قنوت** | سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قنوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر ا بعد الرکوع فی صلاۃ سلم جب آپ سمع اللہ من حمدہ۔ ربنا لک الحمد کہہ لیتے تو دُعا ر قنوت کرتے۔

تمام صحیح احادیث میں اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ نے بعد رکوع قنوت کیا ایک عارضہ کی بنا پر تھا بعدہ ترک کر دیا۔

**قنوت در نماز فجر اور مغرب** | انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فجر اور مغرب کی نماز میں قنوت ہے (بخاری)

برابر بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم نماز فجر اور نماز مغرب میں قنوت کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی آخری رکعت رکعت عشاء کی آخری رکعت صبح کی نماز میں سمع اللہ من حمدہ کہنے کے بعد مومنوں کے لئے دُعا اور کفار پر لعنت کرتے اور فرماتے کہ میں نماز نبوی کو تم سے زیادہ قریب ہو کر جانتا ہوں امام احمد فرماتے ہیں عشاء کی بجائے عصر کا ذکر ہے۔ (بخاری)

**قنوت پنجگان نماز میں** | ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم نے ایک ماہ در متواتر، لگاتار ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر کی نمازوں میں نماز کے آخر میں سمع اللہ من حمدہ کے بعد نبو سلیم قبیلہ پر بد دُعا فرماتے اور مقتدی یومن من خلفہ، وراہین کہتے۔

۱۔ قنوت کا معنی اطاعت، نماز میں کھڑا ہونا، خاموش ہونا، دعا کرنا، ناموس اللغات ۹۷، مصباح اللغات ۷۹۶  
۲۔ مشکوٰۃ احوال صحیح بخاری جلد ۱۔ دُعا کے کلمات میں سننے والا ہیں کہے۔ شیخ ابی ربیع جلد ۱۔

## یدعواعلیٰ رحل و ذکوان

انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ ہینہ پھر رکوع کے بعد بدو عار کی رعل اور ذکوان (قبائل تھے) پر ابن سیرین کہتے ہیں میں نے انسؓ سے عرض کیا کیا آپؐ نے فجر کی نماز میں بعد رکوع ہینہ پھر دعو عار قنوت کی ہے موصوف نے جواب میں فرمایا، نعم ہاں، رکوع کے بعد معمولی سی۔

ابن سیرین انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریمؐ کے دعو عار قنوت ہینہ پھر فجر کی نماز بعد رکوع فرمائی مصعبہ قبیلہ کے لئے بدو عار کی۔ (صحیح احادیث) جن لوگوں نے سیدنا انسؓ سے دعو عار قنوت کا تذکرہ کیا ہے انہیں خوب معلوم ہے کہ جناب رسول کریمؐ رکوع کے بعد قنوت فرماتے تھے۔

**قبل رکوع قنوت** | حمید راوی نے سیدنا انسؓ سے مسئلہ قنوت کا ذکر رکوع سے پہلے کا بیان کیا ہے کن نقتت قبل الرکوع و بعد بعد رکوع بھی قنوت کرتے تھے، اس قنوت سے مراد لمبا قیام ہے۔

حضرت انسؓ کی طرح جناب ابو ہریرہؓ نے خبر دی کہ آپؐ نے بعد رکوع دعو عار قنوت کی جبکہ آپؐ سمع اللہ لمن حمد کا فرمایا۔ اللہم اھج عیاش بن ابی ابیعة والولید بن الولید وسلمة بن ہشام والمستضعفین من المومنین۔ (متفق علیہ)

یا اللہ عیاش بن ابی ابیعة کو ولید بن ولید کو سلمہ بن ہشام کو اور دیگر کمزور مومنوں کو نجات عطا فرما۔

ابن عمرؓ اپنا سماع بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے بعد رکوع فجر کی نماز میں آخری رکعت میں دعو عار قنوت میں اللہم العن فلانا فلانا، یا اللہ فلان فلان پر لعنت فرما کا۔ ذکر کیا ہے۔

ان تمام احادیث میں اس بات پر اتفاق ہے کہ بعد رکوع آخری رکعت میں دعو عار قنوت تھی کسی عارضہ کی بنا پر نہ کہ در رات ہی ہمیشگی پر۔

۱۔ بلوغ المرام، مشکوٰۃ - ۲۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۱ باب القنوت ص ۱۱۱

جناب انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے عرب کے بعد قبائل پر بد عار کی پھر اسے ترک کر دیا۔ (مسلم)

ابو مالک اشجعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے گزارش کی کہ آپؐ نے جناب رسول کریمؐ کی اقتدار، ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کی کوئٹہ میں قریباً پانچ برس، تو کیا یہ حضرات قنوت کرتے تھے؟

موصوف نے جواب دیا اسی بنی اند محدث بیٹایہ بدعت ہے۔

امام ترمذی کے ہاں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام نسائی نے بیان کیا۔ نسائی کے یہ الفاظ ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ کی اقتدار میں نماز پڑھی تو آپؐ نے قنوت نہ کی اور ابو بکرؓ کی اقتدار میں نماز پڑھی تو اس نے بھی قنوت نہ کی، عثمانؓ کی اقتدار میں نماز ادا کی تو اس نے بھی قنوت نہ کی، اور علیؓ کی اقتدار میں نماز پڑھی تو اس نے بھی قنوت نہ کی، پھر اس نے کہا اسی بنی بدعت بیٹایہ بدعت ہے۔ جو لوگ فجر میں دُعار قنوت کے قائل نہیں ہیں وہ ان احادیث سے دلیل لیتے ہیں۔ اور انسؓ کے اسی قول سے کہ شہر نہ کہ آپؐ نے بدعت قنوت کو ترک کر دیا۔ یہی لوگ دُعار قنوت کو منسوخ کہتے ہیں۔

جو لوگ دُعار قنوت کو قبل رکوع مستحب کہتے ہیں ان کی دلیل صحابہؓ اور تابعین کے آثار ہیں۔

ابو مفضل۔ نماز فجر میں رکوع سے قبل دُعار قنوت کرتے۔ (ابوداؤد و طیحا)

ہشام بن عروہ۔ رکوع سے پہلے قنوت کرتے تھے۔ (امام مالکؒ)

عبدالرحمن بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ امام مالکؒ سے صبح کی قنوت کے بارے

میں سوال کیا گیا کہ آپؐ کے ہاں کونسا سندیدہ عمل ہے؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا میں نے لوگوں کو قیدی جس عمل پر پایا ہے وہ ہے رکوع سے قبل قنوت کرنا۔ میں نے دوبارہ سوال کیا آپؐ کس پر عمل کرتے ہیں موصوف نے فرمایا قبل رکوع، میں ذکر کیا۔

لع مستحب کا مطلب ہے۔ چاہے ترک کر دے۔ کوئے پر ثواب ترک پر عتاب نہیں۔ (مترجم)



قنوت وتر! موصوف نے جواب دیا: لیس فیہ قنوت، وتر میں قنوت نہیں۔

## فصل ۲۹

**استیجاب قنوت بعد رکوع** | جس کا مسلک یہ ہے کہ رکوع کے بعد قنوت مستحب ہے تو وہ اپنی دلیل میں اتحاد صحیحہ پیش کرتے ہیں جو صراحت سے مذکور ہو چکی ہیں۔

انرم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عبد سے عرض کیا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ انس کی روایت میں کہ آپ رکوع سے پہلے قنوت کرتے تھے سوا عامم، حوالہ کے؟ میرے ہاں سوا عامم کے کسی نے مخالفت نہیں کی۔

میں نے جواب دیا ہشام قتادہ سے قتادہ انس سے بیان کرتے ہیں کہ آپ رکوع کے بعد قنوت کرتے۔

ایوب محمد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو انہوں نے انس سے چار وجوہ بیان کیں۔ اور ابو عبد اللہ سے سوال کیا گیا تو موصوف نے فرمایا کہ تمام احادیث کا مفہوم یہی ہے کہ قنوت رکوع کے بعد ہے۔ اس نے کہا تمام رد خفاف، ”مخدوش“ ہیں۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ سے عرض کیا تو اس صورت میں رکوع سے پہلے رخصت نہیں کیونکہ رکوع سے بعد والی احادیث صحیح نہیں تو اس نے جواب دیا نماز فجر میں قنوت بعد رکوع ہے، اور وتر میں بھی رکوع کے بعد اختیار ہے۔ جو شخص رکوع سے پہلے قنوت کرے اس پر کوئی حرج نہیں اس بنا پر کہ اس نے صحابہ کے افعال کو اختیار کیا، جبکہ اصحاب اس مسئلہ میں مختلف اقوال ہیں۔

فجر کی نماز میں بعد رکوع قنوت ثابت ہے، جو رسول کریمؐ نے نماز فجر میں

قنوت کی اس سے قنوت نازلہ مراد ہے، بعدہ آپ نے اسے ترک کر دیا۔

**قنوت نازلہ** | قنوت نازلہ میں قنوت کرنا اور نہ کرنا دونوں سنت ہیں۔ اس سلسلہ میں احادیث سے دلیل ملتی ہے۔ اسی میں سنت ہے،

عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ امام احمد سے سوال کیا کہ قنوت کس نماز میں کرنی چاہیے، آپ نے جواب دیا کہ نماز وتر میں بعد رکوع کے۔ اگر کوئی شخص نماز فجر میں قنوت کرے جناب رسول کریم کی اتباع کرتے ہوئے کہ آپ نے مستعقین (مذکور لوگوں کے لئے) دُعا کی تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر کوئی شخص لوگوں کی نصرت کے لئے دُعا کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

اسحاق حرابی بیان کرتے ہیں ابو ثور نے امام احمد سے فرزند عبداللہ سے سوال کیا کہ نماز فجر میں قنوت کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ موصوف نے فرمایا قنوت نازل (مصائب) میں ہے۔ ابو ثور نے کہا کہ موجودہ دور کی مصائب سے زیادہ کیا ہو سکتی ہیں جس کا ہم شکار ہیں تو فرمایا ٹھیک ہے قنوت کیجئے۔ اثرم کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن احمد سے سوال کیا، فجر کی قنوت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ موصوف نے جواب دیا اجازت ہے! جیسا کہ آپ نے ایک قوم پر بدعہ کار کی تھی میں نے دریافت کیا، اس قنوت کو باواز بلند پڑھا جائے! ہاں مقتدی امین کہیں یہی نبوی اسوہ تھا۔

اثرم کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ کو فجر کی نماز میں بعد رکوع دُعا قنوت کرتے دیکھا۔ میں نے آپ سے سنا جب آپ سے قنوت فجر کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمانے لگے۔ جب مسلمانوں پر مصیبت اترے تو امام قنوت کرے اور مقتدی امین کہیں، بعد فرمایا لوگوں! ہر ایک، سلطان بذات خود مصیبت ہے، کیونکہ یہ کافر ہے اس لئے قنوت کرنی چاہیے۔

عبدالقدوس بن مالک عطار بیان کرتے ہیں میں نے عبداللہ بن احمد سے سوال کیا کہ میں ایک بصرہ کا غریب (یا مسافر) آدمی ہوں اور ہمارے لوگ

چند اشیا میں اختلاف رکھتے ہیں، موصوف نے فرمایا آپ سوال کیجئے۔ جواب ضرور دیا جائے گا۔ میں نے سوال کیا کہ بصرہ میں ایک قوم قنوت کرتی ہے۔ تو کس شخص کی اقتدا میں قنوت کی جائے؟  
 آپ نے جواب دیا کہ مسلمان قنوت کرنے والے اور نہ قنوت کرنے والے کی اقتدا میں نماز ادا کرتے تھے، اگر قنوت میں ایک حرف یا دو علامتیں یا عن ایک، الجد، ماخفد، کا اضافہ کرے تو اگر تو نماز میں ہے تو نماز ترک کر دے۔

## فصل ۵

آخری تشہد اور درود نبی پاک | نماز کے آخری تشہد میں درود شریف نبی پاک پر پڑھنا مسنون ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ -

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ -

یا اللہ رحمت نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت نازل کی ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر تو ہی حمید اور مجید ہے۔

یا اللہ برکت فرما محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے برکت نازل کی۔ ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر تیری صفت حمید اور مجید ہے۔

تعوذ پانچ امور سے | اور دو شریف کے بعد حکم دیا کہ  
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ

أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالْقَيْسِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ مَكْرُوهٌ ۝

۱۔ عافرونی میں یہ الفاظ منقول ہیں۔ یہ بھی

اگل کے عذاب، قبر کے عذاب، زندہ اور مردہ کے فتنہ، و جہال کے فتنہ سے پناہ مانگے۔

**دُعَا صَدِّیق** | جناب رسول کریمؐ نے ابو بکرؓ کے سوال پر دعاء کی تعلیم دی، اس دعاء کو نماز میں پڑھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَ إِنَّهُ لَا يُعْفِرُ وَالَّذِي تُوْبُ إِلَيْهِ أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَعْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَأَوْحِمْ لِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

یا اللہ میں اپنے نفس پر ظلم کا اقرار کرتا ہوں میں نے نفس پر بے شمار ظلم کیئے ہیں اور ان مظالم کو تو ہی بخشتا ہے اپنی خواص معفرت سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحمت فرما، تو ہی بخشنے والا رحمت کرنے والا ہے۔

**تَشْہِد اور سلام کے درمیان کی دعا** | جناب رسول کریمؐ تشہد اور سلام کے درمیان میں یہ دعاء پڑھتے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدْ كُنتُ وَمَا أُخْرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّرُ وَأَنْتَ الْوَاحِدُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

یا اللہ! مجھے بخش دے جو کچھ میں نے پہلے کیا اور بعد کیا، جو پوشیدہ کیا۔ اور جو ظاہر میں کیا۔ جو میں نے اسراف کیا، تو مجھے خوب جانتا ہے تو مقدمہ اور موخر کرنے والا ہے۔ تو ہی معبود ہے۔

**سلام پھیرنا** | آخر میں دائیں جانب: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ اور بائیں جانب: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

کہہ کر سلام کہتے۔ پندرہ اصحابؓ سے روایت ہے کہ جب آپؐ سلام دائیں اور بائیں جانب مہمہ پھیر کر کہتے تو تین بار "استغفر اللہ" کہتے۔ میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ  
وَالْإِكْرَامِ - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ  
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ .

اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ  
ذُو الْجِدِّ مِنْكَ الْجِدُّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . لَا تَقْبَلْ إِلَّا آيَا لَهُ الْبِقَعَةُ  
وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَدُنَّ  
وَكُوكِرَ الْكَافِرُونَ سَلَامٌ

یا اللہ تیرا نام سلام اور تجھ سے سلامتی ہے تیری ذات بابرکت بزرگی  
اور کرم والی ہے۔ تو ہی معبود ہے تیری ذات واحد شرکار سے پاک ہے اسی  
کی بادشاہی، اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر مطلق ہے۔

یا اللہ جیسے تو ہے اور اسے کوئی روکنے والا نہیں جس سے تو روک لے  
اسے کوئی دینے والا نہیں۔ تیرے ہاں کسی کی کوئی بزرگی کام نہیں دیتی۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے ہاں  
نعمت اور فضل ہے اسی کی اچھی شہادت ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہم  
ہم اس کے لئے عبادت خالص کرتے ہیں۔ اگرچہ اسے کافر اس سے ناپسندیدگی  
کا اظہار کرتے ہیں۔

امّت کے لئے اذکار | جناب رسول کریم نے امت کے لئے ہر نماز کے  
بعد اشیع، تمہید، اور تکبیر کو مسنون قرار دیا۔

عقہ بن عامرؓ کو حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذتین (سورۃ فلق اور سورۃ  
والناس) پڑھا کر۔

جناب ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص آیۃ الکرسی  
ہر نماز کے بعد پڑھا کرے اسے جنت سے مانع صرف اور صرف موت

ہی ہے۔ (النائی)

صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ج ۱، کتاب الاذکار شوکانی، عمل الیوم واللیل، ابن سنی، کتاب الصلوٰۃ فی ذکر الصلوٰۃ

**نماز ظہر** | آپ ظہر سے پہلے چار رکعت اور بعد فرض نماز ظہر دو رکعت ہمیشہ پڑھتے تھے۔

ایک بار آپ کسی وجہ سے مشغول ہو گئے تو ظہر کی دو رکعت عصر کی نماز کے بعد ادا کیں۔

**مندوب** | ایک روایت یوں ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعت اور بعد میں چار رکعت پر حفاظت کرے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ کی آگ حرام ہے۔ اور ترمذی نے فرمایا حدیث صحیحہ

**عصر** | کسی صحیح حدیث میں ثابت نہیں کہ آپ نے حکم دیا ہو نماز پڑھنے کا۔ ہاں آپ نے رحمت کی دعا کی ہے ”رحمہ اللہ اھ۔ دعاً صلیٰ قبل العصر اس بعداً“ جو عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھے۔ یہ سنن میں ہے:

اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرتا ہے جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتا ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت اور عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھے۔

**نتیجہ** | یہ آپ کی بارہ رکعت سنن دراتب نہیں،

**فرض نماز کی تعداد رکعات** فرض نماز کی رکعت کی تعداد سترہ ہے۔

**نماز تہجد** | رات میں ستر رکعت نماز پڑھتے بعض دفعہ بارہ رکعت پڑھتے اور ایک وتر پڑھتے۔

یہ ہیں آپ کی چالیس رکعت، جن میں فرائض اور سنتیں قیام یل اور وتر ہیں۔

**دُعا** | صبح اور عصر کی نماز کے بعد آپ دُعا نہ کرتے تھے۔ بلکہ

۱۱ مشکوٰۃ ص ۱۱۱

الحمد لله — ختم شد

سنت	فرض	سنت	
۲	۲	۲	فجر
۲/۲	۲	۲/۲	ظہر
۲	۲	۲/۲	عصر
۲	۳	۲	مغرب
۲	۲	بلا تعداد	عشاء
تہجد ۱۱۔ رکعت			
جمعہ ۲ فرض - ۲/۲ سنت	۲	نماز ضعیفی	تعمیت المسجد ۲

یا در بے دن اور رات کی منازل میں ترمیم و اضافہ کرنا صنت کشتی ہے۔

۴۴. نومبر بروز جمعہ کتب الصدۃ کا ترجمہ کا آغاز اور تتمہ

۱۲۔ نونبر کو ہوا کل دس یوم میں رہ بانی رحمت سے ترجمہ کیا گیا ۔

۸ بحجہ دن بعد نماز "صنعی" دو ذوالحجہ ۱۳۹۹ھ - ۱۴ نومبر ۱۹۸۰ء

بروز اتوار اہم فریضہ نماز کے موضوع پر کتاب الصلوٰۃ کے ترجمہ کی توفیق بخشی۔

له الحمد أولاً وآخرًا والصلاة على نبيه وآله إلى يوم القيامة -

ناظم ادارہ علوم اسلامیہ ————— جھنگ صدر  
عبدالرشید عقیف جھنگوی،



وَقَرْنِ فِي دُيُوتِكُمْ بَ (الایہ)

# پردہ کی شرعی حیثیت

تالیف  
عبدالرشید  
حنیف  
جہڑوی

پیش کش

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

حضرات و خواتین اس دور الحاد میں یہ عام رجحان پایا جاتا ہے، کہ عورت کو گھر کی چار دیواری میں قید کر کے رکھنا عورت پر صریح ظلم ہے اور اس کے حقوق خود ارادیت کو سلب کرنا ہے اس پر وہ پگنڈا کی آڑ میں محمدین کا گروہ یورپ سے بھی آزادی میں سبقت لے جانا چاہتا ہے، حیرت کہ یورپ اس آزادی سے بار بار نفرت کا اظہار کر چکا ہے، کیونکہ وہ عورتوں کی اس آزادی کے مصلح نتائج دیکھ چکا ہے، دراصل معاملہ یہ ہے کہ محمدین کا گروہ اس پروپیگنڈا سے اپنی ہوس زانی اور شہوت پرستی کے خواہوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنی بی ماں بہن، بیوی اور بیٹی کو بے پردگی کی عام دعوت سے رہا ہے، کیونکہ جب تک وہ اس پروپیگنڈا کو عام نہیں کر لیتا، اس اپنی خواہش پوری نہیں ہو سکتی، حالانکہ گروہ اپنے گریبان میں منڈال کر دیکھے تو اسے حقیقت حال کا سارا پتہ چل جائے کہ اس آزادی سے مسلمان قوم کس تیزی کے ساتھ تباہی کی طرف جا رہی ہے، آج جتنے قتل، لوگتیاں، اور دھڑے بندیوں کے منصوبے بن رہے ہیں، اور عملی طور پر ان کا اظہار جس طرح ہو رہا ہے، وہ ہر شہر کے ”روزناموں“ میں ہمارے سامنے آجاتا ہے کہ فلاں ضلع میں اتنے قتل ہو گئے، اور فلاں جگہ ڈاکے کا کیس ہو گیا، اور فلاں جگہ چوری ہو گئی، آج زنا کاری کی عام و بارہم میں جو پھوٹ پڑی ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ یہی بے پردگی ہے ان تمام حالات سے متاثر ہو کر تاج کلا تھکھاؤنس چوک بازار ملتان کے کارکنان نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ نشر و اشاعت کے ذریعہ عام مسلمانوں کی اصلاح کی جائے اور انہیں بے پردگی کے خوفناک نتائج سے آگاہ کیا جائے اسکے علاوہ فحاشی اور بے حیائی کی عام و بارہم پھوٹ پڑی ہے اس کا منظم طور پر انسداد کیا جائے، نیز اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے، تاکہ تمام مسلمان اللہ تبارک و تعالیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے فلاح و اربین حاصل کر سکیں،

## گھر سے باہر نکلنے کے قوانین،

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّلَّذِينَ وَاجِلَكَ مِنِّي  
وَأَسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يَدُ نَبِيٍّ عَلَيْهِمْ  
مِنْ جَلَابِهِمْ هَٰذَا ذَٰلِكَ أَذَىٰ أَن  
يَعْرِفُونَ فَلَا يُؤْذِينَ وَكَانَ اللَّهُ  
عَفُورًا رَّحِيمًا، پ ۸ ع -

اسے نبی کہہ واسطے بیویوں اپنی کے  
اور بیٹیوں اپنی کے اور بیویوں مسلمانوں  
کی کے نزدیک کر لیں اور پر اپنے سے۔  
بڑی چادریں لہنی یہ بہت نزدیک ہے  
اس سے کہ پہچانی جاویں، پس نہ اندازی  
جاویں اور ہے اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

## مرد اور عورت کو نظر نیچے رکھنے کا حکم

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ لِيَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ  
وَيَحْفَظُوا أَرْجُلَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَّهُمْ  
إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَ قُلْ  
لِّلْمُؤْمِنَاتِ لِيَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ  
وَيَحْفَظْنَ أَرْجُلَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ  
زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ  
بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ رُءُوسِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ  
زِينَتَهُنَّ إِلَّا بِضُلَّةٍ أَوْ أَبَاهُ  
أَوْ ابْنَهُ أَوْ أَخَاهُ أَوْ أُخْتَهُ أَوْ بَنِي  
أَخِي أَوْ أَخَوَاتِهِ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ  
غَيْرَ أُولَىٰ إِلَٰهٍ مِنَ الرِّجَالِ

کہہ واسطے مسلمان مردوں کے کہ بند کریں  
آنکھیں اپنی اور محافظت کریں شرک گاہ  
اپنے کی یہ بہت پاکیزہ ہے واسطے انکی  
بے شک اللہ تعالیٰ خبردار ہے ساتھ اس  
چیز کے کہ کرتے ہیں کہ واسطے مسلمان  
عورتوں کے، کہ بند کریں آنکھیں اپنی  
حفاظت کریں شرک گاہ اپنی کی اور نہ ظاہر  
کریں بناؤ اپنا مگر جو ظاہر ہے اس میں سے  
اور چاہیے کہ وائیں اور حصیاں اپنی اوپر  
گر سیانوں اپنی کے اور نہ ظاہر کریں بناؤ  
اپنا مگر واسطے خاوندوں اپنے کے، یا  
باپوں اپنے کے یا باپوں اپنے خاوندوں  
کے یا بیٹیوں اپنی کے یا بیٹیوں خاوندوں

اَوِ الْطِفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى  
عَوْرَتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضُرُّنَّ  
بَارِجِيْنَ لِّیَعْلَمَ مَا یُخْفٰی مِنْ  
زَیْنَتِهِنَّ وَتُؤْتُوْا اِلٰی اللّٰهِ جَمِیْعًا  
اِنَّهُ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تَقْلِحُوْنَ،  
(سورۃ نور ۳۱)  
اپنے کے یا بھائیوں اپنے کے یا بیھو  
بھائیوں اپنے کے یا بیٹیوں بیٹیوں اپنے  
کے یا بیویوں اپنی کے یا جنکے مالک  
ہوئے دہنے ہاتھ ان کے جو ساتھ رہنے  
والے ہیں غیر حاجت و امروں سے  
لڑکوں سے جو نہیں واقف اور چھپی  
باتوں عورتوں کے اور نہ ماریں پاؤں اپنے زمین پر تاکہ جانا جاوے جو کچھ کچھ پاتی  
ہیں اپنی زینت سے اور تو بہرہ و طرف اللہ کی سب اے مسلمانو! تاکہ تم فلاح پاؤ،

### پہرہ کی ابستار

(۱) اخرج البخاری فی تفسیر سورۃ الاحزاب: عن النبی قال قال عمر رضی اللہ  
عندہ قلت یا رسول اللہ یدخل علیک البر والفاجر فلو امرت امہات المؤمنین  
بالحجاب فانزل آیت حجاب (بخاری شریف ص ۲۵)

امام بخاری نے سورۃ احزاب کی تفسیر میں حضرت انسؓ سے بیان کیا کہ حضرت  
عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ کی خدمت  
میں نیکو کار اور بدکار سب طرح کے آدمی آتے ہیں، اگر آپ امہات المؤمنین  
(ازواج مطہرات) کو پردہ کرنے کے متعلق فرما دیں تو اچھا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ  
نے پردہ کی آیتیں نازل فرمائیں جس کی وجہ سے تمام عورتوں پر پردہ کرنا فرض  
ہوا۔ (بخاری شریف ص ۲۵)

(۲) عن ام سلمۃ انہا کانت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
وہیمونۃ اذ اقبل ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللہ علیہ وسلم  
احتجبامنه فقلت یا رسول اللہ الیس ہوا عی لا یبصرنا فقال رسول  
رفع یمایا وان اتما السمتا تبصرانہ روایہ احمد والترمذی وابوداؤد سلمہ

سہ مشکوٰۃ ج ۲ - سورۃ نور اور سورۃ احزاب کا مطلقہ کریں

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت میمونہؓ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھیں، اتفاقاً عبداللہ بن ام مکتومؓ نابینا اصحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہؐ نے ان دونوں ام سلمہؓ اور میمونہؓ سے فرمایا کہ اس سے پردہ کر دو ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ وہ نابینا نہیں، جو ہم کو دیکھ نہیں سکتا، تو حضورؐ نے فرمایا کہ تم تو نابینا نہیں، کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں،

### صحابہ کرام کی عورتوں کا رسول اللہؐ سے پردہ

۳۱ عن عائشة قالت اوجعت امرأة وراء ستر عبدی ہا کتاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (المحدث رواہ ابو داؤد والنسائی مشکوٰۃ) ۱۰  
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے ایک خط دینے کو رسول اللہؐ کی طرف ہاتھ بڑھایا، اس کو ابو داؤد اور نسائی رواہ مشکوٰۃ (تشریح: اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضرات صحابہؓ کی عورتیں خود آنحضرتؐ سے بھی پردہ کرتی تھیں)

### فتنہ خوشبو

(۴) عن ابی الاشعرى قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرأة استعطرت فمرت علی قوم لیجدوا سیرجھا فہی زانیة وکل عین زانیة رواہ النسائی وابن خزیمہ وابن حبان فی صحیحہما إمامہما وقال صحیح (الاسنم) سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو عورت عطر لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے، تاکہ وہ اس کی خوشبو سونکھیں وہ عورت زنا کار ہے اور یہ آنکھ جو بُری نیت سے غیر حرم کو دیکھے وہ زنا کار ہے،

عن یحییٰ بن جعدۃ ان عمر بن الخطاب خرجت امرأة علی عہدة

متطیبة فوجد ریحہا فعلاھا بالدر لا تشح قال تخرجن متطیبات فیجد الرجال ریحک وانا قلوب الرجال عند الوفیہا اخرجن تغلات  
یعنی بن جعد تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب کے عہد خلافت میں ایک عورت خوشبو لگا کر باہر نکلی، جس کی خوشبو حضرت عمرؓ کو محسوس ہوئی تو حضرت فاروقؓ نے اسکو مارنے کے لئے دڑھ اٹھایا اور فرمایا کہ تم ایسی خوشبو لگا کر نکلتی ہو، جس کی مہک مردوں کو بھی معلوم ہوتی ہے، مردوں کے قلب تو ایسے ناک کے سرے پر یعنی جلدی مائل ہوتے ہیں، میں کیلی بغیر خوشبو کے نکلا کرو۔

### اجنبی عورتوں کو سلام کہنا

(۴) لیس للنساء سلام ولا علیہن سلام خرجه ابی نعیم فی الحلیہ عن عطاء الخرسانی مرسل، کنز العمال ص ۲۶۳

اجنبی عورتوں کو سلام کرنا اسی طرح اجنبی مردوں کو سلام کرنا جائز نہیں ہے اس کو ابونعیم حلیہ میں عطاء خرسانی تابعی مرسل روایت کیا،

### اچانک، نگاہ معاف نہ کی جائے گناہ ہے

عن جابر بن عبد اللہ قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نظر الفجاءة فامرانی ان اصرف بصری (رواہ مسلم شریف)  
حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور سے پوچھا کہ کسی ناخرم عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کرنا چاہیے، آپ نے فرمایا: فوراً نظر مٹا لو، اس کو مسلم نے روایت کیا۔

عن الحسن مرسل قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ رواہ الیہمقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ  
حضرت حسن بصری سے مرسل طور پر روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:



مجھ کو باوثوق ذرائع سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے پر بھی لعنت کی ہے اور اس پر بھی جس کو دیکھا جاوے،

### اجنبی عورتوں سے ملاقات و مصافحہ

(۹) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ فی حدیث طویل الید من ناھا البطش حضرت ابو ہریرہ کی طویل حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ہاتھ کا زنا نا حرم کو پکڑنا، اس کو مسلم و بخاری نے روایت کیا،  
فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر حرم عورت سے مصافحہ کرنا حرام ہے،  
(۱۰) عن ابن عمر نہی النبی ان یمشی الرجل بین المراتین (رواہ ابو داؤد)  
حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کو دو عورتوں کے درمیان میں چلنے کو منع فرمایا،

### نظر شیطان اور عورت

(۱۱) عن ابن مسعود عن النبی قال المرأة عورة فاذا خرجت استتر فہا الشیطان (سرواہ الترمذی مشکوٰۃ) ۷  
حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ عورت سرتا پا پوشیدہ رہنے کے قابل ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے، شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے،

(۱۲) وعن جابر قال قال رسول اللہ ان المرأة تقبل فی صورتہ شیطان وتدبر فی صورتہ شیطان (سرواہ مسلم)  
حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ بے پردہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے، اور شیطان اس کی صورت میں واپس جاتی ہے، (رواہ مسلم)



(۱۳) وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ ما من صباح الا وحلکات  
 ینادیان ویل للرجال من النساء ویل للنساء من الرجال رواه ابن  
 ماجہ والحاکم وقال صحیح الاسناد، تو غیب ص ۴۵  
 حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ہر روز صبح  
 کے وقت دو فرشتے منادی کرتے ہیں، یہ ہلاکت ہے، مردوں کو عورتوں کی  
 وجہ سے، اور ہلاکت ہے عورتوں کو مردوں کی وجہ سے۔ (ابن ماجہ)  
 (۱۴) فرمایا رسول اللہ صلعم نے حائضت بعدی فتنۃ اضر علی الرجال  
 من النساء (سواۃ البخاری)

یعنی میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے کوئی فتنہ عورتوں سے اشد  
 نہیں چھوڑا۔

(۱۵) فرمایا رسول اللہ نے دنیا المراءاة الصالحة، یعنی دنیا کی بہترین نعمتوں  
 میں سے نعمت نیک بیوی ہے،

اللہ تعالیٰ ہماری ماؤں اور بہنوں کو شرعی پردہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق  
 دے آمین، اللہم وفقنا لما تحب وترضی،

پھر آئندہ اوراق پر ملاقات ہوگی، عبدالرشید حنیف ۸ مئی ۱۹۷۸ء

... 02812 ...

علاج بالقرآن علاج بالحدیث کا مجموعہ

دکھی انسانیت کے لئے روحانی اور جسمانی  
 امراض کیلئے قرآن احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 وظائف اور اذکار اور عیوب کو کجا کر دیا ہے،

**بہارِ اعلیٰ**

ادارہ علوم اسلامی سمن آباد، جھنگ صدر

قرآن مسند کے اتباع سے سرشار مینس پیر کے ٹکٹ ارسال کر کے شوق پورا کریں،

www.KitaboSunnat.com

قرآن و حدیث کے الفاظ سے مزین ۳۴ خطبوں کا بہترین مجموعہ

# خطبات التوحید

مؤلفہ: مولانا حمید اللہ میرٹھی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهَا

توحید، رد شرک اور نماز روزہ عید وغیرہ کے احکام کے علاوہ تمام ضروری مسائل پر نصیحت آموز و غلط اور خطبے انتہائی سادہ اور آسان پیرایہ میں اس طرح بیان کئے گئے ہیں کہ پڑھنے والے کے دل میں گھر کرتے چلے جائیں۔ خطباء واعظین اور طلباء و عوام کیلئے یکساں مفید، طباعتِ عکسی، صفحات ۲۰ قیمت ۸ روپے

فاروق کتب خانہ ملتان